تذکرۃ المہدی ؑ

(ہر دو حصّے مکمل)

مؤلفہ

اخویم پیر سراج الحق صاحب نعمانی جمالی ہانسوی سرساوی احمدی ؓ

بماہ جون ۱۹۱۵ء

صرف ٹائیٹل

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام منیجر مطبع طبع کراکر

ایم قاسم علی سابق ایڈیٹر الحق دہلی نے قادیان سے

شائع کیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سفرنامہ

پیر سراج الحق نعمانی (۱۹۱۴ء)

دارلامان قادیان☆ سے میرے سفر کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی کہ میرے بڑے بھائی شاہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب نعمانی وجمالی نے مقام الور سے مجھے لکھا کہ مقام سندہالہ ضلع کرنال میں ہمارا جدی بھائی پیرجی رحیم الدین مرگیا۔ اور اس کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا کوئی وارث سوائے ہمارے نہیں رہا۔ مناسب ہے کہ جلد سرسادہ پہنچو اور سرسادہ سے سندہالہ جاؤ اور اس کا انتظام کرو اور میں اس وقت بیمار ہوں مجھے وہاں پہنچنے میں دیر ہوگی۔ اگرچہ میں نے ایک چٹھی صاحب کمشنر کی خدمت میں اور ایک تحصیلدار صاحب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دی ہے چونکہ ہمارا قدیمی

☆ نوٹ : دارالامان لکھنے کی یہ ضرورت پیش آئی کہ فتح گڑھ جو بٹالہ کے قریب ایک قصبہ ہے وہاں ایک قاضی صاحب رہتے ہیں انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سخت الفاظ میں گستاخانہ ایک کارڈ لکھا چونکہ ان دنوں میں ہی جواب لکھا کرتا تھا وہ کارڈ بھی مجھے جواب دینے کے لئے دیا اور فرمایا اس کا جواب نرم الفاظ میں لکھو جب میں نے جواب لکھ لیا تو کاتب کے نام کے ساتھ یہ پتہ لکھا تھا کہ ازمقام فتح گڑھ دارالامان مجھے اس پر خیال ہوا کہ فتح گڑھ کا قافیہ بھی نہیں ملتا اور فتح گڑھ کو دارامان ہونے کا فخر کہاں سے دارالامان تو قادیان کو ہونا چاہئے اور رہے بھی میں نے لکھا راقم خادم مسیح موعود حسب الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از قادیان دارالامان پھر میرے دل میں آیا کہ اپنی طرف سے لکھنا ٹھیک نہیں میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کیسے آئے۔ اس وقت اکیلے تشریف رکھتے تھے اور صرف ٹہلتے تھے میں نے یہ سارا حال بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور دارالامان قادیان لکھنا چاہئے یا نہیں۔ فرمایا ضرور لکھدو یہ خدا کی طرف سے دارالامان ہے اب ضرور ہر خط پر لکھدیا کرو۔

اور جدی مسکن سندہالہ ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔ مبادا کہ اور کاذب مدعی اور وارث کھڑے ہو جائیں میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ "چونکہ ہمارا کہیں آنا جانا اور نشست و برخاست حضرت اقدس امام موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ☆ کے زیر فرمان اور اجازت پر ہے میں ان سے اجازت حاصل کرکے انشاء اللہ روانہ ہو جاؤں گا اور خدا تعالیٰ آپ کو شفا بخشے۔ اور مجھکو سندہالہ گئے ہوئے چودہ پندرہ برس ہو گئے اس واسطے میری اور ان کی غیروں کی سی حالت ہے۔ اور آپ وہاں ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں میں اور کام تو سب کرلوں گا لیکن سندہالہ کا کام آپ سے ہی ہو گا" میں نے اس مقام پر نہ جانے کا یوں عذر کیا کہ ہمارے جدی اور نزدیکی بھائیوں میں سے ایک کی شادی تھی اس میں شریک ہونے کے لئے خط آیا سو میں اور میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب اور سید علی حسن متوفیٰ اور میاں جی شیخ عبدالرحمٰن متوفیٰ اور دو چار اور شخص سرسادہ سے شادی میں شریک ہونے کے لئے چلے چونکہ سرسادہ سے یہ مقام سندہالہ آٹھ نو کوس ہے۔ اور جمنا بیچ میں پڑتی ہے۔ برسات اور گرمیوں میں تو کشتی یعنی ناؤ لگتی ہے اور آٹھ نو کوس کا سفر گیارہ بارہ کوس کا سفر خطرناک ہو جاتا ہے کیونکہ برسات میں تین چار کوس میں جمنا کا پانی پھیل جاتا ہے اور بیسیوں اور سینکڑوں گاؤں ڈوب جاتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں بیگہ زراعت کا نقصان ہو جاتا ہے اور ان گنت چارپائے اہلی و صحرائی بہہ جاتے ہیں اور آدمی بھی بہت مرجاتے ہیں۔ غرضیکہ ہم صبح سے چل کر عصر کے وقت سندہالہ پہنچے ابھی

☆ نوٹ : حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی پر علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت اقدس نے قیام لدھیانہ میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اشتہار دیا جس کی سرخی یہ تھی لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ تو میں بمقام کوٹ پوتلی علاقہ جیپور تھا میں سب کام چھوڑ کر لدھیانہ حاضر ہوا تو مخالفت کا بہت زور تھا۔ مولوی محمود الحسن خان صاحب احمدی بھی جو دہلی کے قرب و جوار کے رہنے والے اور پٹیالہ میں مدرس ہیں آئے ہوئے تھے۔ عرض کیا کہ حضور اب ہم ہر جگہ اعلان کریں جو عیسیٰ علیہ السلام آنے والے تھے آگئے اور علیہ السلام بھی ساتھ میں لکھیں حضور نے فرمایا کہ بیشک بھی کہو اور علیہ السلام بلکہ صلوٰۃ بھی کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نام کے ساتھ صلوٰۃ کا لفظ فرمایا ہے۔

ہم گاؤں کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے جو میرے کان میں طوائف فواحش کے رقص و سرود کی آواز آئی تو میں گھوڑے پر سوار تھا وہیں ٹھہر گیا اور میرے ساتھ میرا ملازم رہا اور سب رقص میں بڑی خوشی سے جاکر شریک ہوئے۔ اہل شادی نے دریافت کیا کہ سراج الحق نہیں آئے میرے بھائی اور سب نے کہا ہاں آئے ہیں مگر وہ رقص و سرود کی آواز سن کر باہر ہی رک گئے پس وہ اہل شادی میرے پاس آئے اور کہا سواری سے اترو اور چلو میں نے یہ کہا کہ یہ رنڈی کا ناچ جو تمہاری شادی میں ہے بالکل بند کرو تو میں چلوں ورنہ میں ابھی سرساوہ کو واپس چلا جاؤں گا انہوں نے کہا کہ تم ناچ مت دیکھو اور گانا مت سنو۔ مگر شریک شادی رہو۔ میں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ تم کسی ایسے جلسہ میں شریک نہ ہو جو اللہ و رسول کے خلاف ہو یا استہزا ہو تو تم اگرچہ وہ کام نہ کرو مگر تم بھی انہیں میں سے ہو۔ طوائف کو رخصت کرو اللہ و رسول کے حکم کے مطابق شادی کرو تو میں شریک ہو جاؤں اس میں بات بڑھ گئی۔ انہوں نے کہا ہم تم سے ملنا نہیں چاہتے میں نے کہا بہت اچھا ہم بھی تم سے ملنا نہیں چاہتے۔ میں یہ کہہ کر واپس سوار کا سوار چل دیا۔ اور میرے ساتھ میرا ملازم رہا۔ رات کے بارہ بجے ایک ہندوؤں کے گاؤں "ٹابر" نام میں آ ٹھہرا صبح کو میں وہاں سے چل کر سرساوہ دس بجے پہنچ گیا۔ اس گاؤں میں سب واقف تھے سب نے خاطر و تواضع کی اب بیس اکیس برس ہونے کو آئے میں اس گاؤں میں نہیں گیا۔ حالانکہ وہ لوگ ہمارے ہاں آتے ہیں اور ان کی خاطر تواضع جب میں ہوتا ہوں موافق شریعت کر دیتا ہوں۔ اس گاؤں میں شادیاں ہوں موتیں ہوں خواہ کچھ ہی ہو میں نہیں جاتا یہ وجہ ہے میرے وہاں نہ جانے کی۔

خلاف شریعت جلسوں سے بچنے کا حکم

ایک دفعہ یہی ذکر حضرت اقدس امام موعود احمد قادیانی علیہ السلام سے بھی ہوا۔ فرمایا کہ مومن کو یہی چاہئے اور فرمایا

دعاء قنوت میں جو و نخلع و نترک من یفجرک آیا ہے کہ ہم علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور ترک کرتے ہیں انکا ساتھ جو تیری نافرمانی کرتے ہیں اس کے یہی معنے ہیں- پھر فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب تمہارے اس بیان سے اور ان عادات سے جو ہمیں ہر روز مشاہدہ ہوتا ہے- معلوم ہوتا ہے کہ تم میں نرمی بہت ہے اور کبھی غصہ نہیں آتا ہے اور بردباری بہت ہے- مگر یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ غضب بھی خطرناک ہوتا ہوگا- میں نے عرض کیا کہ حضرت سچ ہے اول تو مجھکو غصہ آتا نہیں اور جو آتا ہے تو پھر اس کا جانا محال فرمایا حدیث میں بھی آیا ہے آعوذ باللہ من غضب الحلیم-

الغرض مجھے دارالامان سے حضرت اقدس سے رخصت حاصل کرنے میں دیر ہوگئی اور کچھ خانگی انتظام کے باعث سے میرا جانا نہ ہوا لیکن بھائی صاحب مجھ سے پہلے مقام سندہالہ پہنچ گئے میں نے خط میں لکھ دیا تھا کہ اگر کوئی حارج اور رخنہ انداز کھڑا نہ ہوا تو خیر اور جو کوئی مدعی کاذب کھڑا ہو جائے تو آشتی و نرمی سے صلح کر لینا-

اپنا حق مت چھوڑو

اور جو یہ نہ ہو تو عدالت موجود ہی ہے پہلے ہماری طرف سے عدالت میں جانا اچھا نہیں ہے- پس بھائی صاحب نے ایسا ہی کیا جو جو دعویدار زمین و اسباب متدعویہ پر کھڑے ہوئے تھے سمجھایا اور سب نشیب و فراز نفع و نقصان ان کو دکھایا اور کئی گاؤں کے نمبرداروں ذیلداروں کو جمع کیا لیکن طمع راسہ حرف است وہرسہ تہی؟ وہ نہ سمجھے اور خواہ مخواہ زمین اور اسباب پر قبضہ کر لیا آخر کار آخرالعلاج الکیُّ بھائی صاحب نے عدالت میں مقدمہ پہنچا دیا میں نے یہ سب کیفیت حضرت مولانا نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی فرمایا اندر ہی بیٹھے بیٹھے خدا سے کیا کیا کچھ لے لیا- خدا مبارک کرے اپنا حق چھوڑنا نہیں چاہئے پھر میں نے حضرت اقدس امام ربانی احمد قادیانی علیہ السلام کی خدمت میں یہ ماجرا من وعن عرض

کیا۔ حضرت اقدس یہ بات سن کر ہنسنے لگے اور بڑی دیر تک اس معاملہ میں بات چیت کرتے رہے اور حالات مقدمہ کے دریافت فرماتے رہے۔ آخر میں فرمایا کہ اپنے حق کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ پھر مجھ کو ملنے کی حضرت اقدس علیہ السلام سے فرصت نہ ملی اور میں نے ایک عریضہ کے ذریعہ سے اجازت چاہی آپ نے ایک عبارت اس عریضہ کی پشت پر تحریر فرمائی جس کے ذریعہ اجازت جانے اور اپنے حق کی طلب کی اجازت مل گئی۔

قادیان سے روانگی

پس میں مع اہل وعیال حسب الاجازت حضرت اقدس علیہ السلام و حضرت حکیم الامت دارالامان سے روانہ ہونے کو تھا تو اس سے ایک روز پہلے میرے بڑے برادر شاہ خلیل الرحمٰن صاحب جمالی کا خط آیا کہ میں ایک مقدمہ کی ضرورت کے لئے لدھیانہ آیا ہوا ہوں اور ایک صورت مقدمہ کی کامیابی کی نسبت غیب سے خدا نے پیدا کی ہے اور وہ بغیر تمہارے آئے بن نہیں سکتی لہٰذا تم سرسادہ مت پہنچنا سیدھے لدھیانہ آجاؤ پھر ہم تم ساتھ ساتھ سرسادہ چلیں گے۔ پس میں قادیان شریف سے لودھیانہ کو روانہ ہونے لگا تو زنانی سواریاں یکہ میں سوار ہوئیں اور میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا دروازہ پر دستک دی تو آپ نے فرمایا کون صاحب ہیں میں نے عرض کیا کہ سراج الحق ہے۔ فرمایا صاحبزادہ صاحب ہیں اچھا اندر آؤ میں اندر گیا فرمایا اب جاتے ہو میں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا جلد آنے کی کوشش کرنا زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور بلاؤں کے دن ہیں اور جب فرصت ملے تب ہی آجانا۔ آنے میں سستی نہ کرنا میں نے کہا حضور بھی دعا میں یاد رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ واپس دارالامان میں لائے پھر میں حضرت حکیم الامت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب حالات عرض کئے آپ نے خوشی سے اجازت دی اور آنے کے لئے بار بار فرمایا اور دعا بھی کی۔

سفر ریل پس ہم دارالامان سے معہ اہل وعیال چل کر لدھیانہ پہنچ گئے تو برادر مکرم لدھیانہ میں ملے جب میں امرتسر سے ریل میں سوار ہوا تو اس گاڑی میں میں اور میرے ساتھ مرزا عنایت اللہ بیگ ہانسوی اور دو ہندو جن میں ایک سنار اور ایک شاید کھتری تھا اور باقی تمام سکھ صاحب تھے سنار نے آگ سلگا کر چلم بھرنی چاہی اور کھتری نے آگ سلگانے میں مدد دی۔ کیونکہ دونوں حقہ پینے کی عادت رکھتے تھے اور سکھوں کو حقہ سے نفرت ہے انہوں نے کہا کہ چلم نہ بھرو سنار نے نہ مانا اور آگ طیار کر کے چلم بھرلی اور سکھوں کی طرف سے تکرار کی نوبت پہنچی۔ میں نے نرمی سے سکھوں کو کہا کہ تم تکرار کیوں کرتے ہو وہ بولے کہ ہم حقہ نہیں پیتے اور ان دونوں کو ہم حقہ نہ پینے دیں گے ہمارے گرو صاحب نے اس کو منع کیا ہے میں نے کہا کہ گرو صاحب نے تو شراب سے بھی منع کیا ہے۔ دونوں حکم ماننے ضروری ہیں یہ خوب بات ہے کہ ایک چیز چھوڑنی اور ایک پکڑنی بلکہ بخوشی اور بے خوف استعمال کرنی اور پھر گرو صاحب نے تو زناکاری رنڈی بازی سے بھی روکا ہے حالانکہ اس فحش حرکت سے بھی تم پرہیز نہیں کرتے بڑی اور کبیرہ گندی چیزوں سے نہ بچنا اور ایک ادنیٰ شے کے استعمال سے جو وہ بھی دوسرا شخص اس کو کرتا ہے جو تمہارے مذہب کا نہیں ہے چڑنا اور فساد کرنا اور تکرار کرنا اسی کا نام گرو صاحب کی تابعداری فرمانبرداری ہے۔ اور حقہ سے گرو صاحب نے تمکو منع کیا ہے نہ ان کو یہ لوگ تو گرو صاحب کو ہی نہیں مانتے ان کے حکم کو کیا مانیں گے اور تم لوگ خود ہی گرو صاحب کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے اس چھوٹی سی بات پر فساد اور تکرار کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے آئندہ تم کو اختیار ہے میری یہ بات سن کر دو تین بوڑھے بڑے سکھ صاحب تو خاموش ہو گئے اور شرمندہ ہو کر ان دونوں ہندوؤں سے منہ پھیر لیا اور کچھ نہ بولے اور دوسرے جوان اور جوشیلے سکھوں کو بھی تکرار سے روک دیا۔ اور کہا دیکھو میاں مسلمان نے کیسی سچی بات کہی ہے یہ حقہ

پئیں تو ہمارا کیا بگڑتا ہے انجن میں سے بھی تو دھواں نکلتا ہے ہر قوم میں دانا اور عقلمند شریف الطبع لوگ بھی ہوتے ہیں جو اچھی بات کو قبول کرتے اور سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں مگر سمجھانے والا حسب تعلیم قرآن مجید اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ کے چاہئے پھر میں نے سنار اور کھتری سے کہا کہ حقہ ایسی چیز ہے کہ اگر تھوڑی دیر اس کو بخلاف افیون کے نہ پیا جائے تو پینے والا مرتا نہیں اور نہ کچھ بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے سوائے اس کے کہ ایک طلب ہوتی ہے جو کچھ عرصہ گذرنے پر طبیعت مانگتی ہے اگر تم اس وقت چلم یا حقہ نہ پیو تو اس میں تمہارا کیا حرج ہے اس میں رفع شر بھی ہے اور ایک لغو کام سے بھی بچتے ہو۔ دیکھو ہمارے ایک دوست ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہیں حقہ بہت ہی کثرت سے پیتے تھے آخر انہوں نے ایک دم چھوڑ دیا ان کا کچھ بھی نہ بگڑا سکھوں میں لاکھوں آدمی ہیں جو حقہ نہیں پیتے ان کو کچھ بھی ضرر اور نقصان نہیں ہے بلکہ برخلاف تم لوگوں کے زیادہ قوی اور تندرست ہیں حقہ تو حقہ میں نے ایسے افیون پینے والوں کو جو چھٹانک بھر روز کھاتے تھے دیکھا ہے کہ انہوں نے افیون کو ایک دم ترک کر دیا وہ اچھے بھلے ہیں چنانچہ جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جب قادیان حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے تو ایک دم افیون ترک کر دی وہ افیون بھی معتاد سے زیادہ کھاتے تھے۔ ان کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ بلکہ اور زیادہ تندرست اور قوی ہو گئے۔ وہ ہندو میری یہ بات سن کر حقہ پینے سے باز رہے اور آگ اور چلم پھینک دی۔

حقہ نوشی

بات میں بات یاد آجاتی ہے یہ بھی لکھنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ کہ جن دنوں میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی طرف سے خطوط کے جواب لکھا کرتا تھا تو من جملہ اور مسائل کے حقہ کی نسبت بھی ہماری جماعت کے احباب دریافت کرتے تھے کہ ہمیں حقہ پینے کی عادت ہے اس کی

نسبت حضور کا کیا فتویٰ ہے حکم ہو تو ترک کر دیں۔ پس حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ ہمارے پاس مختلف مضمون کے خط آتے ہیں بعض دعا کے لئے آتے ہیں سو اس میں ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت کسی کا خط دعا کے لئے آتا ہے تو ہم اسی وقت دعا کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ یاد آتا ہے تب بھی دعا کیا کرتے ہیں سو ایسے خطوط کا جوب یہ لکھ دیا کرو کہ ہم نے دعا کی ہے اور کرتے رہیں گے اور چاہئے کہ دعا کے لئے یاد ولاتے رہو۔ اور بعض خطوط مسائل دریافت کرنے کے بارہ میں ہوتے ہیں پس جو مسئلہ ایک دفعہ تم کو کسی کے دریافت کرنے پر بتلایا جاوے تو ہمیشہ بے پوچھے لکھ دیا کرو۔ اور جو نیا مسئلہ ہو وہ دریافت کر لیا کرو۔ بعض خیریت دریافت کیا کرتے ہیں ان کو خیریت کی اطلاع دیدیا کرو۔ اور بعض جواب نہیں چاہتے۔ وہ صرف اپنی یاددہانی کے لئے خط لکھتے ہیں ان کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاوقتیکہ وہ جواب طلب نکریں اور بعض خطوط ہمارے متعلق ہوتے ہیں۔ ہم پڑھ کر خود ہی جواب دیں گے اس بنا پر آپ نے فرمایا کہ حقہ کی نسبت ہمارا کوئی نیا فتویٰ نہیں ہے بہتر ہے کہ آہستہ آہستہ چھوڑ دو کہ جس میں تکلیف نہ ہو۔

تمباکو کھانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ دارالامان میں کسی شخص نے ذکر کیا کہ حضرت اقدس امام الائمہ مسیح موعود علیہ السلام نے آج تمباکو کے کھانے اور پینے کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے چونکہ میں تمباکو یعنی زردہ پان میں بوجہ دانتوں کے درد کے کھاتا تھا۔ حرمت کا فتویٰ سن کر متفکر ہوا اور سوچا کہ اگر حضرت اقدس نے درحقیقت حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ تو چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی وقت میں سب کام چھوڑ کر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو آپ نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا۔ اور فرمایا صاحبزادہ صاحب کیسے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؑ نے تمباکو کی نسبت حرمت کا فتویٰ دیا ہے فرمایا نہیں۔ تم سے کس نے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے ابھی

کہا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کو بلوایا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی عورت سے سنا ہے تب حضرت اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سمجھنے میں غلطی رہی ہم نے تو کل یہ بیان کیا تھا کہ تمباکو پینے اور کھانے کی نسبت بہت آدمی دریافت کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے یا مکروہ یا جائز سو ہماری جماعت کے لوگوں کو معلوم رہے کہ ہر ایک لغو چیز سے حتیٰ الامکان بچنا اور پرہیز کرنا لازم ہے ہم کوئی نئی شریعت نکالنا نہیں چاہتے۔ جو کسی چیز کی حلت و حرمت کا فتویٰ بغیر دلائل اپنی طرف سے دیں۔ یہ تو ان دابتہ الارض مولویوں کا کام ہے کہ اپنی طرف سے نئی شریعت ایجاد کرتے ہیں۔ اور الٹا ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم مدعی نبوت ہیں وہ ذرا سوچیں تو معلوم ہو کہ مدعی نبوت و رسالت کون ہے ہم یا وہ۔ جس چیز کی حلت و حرمت کا ذکر شریعت میں نہ ہو اور آنحضرت ﷺ سے ایک بات ثابت نہ ہو تو ہم خوامخواہ گھسیٹ گھساٹ کر شریعت میں لاڈالیں سوائے اس کے اور ہم کچھ نہیں کہتے کہ لغو کام ہے اگر یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تو آپ ہی پیش ازیں نسبت کہ اس کے لغو ہونے کا ہی حکم دیتے اور کچھ نہیں پھر فرمایا کہ تم کھاتے ہو میں نے کہا حضور قدر قلیل ایک یا دو رتی پان میں کھاتا ہوں فرمایا کہ کتنی مدت سے عرض کیا پانچ چھ سال سے فرمایا کیوں کھاتے ہو عرض کیا دانتوں کے درد کے سبب سے چونکہ کاپی لکھنے کے وقت منہ نیچے رہتا ہے تو نزلہ اور زکام کا زور ہو جاتا ہے یہ منہ میں رہتا ہے تو درد موقوف رہتا ہے۔ آپ نے ہنسکر فرمایا کہ چھوٹ نہیں سکتا میں نے عرض کیا کہ چھوٹ تو سکتا ہے لیکن دانتوں میں درد ہو جاتا ہے۔ فرمایا چند روز بیش کھاؤ (جس کو میٹھا تیلیا بھی کہتے ہیں) یہ بھی ایک زہر ہے جب ہر دو زہر مل جاویں گے تو پھر یہ ہر دو خبیث مل کر چھوٹ جائیں گے میں نے پھر عرض کیا کہ چھوڑنے میں تو کوئی دقت نہیں صرف دانتوں کے درد کا خیال ہے حضور نے تو دیکھا ہے کہ رمضان شریف کے میں نے گیارہ روزے رکھے صرف دن کو زردہ نہیں کھایا

رات کو کھایا جاتا تھا۔ کس قدر درد زور شور سے ہوا آپ نے فرمایا ہاں بیشک ہوا تھا۔

دست شفا اسی رمضان شریف کا ذکر ہے کہ جب میرے دانتوں میں درد ہوا حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب نومسلم نے بہت سی دوائیں لگائیں اور کھلائیں کچھ آرام نہ ہوا۔ جب سخت درد ہوا اور میری حالت درد سے متغیر ہوئی تو میں صبح ہی اٹھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرے درد کو دیکھ کر آپ بیتاب سے ہوگئے اور صندوق کھول کر کونین کی شیشی نکالی اپنے ہاتھ میں پانی ڈال کر جلدی جلدی گولی بنائی اور فرمایا منہ کھولو میں نے کھولا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے کونین کی گولی میرے منہ میں ڈالدی۔ فرمایا نگل جاؤ میں نگل گیا پھر پانی کا گلاس اپنے ہاتھ مبارک سے بھر کر لائے اور مجھے پلایا۔ پھر فرمایا کونین ہر ایک بیماری کے دورہ کو روکنے والی ہے خدا شفاء دے۔ پس دومنٹ کے بعد درد کو آرام ہوگیا پھر جو ایک دفعہ درد ہوا اور میں نے کونین کھائی کچھ بھی فائدہ نہ ہوا تب میں نے جانا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کی تاثیر تھی۔

پس خوردہ کا اثر ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے نزلہ اور زکام کی بہت شکایت تھی چار برس یا کچھ کم وبیش میں اس مرض میں مبتلا رہا۔ دودھ پینا خوشبو سونگھنا میرے لئے زہر تھا۔ ایک روز بعد نماز عشاء مسجد مبارک کی چھت کی شہ نشین پر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام تشریف رکھتے تھے۔ اور سب احباب جیسے چاند کے چار طرف ستارے کوئی شہ نشین پر اور کوئی نیچے اور دائیں اور بائیں بیٹھے تھے آپ نے دودھ پینے کے لئے طلب کیا۔ اور ایک گھونٹ دودھ کا پی کر گلاس کو میرے ہاتھ دیدیا اور فرمایا پی لو میں نے عرض کیا کہ مجھ کو نزلہ اور زکام کی سخت شکایت ہے میں نہیں پی سکتا۔ اگر کسی وقت پی لیتا ہوں تو مجھے زہر ہوجاتا ہے۔ اور نزلہ بڑھ جاتا ہے فرمایا خیر پی بھی لو کاہے کا زکام

وکام- میں نے ادب سے انکار نہ کیا اور گلاس پی لیا پھر مجھے اس کے بعد کبھی بھی نزلہ نہیں ہوا چاہے جتنا دودھ پیا اور جس وقت چاہا پیا اور اس سے پہلے یہ حالت رہتی تھی کہ اگر قدر قلیل بھی دودھ پی لیتا تھا تو پندرہ پندرہ بیس بیس روز تک نزلہ رہتا تھا اور لکھنے پڑھنے سے بیکار ہو جاتا تھا- اور اب دودھ پی لیتا ہوں تو خدا کے فضل اور آپ کے پس خوردہ کی تاثیر سے کوئی شکایت نہیں ہوتی- یہ حضرت اقدس کے پس خوردہ کی تاثیر تھی جو اب تک اس کا اثر ہے-

فیض روحانی

اسی پر مجھے ایک اور واقعہ اپنا ذاتی اور حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا اثر اور فیض روحانی یاد آگیا اور وہ یہ ہے کہ مجھ کو بدن کے دبانے کی بڑی عمدہ ترکیب یاد ہے میں نے ایک روز عرض کیا کہ مجھ کو بدن کا دبانا خوب یاد ہے فرمایا کہ تم کو تو ترکیب یاد ہونی ہی ہے کہ مرید آپ کا بدن دباتے ہوں گے چونکہ آپ کو ٹہلنے اور بدن مبارک دبوانے کی عادت تھی اور آپ اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصہ مخالفوں کے رد اور اسلام کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کے ثبوت رسالت و نبوت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا اور اس سے جو وقت بچتا تو دعاؤں میں خرچ ہوتا- دعاؤں کی حالت میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ ایسے اضطراب اور ایسی بیقراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی- اور بعض وقت اسہال ہو جاتے اور دوران سر ہو جاتا- اس واسطے بعض وقت مجھ کو جسم مبارک دبانے کا عمدہ موقعہ مل جاتا اور میں بعض وقت دبانے کے بہانے سے کمر دبانے لگتا اور آپ کو گود میں لے لیتا- اس دبانے کی یہ تاثیر تھی کہ جب دبانے کا موقعہ مل جاتا تو آپ کی تاثیر ایسی غالب آتی کہ کئی کئی روز تک ایک لذت رہتی اور ماسوائے اللہ کے تمام شاخیں کٹ جاتیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور نمازوں میں ذوق شوق اور لذت اور سرور حاصل ہو جاتا میں

نے عرض کیا کہ جس وقت حضور کے قدم مبارک وغیرہ دبانے کا موقعہ ملتا ہے تو یہ حالت ہو جاتی ہے مجھے ہر روز دبانے کی اجازت مل جائے ہنس کر فرمایا اچھا جب تم کو فرصت ہو دبایا کرو۔

اثر روحانی اور ایک واقعہ اس وقت روحانی برکات اور آپ کی قوت قدسی کے متعلق سناتا ہوں وہ یہ کہ میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کے اندر ایک طرف معہ اہل وعیال رہتا تھا۔ اور آپ نے وہ جگہ بتلادی تھی اور اس سے اوپر کے چوبارہ میں آپ رہتے تھے دو ماہ بعد سردی کا موسم شروع ہو گیا آپ عصر کے وقت اچانک میری جائے نشست میں رونق افروز ہوئے۔ اور پہلے ہی السلام علیکم فرمایا میں نے جواب وعلیکم السلام عرض کیا۔ فرمایا خیریت ہے اور کوئی تکلیف تو نہیں ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو کہہ دینا اگر نہ کہو گے تو تم تکلیف اٹھاؤ گے میں نے عرض کیا کہ جناب کی توجہ اور غریب نوازی سے کوئی بھی تکلیف نہیں ہے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مہمان آتا تو دریافت فرماتے کہ کسی بات یا کسی شے کی تکلیف نہ اٹھانا اور بے تکلف کہدینا زبانی موقع نہ ملے تو رقعہ تحریر کرلینا اور اگر تم نہیں کہو گے تو تم کو آپ تکلیف اٹھانی پڑے گی ہم تو بڑے بے تکلف ہیں پھر خاکسار سے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری ہمسائیگی میں آگئے ہیں چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے اوپر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آگئے ہیں اور ہماری تمہاری چارپائی برابر برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے میں نے عرض کیا کہ حضور کی نوازش اور مہربانی ہے پھر فرمایا کہ اب بتلاؤ کتنے روز تمہارے ہاں بچہ پیدا ہونے کے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور نو ماہ پورے ہو کر دو روز زیادہ ہو گئے فرمایا جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو قمری مہینوں کے حساب سے ہوتا ہے اور نو مہینے سے جو دس دن اوپر چلے جائیں یا جتنے روز زیادہ ہوں تو اس میں حکمت یہ ہے کہ مہینہ قمری کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے تو جو

دن زیادہ نو مہینے سے ہوتے ہیں تو وہ نو مہینے پورے ہو جاتے ہیں- ان دنوں میری چھوٹی لڑکی قانتہ نام پیٹ میں تھی اور اس کی نسبت ذکر تھا یہ بات فرما کر آپ تشریف لے گئے- دن بھر سے میرے خفیف سا بائیں مونڈھے سے لیکر نصف صدر میں درد تھا مجھے کچھ چنداں خیال نہ ہوا جب دس بجے تو وہ درد زیادہ بڑھنے لگا میں نے کچھ سینک کی درد کم نہ ہوا زیادہ ہی زیادہ بڑھتا گیا جب بارہ کے قریب رات گئی تو میں درد سے بے چین ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں دیوار سے کمر لگا کر بیٹھا اور درد شدت پکڑ تا گیا اسی حالت میں مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہو گئی اور کشف میں میں نے دیکھا کہ پانچ فرشتے میری چارپائی پر میرے سامنے بیٹھے ہیں ایک فرشتہ نے کہا صاحبزادہ کے درد بہت ہے دوسرے نے کہا ہاں درد بہت ہے- تیسرے نے کہا اس کا علاج کیا چوتھے نے کہا اس کا علاج یہ ہے کہ ہم سب تقسیم کرلیں پانچویں نے کہا اچھا پھر سب نے باہیں اوپر کی طرف کرکے انگڑائی لی اور مجھے بھی اشارہ سے کہا گویا تم بھی انگڑائی لو میں نے بھی اپنی باہیں اوپر کی طرف کرکے انگڑائی لی اور جس طرح انہوں نے اون (مد کے ساتھ آواز نکالی) میں نے بھی وہی آواز نکالی- بس اس میں کوئی آدھا منٹ بھی نہیں لگا اور کشف جاتا رہا- اور وہ فرشتے غائب اور درد موقوف ہو گیا لیکن حصہ رسد درد کی کچھ کسک باقی رہ گئی اور آرام ہو گیا- میری بیوی جو میرے قریب دوسری چارپائی پر لیٹی پڑی تھی اور سوتی تھی میری آواز سن کر چونکی اور جاگ اٹھی کہنے لگی درد کا کیا حال ہے- اور یہ لمبی آواز کیسے نکالی- میں نے یہ سارا ماجرا سنایا پھر میں آرام سے سو گیا بعد نماز صبح حضرت اقدس پھر میرے مکان میں تشریف لائے دور سے "السلام علیکم" فرمایا اور حسب عادت میری صورت دیکھ کر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ کیا حال ہے میں نے کہا رات کو میرے درد تھا اور اس قسم کا واقعہ گزرا فرمایا یہ کشف صحیح ہے ہم بھی اس وقت دیوار سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور ہمیں یہ الہام ہوا وہ الہام مجھے یعنی خاکسار کو اس وقت یاد نہیں رہا- لیکن

وہ الہام الہامات میں درج ہے۔ پھر میں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سے اس ورد اور کشف اور صحت کا حال اور حضرت اقدس علیہ السلام کا تشریف لانا وغیرہ بیان کیا۔ تب حکیم الامت نے فرمایا کہ بے شک صحبت صالحین میں یہی برکت ہے۔ اور یہی مطلب حدیث جبرئیل سے صاف کھلتا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسافر کی شکل میں جبریل کو دیکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مجمع زیادہ ہوگا اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ سے مل کر بیٹھے ہونگے تو سب پر کشفی حالت طاری ہوگئی۔ اسی طرح تمہارے اور حضرت کے ایک دیوار بیچ میں تھی آپ کو بھی الہام ہوگیا اور تمکو بھی بہ برکت کشف والہام حضرت کشف ہوگیا الحمد للہ علی ذالک

سید احسن امروہوی سلمہ کا اعلام الناس

غرض حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کو بلالو دو چار قدم پر مولوی صاحب رہتے تھے میں مولوی صاحب کو بلا لایا تو ہنسکر فرمایا حضرت مولوی صاحب آپ کا اس زردہ تمباکو کی نسبت کیا فتویٰ ہے۔ مولوی صاحب بہت ہنسے اور عرض کیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جو زردہ کھاتے ہیں انہوں نے سوال بنایا ہوگا فرمایا ہاں مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس تمباکو کی نسبت بہت فتوے علماء کے لکھے گئے ہیں اور کتابیں بھی لکھی ہیں کوئی حرام کہتا ہے کوئی مکروہ کوئی کچھ کوئی کچھ اور آج کل اس کا اسقدر زور ہے کہ کوئی بچا ہوگا۔ کوئی کھاتا ہے کوئی پیتا ہے کوئی سونگھتا ہے اس کا رواج اس زمانہ میں بہت ہے۔ مولوی درویش بھی بچے ہوئے نہیں۔ اور حضور کے سامنے میری کیا مجال کہ اس کا فتویٰ بیان کروں آپ نے فرمایا کہ آپ کی تحقیق زبردست تحقیق ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ الامر فوق الادب تمباکو میری تحقیق میں مفطر ہے جیسے افیون مخدر ہے حرمت کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی شریعت میں اس کا کوئی ذکر نہیں سوائے اس کے کہ اس کو

لغویات میں رکھا جاوے حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ مولوی سید محمد احسن صاحب کو آپ نے مفتی بنادیا تھا جو فتویٰ حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس آتا وہ مولوی صاحب کے پاس جواب کے لئے حضرت اقدس بھیج دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب حضرت اقدس نے اپنے دعوے مسیح موعود میں صرف ایک اشتہار مختصر نکالا تھا وہ مولوی صاحب کے پاس بھوپال پہنچ گیا اور مولوی صاحب نے تصدیق کی اور ایک کتاب اعلام الناس حضرت اقدس کے دعویٰ کے ثبوت میں لکھی اور چھپوا کر لدھیانہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں پہنچے تو حضرت اقدس نے مجھ سے فرمایا کہ پڑھ کر سناؤ چند ورق تو میں نے سنادئے اور کچھ حصہ منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپور تھلہ نے سنائے اور باقی حصہ مولوی محمود حسن صاحب دہلوی حال مدرس مدرسہ پٹیالہ نے سنایا حضرت اقدس علیہ السلام نے مضمون کو سن کر فرمایا کہ اس مضمون میں ہمارا اور مولوی صاحب کا توارد ہوگیا اور جو ہم نے لکھا ہے وہی مولوی صاحب نے لکھا دیکھو کیسی صحیح فراست ہے اور مولوی صاحب کیسے راسخ فی العلم ہیں کہ جو ہمیں خدا تعالیٰ نے سمجھایا وہ مولوی صاحب بھی سمجھ گئے۔ حالانکہ نہ ابھی ہماری طرف سے کوئی کتاب شائع ہوئی اور نہ کوئی اشتہار مدلل نکلا ہے اور نہ کوئی اس بارے میں ہماری تصنیف دیکھی ہے یہ صرف روح القدس کی تائید ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میری عمر اتنی گذر گئی میں نے باوجود ہندوستان میں رہنے اور بھوپال جیسے شہر میں جو پانوں کی کان ہے اور کھانے والے شوقین ہیں کبھی پان نہیں کھایا صرف اس حالت میں کہ کہیں دعوت ہوئی اور داعی نے پان رکھدیا تو کھالیا اور زردہ کا تو ذکر ہی کیا ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے ہنس کر فرمایا کہ بڑا کمال کیا جو تم بچے رہے ہندوستان میں تو اس کا ایسا رواج ہے کہ تواضع ہی اس کی رہ گئی ہے علیٰ ہذا القیاس ہمارا بھی یہی حال ہے کہ ہمارے گھر میں والدہ محمود ہندوستانی اور ہندوستانی کیسی دہلی کی اور دہلی کی بھی کیسی

خاص قلعہ والوں میں جنکے تعلقات نوابوں شہزادوں سے ہیں اور وہ پان کھاتی ہیں اور بہت سے ہندوستانی مرد عورتیں مہمان آتے ہیں اور پان کا استعمال کرتے ہیں اور ہمیں ان کے لئے پان امرتسر لاہور سے منگانے پڑتے ہیں پان کھانے کا خیال بھی نہیں آتا ہاں دو چار ماہ میں کسی ایسی حالت میں اتفاق ہو جاتا ہے کہ جو کبھی بیماری سے منہ کا مزہ بگڑ جاتا ہے اور وہ بھی والدہ محمود دیدیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ پان کھالو منہ کا مزہ درست ہو جائے گا اور زردہ افیون کا تو کیا کام ہے ایک دفعہ بیماری میں ایک طبیب نے اور دوائیوں میں افیون شامل کرکے خفیف سی دیدی تھی سو ایک ہی دفع کھانے سے ہماری طبیعت ایسی بگڑی کہ قریب الموت حالت ہو گئی تھی۔ بات بیچ کی بیچ میں رہ گئی اور کچھ فیصلہ نہیں ہوا کس لئے کہ خواجہ کمال الدین صاحب لاہور سے آگئے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور خواجہ کمال الدین صاحب نے ملاقات کی اور ان سے گفتگو ہونے لگی۔

جوش تبلیغ و تواضع

ایک روز کا ذکر ہے کہ قصیدہ اعجاز احمدی آپ لکھ رہے تھے اور اس کی کاپی غلام محمد کاتب امرتسری لکھ رہا تھا مجھے بھی بلوایا اور فرمایا کہ تم کاپی لکھو تا کہ جلدی یہ قصیدہ چھپ جائے اور فرمایا کہ کاپی ہمارے پاس بیٹھ کر لکھو میں نے عرض کیا بہت اچھا آپؑ ایسا جلدی قصیدہ تصنیف کرتے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے کہ میں ابھی مضمون ختم نہیں کر سکتا تھا جو آپ اور مضمون دیدیتے تھے رات کے گیارہ بج گئے آپ کے لئے کھانا آیا فرمایا شام سے تو تم یہیں لکھ رہے ہو کھانا نہیں کھایا ہوگا آؤ ہم تم ساتھ کھائیں۔ ہمیں تو اسلام کی خوبیاں اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل دینے اور ثبوت نبوت محمد ﷺ میں یہاں تک استیلا اور غلبہ ہے کہ ہمیں نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ پانی نہ نیند جب بھوک اور نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے تو ہم کھاتے ہیں یا سوتے ہیں۔ پھر میں نے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک دستر خوان پر کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے فرمایا یہ دن بڑے ثواب اور جہاد

کے ہیں۔ اور اب تو لوگ مخالفت کرتے ہیں لیکن ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ آج کے دن کو یاد کریں گے اور افسوس کریں گے اور پچھتائیں گے میں نے عرض کیا کہ حضور ہمیشہ یہی قاعدہ رہا ہے کہ اللہ والوں سے معاصرت کی وجہ سے لوگ مخالفت کیا ہی کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی بھی مخالفت اس وقت بہت کرتے ہیں لوگ مردہ پرست ہیں آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک پر پھول اور مٹھائیاں اور غلاف چڑھائیں گے اور نذر نیاز لائیں گے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ان نوں مجھے زکام کی وجہ سے کھانسی ہو رہی تھی بارہ بجے ہو نگے بار بار کھانسی اٹھتی تھی فرمایا آج صاحبزادہ صاحب آپ کو کھانسی ہو رہی ہے کیا سبب ہے میں نے عرض کیا کہ شام سے میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوں پان نہیں کھایا مجھے حضور اجازت دیں تو میں گھر سے پان کھا بھی آؤں اور دو چار گلوریاں ساتھ لے آؤں فرمایا جاؤ نہیں لکھے جاؤ کاپی کی ضرورت ہے پریس میں چھاپ رہے ہیں دیر ہو جائے گی میں پان لاتا ہوں یہ فرما کر بالا خانہ سے نیچے کے مکان میں گئے مجھے آپ کے بولنے کی آواز آتی تھی فرماتے تھے جلد بتلاؤ محمود کی والدہ کہاں ہیں اتنے میں حضرت محمود صاحب کی والدہ جناب ام المومنین آگئیں حضورؑ نے فرمایا صاحبزادہ صاحب کاپی لکھ رہے ہیں وہ گھر جائیں گے تو دیر ہو جائے گی آٹھ دس پان معہ مصالحہ لگا کر دو تو حضرت ام المومنین سلمہا اللہ تعالیٰ نے دس پان ثابت لگا کر دئے اور ایک تھالی میں رکھ کر لائے میں نے پان تو منہ میں ڈال لیا الائچی بھی کھالی اور چھالیہ بھی چونکہ زردہ نہیں تھا سوچنے لگا حضرت اقدس علیہ السلام ہنسے اور فرمایا سوچ میں کیوں پڑ گئے میں نے عرض کیا کہ زردہ نہیں ہے فرمایا زردہ کیا میں نے عرض کیا کہ تمباکو فرمایا تمباکو کو زردہ کیوں کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ چونکہ تمباکو حقہ میں پیا جاتا ہے جو کھاتے ہیں پینے سے کراہت کرتے ہیں اس کا نام رفع کراہت کے لئے زردہ رکھ لیا ہے۔ اس

نام میں ذرا تکلف اور نزاکت ہے اور اس کا رنگ بھی زرد ہوتا ہے اس لئے زردہ نام رکھ لیا- فرمایا ہندوستانی بھی تکلف اور نزاکت پر مرتے ہیں- ان کو معاد کا کوئی فکر نہیں ہے فرمایا اگر نہ کھاؤ تو کیا ہو میں نے عرض کیا کہ پہلے جب میں خالی بغیر زردہ کے پان کھاتا تھا تو زردہ ذرا سا بھی پان میں پڑ جاتا تھا یا چھالیہ میں مل جاتا تو چکر آجاتا تھا اور اب جو دانتوں کے درد کے واسطے کھانے لگا تو بغیر زردہ کے مزہ ہی نہیں آتا ہے پان پھیکا بد مزہ معلوم ہوتا ہے- فرمایا ہاں کھانے والے یہی کہا کرتے ہیں پھر دوبارہ حضور جلدی جلدی بالاخانہ سے نیچے زنانہ میں گئے اور حضرت ام المومنین سے فرمایا کہ پانوں میں زردہ تو نہیں ہے صاحبزادہ صاحب منہ میں پان لئے بیٹھے ہیں جلدی زردہ دو جلدی میں حضرت اقدس علیہ السلام ہاتھ ہی میں زردہ لے کر آئے اور فرمایا لو صاحبزادہ صاحب زردہ بھی لو کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی کہو میں نے عرض کیا کہ روشنی کم ہے پھر حضور نیچے مکان میں تشریف لے گئے اور دس بارہ موم بتی لیکر آئے اور فرمایا تم لکھے جاؤ ہم روشن کردیں گے سو حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے چار بتی یکدم روشن کردیں اور باقی میرے پاس رکھ دیں اور آپ قصیدہ لکھنے میں مشغول ہو گئے-

الغرض میرا چار روز تک لدھیانہ میں قیام رہا اور جہاں بھائی صاحب ٹھہرے ہوئے تھے وہیں میں بھی ٹہرا چار روز کے بعد ہم دونوں بھائی سرسادہ کو روانہ ہوئے اور جو مقدمہ کی نسبت بات نکلی تھی وہ بھی درست ہوگئی-

راسخ دہلی

سرسادہ سے سہارنپور سات کوس ہے وہاں گیا اسٹیشن پر ایک صاحب امیر کبیر کی عالیشان کوٹھی اور باغیچہ ہے ان سے میرا تعارف تھا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ جب سہارنپور آؤ تو مجھ سے ضرور ملنا- اور یہ وعدہ دارالامان میں ہوا تھا ایک دفعہ وہ دارالامان معہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی متوفی گئے تھے ان مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے

بھی میرا اس وقت کا تعارف اور ملاقات تھی کہ جب میں بھی پڑھتا تھا اور یہ بھی پڑھتے تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں درد تھا یہ زیادہ بول نہیں سکتے تھے۔ اسی واسطے دوسرے صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے تھے اور یہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے۔ مگر مسیح موعود حضرت اقدس کو نہیں مانتے تھے اور نہ اب تک مانتے ہیں اور جب دہلی میں مولوی محمد بشیر متوفی سے مباحثہ تھا تب بھی برابر اس مخالفت میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے دہلی میں مباحثہ سے ایک روز پیشتر قصیدہ نعتیہ مندرجہ براہین احمدیہ پارسی لب ولہجہ میں سنایا تھا اس وقت سے ان کی حالت ذوق وشوق زیادہ بڑھ گئی اور پھر دوسری بار دوسرے روز حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ایک دفعہ اور وہی قصیدہ اسی طرز میں سنائیں مولوی صاحب نے پھر سنایا مولوی صاحب کا پڑھنا عجیب وغریب پڑھنا ہوتا تھا فارسی پڑھتے تو بالکل فارسیوں کے لب ولہجہ میں کہ گویا کوئی ایرانی یا شیخ سعدیؒ ونظامیؒ وغیرہ بول رہے ہیں۔ اور جو اردو پڑھتے تو اسی لب ولہجہ میں اور جو عربی پڑھتے تو بالکل عرب معلوم ہوتے تھے اور جو پنجابی نظم ونثر پڑھتے تو ہوبہو پنجابی ادا میں اور جو انگریزی پڑھتے تو عین انگریزی طرز میں پڑھتے تھے کہ گویا ایک یورپین انگریز بول رہا ہے اور جو قرآن شریف پڑھتے تو بالکل عرب معلوم ہوتے تھے اور جو وعظ یا خطبہ پڑھتے تو اس میں کمال تھا کہ سننے والے ذوق وشوق میں محو ومستغرق ہوجاتے تھے اور آپؓ کی تحریر تو بے نظیر تھی۔ وہ تو موجود ہی ہے اس کا بیان کیا ہوسکتا ہے۔ پڑھنے والوں پر خود ظاہر ہے دہلی کے مباحثہ کی بھی عجیب وغریب کیفیت ہے اس مضمون کو ختم کر کے لکھوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ایک عجیب وغریب تقریر دارالامان میں کی تھی جس کو سن کر مولوی راسخ بھی اور یہ صاحب بھی جن کا ذکر ہو رہا ہے عش

غش کر گئے۔ اور ان پر ایک عالم استغراق پیدا ہو گیا تھا۔ اور واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعروں کا شور ہو گیا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی ان سے بہت محبت شفقت سے ملتے تھے انہوں نے یہ سوال کیا تھا کہ آپ کا دعویٰ امتی ہونے کا بھی ہے اور نبی ہونے کا بھی اور آنحضرت ﷺ خاتم النّبیّن ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ذرا سمجھا دیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ تو نہایت آسان ہے لوگوں نے بے سمجھی سے اس کو مشکل بنا لیا پھر وہ تقریر کی جو الوصیت میں طبع ہو چکی ہے اور اس کے سوا بہت سی باتیں ہوئیں۔

سہارنپور میں مباحثہ

پس میں اس وعدہ کے مطابق سہارنپور گیا یہ صاحب نہایت بشاشت اور تواضع سے ملے ایک مولوی صاحب بھی سہارنپور کے آ گئے۔ وہ تو مخالفت سلسلہ میں پر جوش تھے اگرچہ ان صاحب نے جنکا ذکر خیر ہو رہا ہے حضرت اقدس علیہ السلام کی بہت سی تعریف کی۔ لیکن ان کی پیشانی کا بل نہ اترا۔ مجھے فرمانے لگے کہ مرزا صاحب کے مسیح موعود یا مہدی ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مولوی صاحب قاعدہ مناظرہ کا یہ ہے کہ بعض سوال جواب کا قایم مقام سمجھا جاتا ہے مولوی صاحب نے کہا ہاں پس میں نے کہا کہ اسی بنا پر آپ سے سوال ہے کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی نبوت و رسالت کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے فرمانے لگے کہ قرآن شریف نازل ہوا قرآن شریف نے بتلایا ہے کہ آپ نبی و رسول ہیں۔ مین نے کہا مولوی صاحب آپ کو دلیل اور دعویٰ میں فرق نہیں معلوم ہوتا کہ دعویٰ کیا ہوتا ہے اور دلیل اور ثبوت کیا ہوتا ہے آپ دعویٰ کو بھی دلیل ہی جانتے ہیں میں نے دلیل پوچھی تھی اور ثبوت دریافت کیا تھا آپ نے اس کو چھوڑ کر ایک اور دعویٰ پیش کر دیا جو محتاج ثبوت ہے اب آپ کو دو مشکل پیش آئیں گی۔ ایک آنحضرت ﷺ کی نبوت کی دلیل۔ اور دوسری قرآن شریف منجانب اللہ اور کلام الٰہی ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ اور کس دلیل سے آپ اس کو کلام الٰہی

جانتے ہیں۔ اور اگر یہی دعویٰ آپ کے نزدیک دلیل ہے۔ تو آپ یاد رکھیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے لئے بھی یہی ثبوت کافی ہے کہ آپ ؑ پر بھی کلام الٰہی نازل ہوا۔ مولوی صاحب اس وقت کچھ ایسے حیران ہوئے کہ ششدر رہ گئے اس کا جواب تو نہ بن پڑا کچھ صرف نحو میں گفتگو کرنے لگے۔ میں نے کہا مولوی صاحب بات ٹھکانہ کی چھوڑ کر آپ صرف ونحو میں جاپڑے آپ یاد رکھیں کہ صرف ونحو اگرچہ ایک حد تک اچھا ہے لیکن اس سے استدلال پکڑنا صحیح نہیں ہے کس واسطہ کہ جتنے مذہب اسلام میں پیدا ہوئے وہ صرف ونحو کے ذریعہ سے ہی پیدا ہوئے ہیں اور صرف ونحو کی بنا ہی سماع پر زیادہ رکھی گئی ہے اور جہاں صرفی ونحوی رہ جاتا ہے تو مثلاً کہتا ہے اور اس کو قرآن شریف یا عرب کا کلام نظیراً یا شعر یا مصرع قدیم شعرا کا لانا پڑتا ہے پس بہتر ہے کہ میں آپ کے صرف ونحو کے جواب میں ایک آیت قرآن شریف کی اور ایک حدیث شریف پڑھ دیتا ہوں اس پر مولوی صاحب خفا ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ پھر کئی بار ملے لیکن کوئی بات چیت نہیں کی برابر سے ہو کر نکل گئے۔

دوسرا مباحثہ اور جھوٹی کراماتوں کے مدعی

پھر میں شہر میں گیا ایک صاحب محمد شفیع سے شاہ ولایت کے محلہ میں ملاقات ہوئی اور یہ ہمارے رشتہ دار تھے۔ اور وکیل بھی اور مختار کاری کا پاس بھی کئے ہوئے مجھ سے السلام علیکم کی اور کہا کہ اب تو آپ قادیان میں ہی رہنے لگے اور سرسادہ سہارنپور چھوڑ دیا۔ میں نے کہا کہ سرسادہ سہارنپور چھوڑا تو نہیں یہاں آتا جاتا ہوں۔ ہاں سکونت مستقل قادیان میں ہے۔ کہا قادیان کا کیا حال ہے میں نے کہا اچھا حال ہے دن دونی رات چوگنی ترقی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے مبائعین کا سلسلہ روز بروز تحریری اور دست بدست حاضری جاری ہے۔ ہر ملک کے لوگ جنکا ہم نے نام بھی نہیں سنا تھا وہاں آتے ہیں اور بیعت ہوتے ہیں اور بعض بدبخت ویسے کے ویسے ہی

نامراد چلے جاتے ہیں۔ کہا کرامت بھی دکھاتے ہیں میں نے کہا ہاں کرامت بھی منہاج النبوت پر دیکھنے والے دیکھتے ہیں مگر بدقسمت اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے اور قساوت قلبی بڑھ جاتی ہے۔ کہا ہم تو جب جانیں کہ جو کرامت ہم چاہیں وہ دکھائیں میں نے کہا اقتراحی کرامت اور نشان جائز نہیں ہیں اور جنہوں نے اقتراحی نشان مانگا وہ بے نصیب رہے۔ مجھے یاد ہے کہ حیدر آباد دکن سے ایک مولوی شیعہ نے ایک خط حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور لکھا کہ کرامت دکھاؤ۔ اگر تم مسیح موعود ہو۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے عاجزی سے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب ان کو جواب لکھ دو کہ نشان اقتراحی جائز نہیں۔ ہاں نشان یا کرامت مانگنا تو درست ہے مگر اس طور سے نشان طلب کرنا کہ فلاں بات ہو اور فلاں نشان یہ درست نہیں ہے۔ اور نہ یہ کسی نبی کے وقت میں ہوا۔ قرآن شریف اقتراحی نشان مانگنے والوں کی تکذیب کرتا ہے اور جس نے اقتراحی نشان مانگا وہ مردود رہا۔ اقتراحی نشان اس واسطہ مکروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے مملوک نہیں ہے وہ جو چاہے اپنی قدرت کے متعلق یا اپنے رسول کے متعلق یا کسی اور کے متعلق نشان دکھلادے۔ پس یہ اول الذکر سہارنپوری کہنے لگے کہ ہم تو جب ہی مانیں کہ جب ہماری مرضی اور ہمارے کہنے کے بموجب کرامت دکھادیں میں نے کہا تم تو حافظ قرآن شریف ہو اور پڑھے لکھے بھی ہو کوئی آیت ایسی پیش کرو جس میں یہی مضمون اقتراحی نشان کا ہو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ دیکھو حضرت شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چند ایک عورتیں مسلمان اور ہندو آئیں انہوں نے کہا کہ حضرت ہمارے اولاد نہیں ہوتی ہے اولاد دو۔ قلندر صاحب اس وقت حلوہ کھا رہے تھے۔ اپنے آگے سے ایک لقمہ حلوہ کا سب کو دیا اور کہا لو تمہارے بیٹے ہی بیٹے ہوں گے۔ دختر نہیں ہوگی۔ ان سب عورتوں نے تو حلوہ کھالیا۔ لیکن ایک ہندو عورت نے حلوہ پس خوردہ نہیں کھایا اور واپس چلی گئی۔ اور ایک جھاڑ میں وہ لقمہ حلوہ کا

ڈال دیا قلندرؒ صاحب کی توجہ اور عطیہ سے نو مہینے میں ان سب عورتوں کے جنہوں نے حلوہ کھایا تھا لڑکے ہو گئے۔ اور وہ عورت جس نے جھاڑ میں لقمہ ڈال دیا تھا فرزند نہ ہوا وہ عورت بہت پچھتائی جب وہ سب عورتیں اپنا اپنا بچہ لیکر قلندر صاحب کی خدمت میں چلیں وہ عورت بھی ان کے ہمراہ ہولی اور جب اسی جھاڑ کے پاس آئی جہاں وہ لقمہ حلوہ پس خوردہ قلندر صاحب ڈالدیا تھا۔ تو اس جھاڑ میں سے بچہ کے رونے یعنی چیاؤں چیاؤں کی آواز آئی سب عورتوں نے تعجب سے اس جھاڑ میں غور سے دیکھا تو ایک بچہ خوبصورت رو رہا ہے اور انگوٹھا چوس رہا ہے اس عورت نے کہ جس نے لقمہ حلوہ کا ڈالدیا تھا کہنے لگی کہ ہائے ہائے بڑا غضب ہوا۔ حضرت قلندر صاحب کا جھوٹا حلوہ تم نے تو کھالیا تھا مگر میں نے چونکہ ہندو تھی یہ لقمہ ہاتھ میں لئے ہوئے چلی آئی اور اس جھاڑ میں ڈال گئی یہاں یہ اس جھاڑ میں ہی یہ بچہ پیدا ہو گیا اگر میں کھالیتی تو تمہاری طرح میرے پیٹ سے بھی یہ بچہ پیدا ہو جاتا پس اس نے وہ بچہ گود میں اٹھالیا اور چھاتی سے لگایا پس بچہ چھاتی سے لگانا تھا کہ دودھ پستان سے جاری ہو گیا۔ وہ عورت بھی خوش خوش سب عورتوں کے ساتھ قلندر صاحب کی خدمت میں نذر و نیاز لیکر حاضر ہوئی۔ میں نے کہا کہ ایسی لغو اور سراسر کذب افترا سے بھری ہوئی کرامتوں پر تمہارا ایمان ہے اچھا یہ بتلاؤ کہ وہ ہندو عورت مسلمان ہوئی یا نہیں۔ کہنے لگے کہ مسلمان تو نہیں ہوئی پھر میں نے کہا کہ کرامت کے دکھلانے کا فائدہ کیا ہوا۔ کرامت یا نشان تو اسی موقعہ پر خدا تعالیٰ دکھلاتا ہے کہ جہاں اسلام کا فائدہ ہو یا اللہ جل شانہ کے وجود اور اس کی ہستی پر ایمان لایا جاوے یا جس کے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو اس کی تصدیق متصور ہو پس ایسے نشان کا فائدہ کہ نہ اللہ تعالیٰ اور اس کی ہستی اور ذات واجب الوجود اور توحید پر ایمان ہو اور نہ صاحب کرامت کی کوئی صداقت ظاہر ہو اور نہ اسلام لایا جاوے۔ جس پر مدار نجات ہے؟ وہاں سوائے نہیں نہیں کے اور کچھ جواب ہی نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ سہارنپور کی

کچھ ایسی سخت زمین اور قساوت قلبی میں بڑھی ہوئی ہے کہ جس نے یہودیوں کو بھی طاق میں بٹھایا۔

سہارنپور کی قساوت

اور اہل سہارنپور آپ پہلے پرانے عقیدوں پر ایسے قدم جمائے ہوئے ہیں کہ کسی قسم کی تبدیلی ان میں نہیں ہوئی نہ یہ لوگ انبیا سے واقف نہ سنت اللہ سے واقف نہ منہاج نبوت سے خبردار کچھ کند ذہن اور ایسے غبی اور پلید ہیں کہ سوائے مجنونوں اور پاگلوں یا نفس پرست مولویوں کے اور کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ اگر ولی ہیں تو یہ ہیں اور جو کچھ ہیں تو یہ ہیں۔ رات اور دن خورد نوش یا مقدمات کا فکر ہے جو شخص ایک قدم اٹھاتا ہے وہ دوسرا بھی اٹھا کر آگے رکھ لیتا ہے یہاں کے مولویوں کا یہ حال ہے کہ دوسروں کو کافر بنانے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں یہ لوگ ایسے دین کے معاملہ میں لنگڑے لولے ہیں کہ انہوں نے گھر کی چار دیواری سے باہر قدم نکالا ہی نہیں جوں اندھیری کوٹھری میں بند ہوئے تادم مرگ وہیں رہے اور مر کے اندھیری گور میں جا پڑے یہاں ایک وکیل صاحب ہیں مولوی بھی ہیں اور منطقی اور فلسفی بھی ہیں وہ ایک دفعہ حضرت اقدس امام علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ کسی قدر حسن عقیدت بھی ہوئی تھی۔ لیکن جب حضرت اقدس امام علیہ السلام نے کتاب نور الحق عربی میں لکھی اور تحدی کی کہ اس کی مثل کوئی پیش کرے اور پانچ ہزار روپیہ انعام لے تو ان کا عقیدہ جاتا رہا کیوں عقیدہ جاتا رہا اس واسطے کہ کتاب کے نظیر لانے میں تحدی کی بس قرآن شریف کی عزت گھٹا دی واہ واہ ہنر کو عیب جاننا اور بھلے کو برا سمجھنا سہارنپور والوں ہی کا کام ہے اس وقت مجھے یہ آیت یاد آئی۔ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ مجھ سے ان کی اس طرح باتیں ہوئیں۔

تیسرا مباحثہ ایک وکیل سے

وکیل صاحب : آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ سراج الحق : میں دارالامان سے آرہاہوں۔

وکیل صاحب : اب بھی آپ کا وہی عقیدہ ہے۔

سراج الحق : لاحول ولاقوۃ الا باللہ - عقیدت روز بروز درست ہونے کا موقع ہے اور زیارت کا خاص وقت ہے نہ عقیدہ جانے کا وہ کونسی بات ہے جس سے عقیدت وارادت میں فرق آئے۔

وکیل صاحب : ایک کتاب نورالحق مرزا صاحب نے جب سے لکھی ہے تب سے میں تو بے عقیدہ ہورہاہوں۔

سراج الحق : آپ کا پہلے عقیدہ کب تھا۔

وکیل صاحب : تھاتو سہی لیکن اب نہیں۔

سراج الحق : نہ پہلے تھا نہ اب ہے اگر تھا تو وہ ہونے میں شمار نہیں وہ نقش برآب کا معاملہ ہے پھر میں نے وہ آیت جو ابھی لکھی گئی ہے پڑھ کر سنائی اور کہا کتاب نورالحق میں ایسی کیا بات ہے جس سے عقیدت میں فرق آگیا۔

وکیل صاحب : ہمارے پاس اسلام میں کچھ نہیں تھا۔ لے دیکے ایک قرآن شریف تھا جس کو ہم غیرمذہب والوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور جب سے نورالحق کتاب مرزا صاحب کی نکلی قرآن شریف بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہاہم اس کو بھی پیش نہیں کرسکتے نورالحق کی تحدی کے ساتھ قرآن شریف کی تحدی بھی خاک میں مل گئی۔ (معاذ اللہ)

سراج الحق : استغفراللہ قرآن شریف نہ پہلے آپ کے ہاتھ میں تھا اور اب تو بقول آپ کے کیوں ہونے لگا نورالحق سے تو قرآن شریف کی عزت دوبالا ہوگئی اور جہاں جہاں قرآن سے لوگوں کی آنکھوں میں خیرگی اور تیرگی تھی وہ اب نورالحق قرآن شریف کے نور نے اٹھادی جس چشمہ سے محمد الرسول اللہ

ﷺ نے پانی پیا اسی چشمہ سے احمد مہدی احمد مسیح علیہ السلام نے پانی پیا۔ جب ایک تحدی ہمارے ہاتھ میں تھی اور اب دو تحدیاں ہوگئیں جو سردار ایک کام کرے اور اس کا غلام بھی کرے تو اس سردار کی عزت جاتی ہے یا بڑھتی ہے باپ بیٹے کا کام تو دو نہیں ہوسکتے بیٹے کے کام سے باپ خوش ہوگا یا ناراض آپ تو جانتے ہی ہیں کہ غلام دراصل بیٹے کو کہتے ہیں اور کسی کا مصرعہ ہے۔

اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

سو یہاں تو بیٹے نے بھی کیا اور باپ نے بھی اس میں نقصان کیا ہوا۔ آپ تو تصوف میں بھی دم بھرتے ہیں کیا متصوفین کا خصوصاً اور عامہ مسلمین کا عموماً یہ عقیدہ نہیں ہے کہ کَرَامَۃُ الْوَلِیِّ مُعْجِزَۃُ النَّبِیِّ۔ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے۔ اور جو معجزات اور خوارق عادات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں نہیں آئے وہ آپؐ کے متبعین اولیاء اللہ سے صادر ہوئے اور ہورہے ہیں اور ہوں گے۔

وکیل صاحب : نہیں صاحب نہیں یہ تو ایسی مثال سمجھئے کہ جیسے کوئی کسی کی پگڑی عین بازار میں اتار لے اور کہے کہ میں تو تیرا دوست ہوں۔

سراج الحق : نہیں صاحب نہیں یہ تو ایسی مثال ہوئی کہ باپ نے ایک محل بنایا اور بیٹا بعد از وفات کھڑا ہوا اور اس کو اور عمدہ جلا دی غور کیجئے کہ شاہ جہان بادشاہ نے جامع مسجد دہلی بنوائی اور مسجد تو تمام ہوگئی لیکن اس کے صحن کے دالان باقی رہ گئے تھے وہ اس کے بیٹے یا پوتے نے بنوادی اب آپ کہیں کہ مسجد خراب کردی برباد کردی شاہ جہان کا نام ڈبو دیا مسجد دیکھنے کے قابل نہیں رہی۔ بدصورت ہوگئی اور اب تھوڑے روز کا ذکر ہے کہ نواب رامپور کلب علیخان نے اسی جامع مسجد کی مرمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ کے قریب بھیجا اور مرمت کرائی اب آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرمت نہیں ہوئی بلکہ ڈھائی پھوڑدی فرش بگاڑ دیا۔ اور دیواروں میں جو اور عمدہ اور پہلے سے بھی خوشنما پتھر لگادیئے یہ

بھدے اور خراب لگادیئے آپ اسی سمجھ پر وکالت کرتے ہونگے مولویت اور فلسفیت تو آپ کی خوب معلوم ہوگئی

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

وکیل صاحب۔ اچھا صاحب: یہ تو فرمایئے کہ حسان بن ثابت اگر کوئی قصیدہ لکھتے اور تحدی کرتے تو نبوت آنحضرت ﷺ میں کوئی فرق آتا یا نہ آتا؟

سراج الحق: نقص کیوں آنے لگا تھا بلکہ خوبی ہی خوبی ہوتی دیکھو جہاد ہوئے اور آپؐ کے جان نثار صحابہ نے کیا کیا کمال دکھائے اور کفار کو تہ تیغ کیا اور آپؐ نے ایک کو بھی قتل نہیں کیا تو کہئے کہ رسالت و نبوت آنحضرت ﷺ میں نقص آیا؟ پس اگر وہاں نقص نہیں تو یہاں بھی نہیں ہے نبی بھی معجزات دکھلاتے ہیں اور اس نبی کے متبعین ولی بھی کرامت دکھلاتے ہیں وہی اخلاق فاضلہ نبی سے بھی ظاہر ہوتے ہیں اور ویسے ہی اس نبی کے متبع ولی سے بھی۔ تو کیا اس سے نبوت میں نقصان آتا ہے یا نبوت اور نبی کی عزت وشان اور عظمت و جبروت بڑھتی ہے؟

وکیل صاحب: میں آپ سے جواب نہیں پوچھتا آپ مرزا صاحب سے دریافت کرکے بتلائیں۔

سراج الحق: پہلے جناب مرزا صاحب کے خادم سے تو نبٹ لیں پھر وہاں سے جواب منگایا جائے گا۔

پھر جو میں اتفاق سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تو ذکر کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ہم اس کو خوب جانتے ہیں ایک بار وہ ہمارے پاس آئے تھے اور صرف دو گھنٹہ تک ٹھہرے کوئی بات چیت ہم سے ان کی نہیں ہوئی ان کے نقائص طبیعت سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طبیعت میں شرح وبسط نہیں اور ان کا دل نورانی نہیں ہے اگر ہماری کتاب نور الحق سے ان کے خیالات میں قرآن شریف کی عزت جاتی ہے تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ جتنے ولی امت

محمدیہ میں ہوئے اور ان سے کرامتیں ظاہر ہوئیں سب معجزات آنحضرت ﷺ کی بے عزتی ہوئی افسوس ہے کہ یہ لوگ نور سے ظلمت کی طرف جاتے ہیں اچھی چیز کو بری سمجھتے ہیں بات یہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس کے منہ کا مزہ بگڑ جاتا ہے میٹھی اور مزہ دار شے کڑوی اور کسیلی معلوم ہوتی ہے اور وہ بیمار ہر ایک سے لڑتا ہے کہ یہ چیز اچھی نہیں پکائی خراب کردی بد مزہ ہوگئی حالانکہ وہ لوگ اوپر والے کیسی ہی سنوار کر پکائیں یہ لوگ بیمار ہیں اور اپنے آپ کو تندرست سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک قشر(چھلکا) ہے نہ مغز یہ مغز کو پھینکتے اور قشر پر راضی ہوتے ہیں۔

مجھے ایک لطیفہ اس وقت یاد آگیا اور وہ یہ ہے کہ میں ہانسی میں تھا جو دو چار شخص مجھے ملنے کے لئے آئے اور ان میں کچھ مجھ سے واقف تھے اور وہ ایک شخص کے مرید تھے میں نے کہا خیریت ہے کیسے آئے وہ کہنے لگے کہ ہمارے پیرو مرشد آئے ہیں آپ بھی ان سے ملیں بڑے بزرگ ہیں۔ خدا رسیدہ ہیں ولی اللہ ہیں بس ولی اللہ ایسے ہی ہوتے ہیں میں نے کہا کہ اچھا تم کو مبارک ہو ہمیں تو ملنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ جب امام زمان آگئے تو پھر دوسرے سے ملنا کیا۔ اور تم جو ان کے مرید ہوئے ہو تم نے ان میں ایسی کیا بات دیکھی کہ وہ ولی ہیں خدا رسیدہ ہیں کہنے لگے اور تو ہم کو سمجھ نہیں اتنی بات ضرور دیکھی ہے کہ ایسے سیدھے سادھے بزرگ ہیں کہ جس قسم کا کھانا ان کے آگے رکھ دو کھا لیتے ہیں پھیکا ہو نمک بد مزہ ہو کسیلا ہو کڑوا ہو کبھی بھی اپنی زبان سے نہیں کہتے میں نے کہا اس میں خدا رسیدہ ہونے اور ولی ہونے کی کیا بات ہے۔ بلکہ اس سے تو معلوم ہوا کہ وہ مجنون یا دیوانہ ہے۔ یا وہ بیمار ہے جب اس کو کھانے کا مزہ ہی معلوم نہیں ہوتا تو مریض ہے اور سخت مریض ہے ان کا علاج کراؤ تاکہ وہ تندرست ہو جاوے۔ یہ تو ایسی مثال ہے کہ جس کو ادنیٰ آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کوئی یوں کہے کہ ہمارے پیرو مرشد ایسے ولی ہیں جن کو آنکھوں سے دکھائی نہیں

دیتا یا کانوں سے سنائی نہیں دیتا یا پیروں سے چلا نہیں جاتا یا ہاتھ کام نہیں دے سکتے۔ پس یہ ولی ہونا تو درکنار اس کو ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں کہہ سکتے ان کو تو یوں کہو کہ وہ اندھا ہے وہ بیمار ہے ☆ اس کو ہسپتال میں لے جاؤ اور علاج کراؤ یا میرے پاس لاؤ کہ میں اس کا علاج کروں تم جانتے ہو کہ میں طبیب ہوں یہ بات سن کر وہ ہنسنے لگے اور بعض نے برا مانا اور کچھ نہ کہا۔

چوتھا مباحثہ ایک حکیم سے

پھر میں شہر سہارنپور میں پھرتا پھرتا محلہ شاہ ولایت میں پہنچا یہ محلہ وسط شہر میں واقع ہے اس محلہ میں تمام شرفا اور اکثر امراء کے مکانات ہیں سنت جماعت زیادہ شیعہ کم لیکن یہ سب انصاری ہیں اور اس محلہ میں حکیم اور مولوی بہت رہتے ہیں۔ وکیل اور مختار اور اہل روزگار بھی ہیں اور زمیندار جن کی ملک میں کئی کئی گاؤں ہیں۔ اور اسی محلہ میں ہمارے نانا کا بھی مکان ہے اور اکثر ہمارے رشتہ دار ہیں۔ اس محلہ میں کئی مسجدیں ہیں لیکن ایک مسجد میں حضرت شاہ سید محمد اسحاق کا مزار ہے جو شاہ ولایت مشہور ہے اور ہماری نانی انہیں کی اولاد میں سے تھیں۔ اور حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری جو مولانا شاہ اسحاق صاحب کے شاگرد تھے اسی محلہ میں رہتے تھے پھر وہ محلہ قاضی میں رہنے لگے یہ بھی ہمارے نانا ہیں وہاں دس بارہ آدمی بیٹھے تھے ان میں ایک حکیم مگر ایسے حکیم کہ جن پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ ایک حکیم کا گورستان میں گذر ہوا تو کپڑے سے منہ چھپا لیا لوگوں نے پوچھا کہ حکیم صاحب آپ نے منہ ڈھک لیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا مجھ کو ان مردوں سے شرم آتی ہے کہ میرے ہی یہ لوگ مارے ہوئے ہیں اور یہ صاحب مولویت میں بھی دم مارتے تھے۔ اور ان کا سر منڈا اور گھٹا ہوا تھا۔ وہ میری صورت دیکھ کر بہت بگڑے اور کہنے لگے کہ کدھر سے آئے عیسائی

☆ حضرت اقدس علیہ السلام بھی اس قسم کا ذکر یعنی یہی مثال بدعتی فقراء مصنوعی کے حق میں اکثر فرمایا کرتے تھے

صاحب میں نے کہا کہ میں قادیان سے آیا ہوں یہودی صاحب انہوں نے کہا ہم یہودی کیسے ہوئے میں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمن یہودی تھے اسی طرح اب تم مسیح موعود احمد قادیانی علیہ السلام کے دشمن ہو علاوہ یہودی ہونے کے تم میں نفاق کی بھی بو آتی ہے اس واسطے کہ مومن کی صورت دیکھ کر بگڑتے ہو اور غضب میں آتے ہو وہ کہنے لگے کہ تم مومن کدھر سے آئے تم تو کافر ہو بے دین ہو اس کے جواب میں میں نے یہ کہا کہ مسیح اور مسیح کے حواریوں کو بھی بد بخت یہودی کافرو بے دین کہا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ایسا ہی کہتے تھے اور آپؐ کے مذہب اسلام کو صابی مذہب بتایا کرتے تھے تم ان بدبختوں مکذبوں اور مکفروں کے مثیل ہو اور ہم اور ہمارے امام ہمام ماموروں صادقوں اور ان کے پیروؤں کے مثیل ہیں حکیم صاحب مولوی صاحب نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خطرہ ایمان۔ تم ہی کوئی مسلمانی کا جوہر دکھلاؤ تم میں سوائے نفاق وشقاق اور کچھ بھی نہیں ہرچہ در دیگ باشد درچمچہ آید فرمایا ہم کیونکر منافق ہوئے ہیں ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں زکواۃ دیتے ہیں حج بھی کرنے کو بشرط وسعت طیار ہیں اور احکام بھی بجالاتے ہیں میں نے کہا سب کچھ سہی لیکن پھر بھی تم منافق ہو جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ - يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ. یعنی اور لوگوں میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے لیکر قیامت تک یعنی ملائکہ وغیرہ پر ایمان لاتے ہیں اور حال ان کا یہ ہے کہ یہ مومن نہیں ہیں اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور مومنوں کو بھی اللہ اور مومنوں کو تو کب دھوکا دے سکتے ہیں یہ خود ہی دھوکا خوردہ ہیں اور ان کو کچھ بھی شعور نہیں اور ایک جگہ فرماتا ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

لَکٰاذِبُوْنَ اے رسول ﷺ تیرے پاس منافق آتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ تو جانتا ہے کہ تو ضرور رسول ہے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق انک رسول اللہ کہنے والے کاذب ہیں۔ اب بتلایئے کہ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے یا اور کام اسلامی ادا نہیں کرتے تھے پھر کیوں منافق اور کاذب ان کا نام رکھا گیا اسی طرح ہم بھی تو اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور بشرط وسعت حج کے لئے بھی تیار ہیں پھر ہمیں کیوں بے دین اور کافر کہتے ہو یہود و نصاریٰ بھی تو روزہ و نماز کرتے تھے انبیاء پر ایمان لاتے تھے وہ کافر کیوں ہوئے ابو جہل وغیرہ بھی تو حاجی تھے نماز روزہ کے پابند تھے لیکن وہ کافر کیوں ہوئے اس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے دل سے ایک مامور اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہیں مانا۔ بعینہ اسی طرح تم نے ایک مامور معظم مثیل مصطفےٰ صلی اللہ علیہما وسلم کو نہیں مانا ہم میں اور تم میں یوں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ تم مکذب ہم مصدق۔

منافق کی نشانی

علاوہ اس کے ایک اور بیّن نشان تم میں نفاق کا موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا سر منڈا ہوا ہے اور سر اور داڑھی منڈانا منافق کی ایک علامت ہے اس کو سن کر وہ بڑے درہم برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ سر منڈانا تو سنت ہے میں نے کہا کہ یہی تو کھلم کھلا علامت منافق ہے کہ چوری اور سینہ زوری نفاق کی علامت کا نام سنت رکھنا۔ اس کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ بہت مولوی عالم بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی سر منڈاتے ہیں میں نے کہا کہ مولویوں کا فعل سنت ہے یا آنحضرت ﷺ کا فعل سنت ہے ایک ملا بول اٹھے اچھا صاحب تم ہی بتلاؤ کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ سر منڈانا منافق کی علامت ہے۔ میں نے کہا کہ مشکوٰۃ شریف اور صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت پر ایک وقت آنے والا ہے کہ لوگ دین سے نکل جائیں گے قرآن شریف پڑھیں گے مگر قرآن ان

کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی اس پر عمل نہیں کریں گے) نہ ان سے ملاقات کرنا چاہئے نہ ان کی صحبت اختیار کرنا چاہئے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان کی شناخت اور علامت فرمائیے تاکہ ہم ان سے بچیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سِیْمَا هُمُ التَّحْلِيْقُ اَوِ التَّسْبِيْدُ ان کی شناخت یہ ہے کہ ان کے سر کے بال منڈے ہوئے ہونگے داڑھی بھی اسی میں شامل ہے۔

یہ حدیث دراصل حضرت اقدس امام علیہ السلام نے دارالامان میں بخاری شریف سے نکال کر دکھلائی تھی اور اس وقت بالوں کا ذکر تھا۔ اور کئی بار فرمایا تھا کہ سر اور داڑھی کے بال منڈانا منافق کی علامت ہے پھر فرمایا کہ ہم کو کبھی بال منڈانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں وہی ہیں جو عقیقہ کے دن اترے آپ کے بال نہایت نرم اور نازک مونڈھوں تک رہتے تھے جیسے حدیثوں میں مسیح موعود کی علامت ٹھہرائی ہے۔

الغرض میری یہ بات سن کر حکیم صاحب اور مولوی صاحب مشکوٰۃ شریف اٹھا لائے اور کہا کہ میں اس میں سے کئی حدیثیں نکال دوں گا کہ سر کے بال منڈانا سنت ہیں میں نے کہا کہ تم ایک ہی حدیث نکالدو۔ مولوی صاحب نے ساری کتاب مشکوٰۃ ٹٹولی۔ مگر ایک بھی حدیث بال منڈانے کی نہیں نکلی۔ پھر ایک اور مولوی صاحب تشریف لائے اور بڑے دعوے سے کہا کہ میں نکال کر دکھلاؤں گا انہوں نے بڑی دیکھ بھال کے بعد حضرت عمرؓ کا قول نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صبی یعنی بچہ کو دیکھا کہ کچھ بال اس کے سر کے منڈے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بچہ کے باپ سے فرمایا کہ یا تو اس بچہ کے بال سر کے کل اتروادو یا تمام سر کے بال رکھو۔ اس سے مولوی صاحب نے یہ استدلال کیا کہ تمام سر کا رکھنا یا تمام سر کا منڈانا سنت ہے میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھی اور طلب کی ہے اور ہم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو بھی مانتے ہیں لیکن اس میں یہ بات ہے کہ یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ کی نسبت ہے اور بچہ کے لئے اور حکم ہیں اور بڑے کے لئے اور حکم جیسے بعض وقت بچہ ننگا بھی پھرلیتا ہے اور اس کا پائجامہ ایسا بنایا جاتا ہے کہ اس کے پاجامہ میں رومال نہیں ہوتا تاکہ بول و براز کے لئے آسانی رہے اور بچہ ماں کے ساتھ اور بہن کے ساتھ بھی سو رہتا ہے لیکن بڑے اور بالغ ہو کر تو یہ جائز نہیں اور میں نے جو حدیث پڑھی ہے وہ بڑے آدمیوں اور بالغوں کے واسطے ہے اور اس حدیث میں لوگوں کے لئے منافق ہونے کی پیشگوئی ہے اور یہودیت اور خروج عن الاسلام کا نشان ہے اتنے میں میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمان صاحب بھی سرسادہ سے آگئے۔ انہوں نے اور دو ایک اور شخصوں نے میرے کہنے کی تصدیق کی مولوی صاحب کھسیانے ہو کر بولے کہ اب میں بخاری لاتا ہوں میں نے کہا مولوی صاحب چاہے جو کتاب لاؤ سرمنڈانا و داڑھی منڈانا کبھی بھی جائز نہ نکلے گا یہ منافق کا نشان ہے جو منافق کا نشان ہوتا ہے وہ ایک مومن راستباز کا نشان کیوں ہونے لگا ہے۔

جب یہ حدیث شریف جس میں بال سر وریش منڈانے والوں کے لئے دعید ہے دکھلائی اور سنائی تو وہ حیران رہ گئے اور ہمارے سرسادہ میں بھی اس کا چرچا ہو گیا۔

گنگوہی کا نفاق

سرسادہ میں بعض آدمی سرمنڈے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے اور بعض معتقد اور بعض درمیانی۔ تو انہوں نے کہا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی تو سرمنڈاتے ہیں کیا وہ اس حدیث سے واقف نہیں ہیں میں نے کہا کہ وہ بھی منافق ہے۔ منافق کو اپنا نفاق کب سوجھتا ہے وہ تو ہمیشہ ایماندار ہونے کا ہی دعویٰ رکھتا ہے اس سے ناراض ہوئے میں نے کہا کہ تم ناراض کیوں ہوتے ہو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا تم اس طرح جانچو کہ مولوی صاحب نے ایک اشتہار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور

آپ کے مبائعین کے کافر ہونے کا دیا ہے اور اس اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ مرزائیوں سے بات کرنا مصافحہ کرنا ملاقات کرنا اور السلام علیکم کرنا نہیں چاہئے اب تم میرے ساتھ چل کر دیکھو کہ مولوی صاحب مجھ سے مصافحہ اور السلام علیکم کرتے ہیں یا نہیں۔ اور مولوی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ سراج الحق احمدی ہے قادیانی ہے اور بڑا پکا احمدی ہے اور علیٰ وجہ البصیرت احمدی ہے اگر مولوی صاحب نے مصافحہ اور سلام کرلیا تو وہ منافق ضرور ہے اور جو نہ کیا تو تم سچے ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ہم دونوں بھائی یعنی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب اور میں گنگوہ گئے تو مولوی صاحب سے بھی ملنے گئے مولوی صاحب نے ہماری تعظیم کھڑے ہو کر کی۔ اور پہلے ہی السلام علیکم کیا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ پیر صاحب آپ نے تو قادیان میں ہی سکونت اختیار کرلی۔ اور مولوی صاحب نے اسی روز سر منڈایا تھا۔

ایک منافق مولوی

اور ان مولوی صاحب سہارنپوری کا جو مشکوٰۃ شریف لائے تھے اور نفاق کی علامت کو سنت بتلاتے تھے نفاق کھل گیا اور وہ یوں کھلا کہ مولوی حافظ احمد اللہ خان صاحب احمدی ناگپوری جو صالح اور راستباز ہیں جب وہ احمدی ہوئے تو حافظ صاحب نے ان کو دارالامان اور حضرت اقدس علیہ السلام کی بہت سی باتیں آپ کے دعویٰ کی نسبت سنائیں اور بہت کوشش کی کہ یہ موافق ہو جائیں اور منافق نہ رہیں تو انکو ذرا سی روشنی ہوئی اور ایک مدت کے بعد یہ مولوی صاحب دارالامان آگئے اور حافظ صاحب کی کوشش ٹھکانے لگی اور حضرت مولانا نورالدین صاحب دام فیضہ سے بھی تعارف رکھتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح دام عنایتہ سے ملاقات ہوئی اس ملاقات کے بعد جب رات کو مولوی صاحب سوئے اور صبح کی نماز باجماعت ہمارے ساتھ مسجد مبارک میں پڑھی تو مجھے مولوی صاحب نے کہا کہ آج رات کو میں نے آنحضرت ﷺ کی خواب میں

زیارت کی اور رسول اللہ ﷺ میری طرف بڑے پیار کے ساتھ گوشہ چشم سے بار بار دیکھتے ہیں اس کے بعد ظہر کے وقت بعد نماز پھر حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کی۔

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام

تو حضرت اقدس علیہ السلام نے موافق سنت الانبیاء علیہم السلام بہت کچھ حضرت مسیح موسوی علیہ السلام کی وفات اور عدم آمد اور آنحضرت ﷺ کی فضیلت و ختمیت اور اپنے دعوے مسیح موعود ہونے کی نسبت مدلل قرآن شریف اور توریت واحادیث واجماع صحابہ اور علماء سلف کے اقوال سے تبلیغ کی اور پھر آپ نے بے شک مسیح موعود ہونے پر قسم بھی کھائی اور بتلایا کہ وہ موعود میں ہی ہوں جو چودھویں صدی کے سر پر خدا کی طرف سے آیا ہوں اور ساتویں ہزار کا سرا بھی میری شہادت دیتا ہے چاند اور سورج نے عین رمضان کے مہینہ میں میرے دعوے کی سچی گواہی دی اونٹوں کی سواری بیکار ہوئی ستارہ ذوالسنین نہ ایک بار بلکہ کئی بار میرے لئے ظاہر ہوا اور ہزاروں انسانوں کو ہزاروں نشان میرے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے دکھائے تو یہ مولوی صاحب خاموش ہو کر سنتے رہے اور کچھ بھی نہ بولے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام اپنے مکان پر مسجد سے تشریف لے گئے تو مولوی صاحب وہاں سے میرے ہمراہ میرے مکان پر آگئے اور کہنے لگے کہ میں نے جو رسول اللہ ﷺ کی رات زیارت کی تھی۔ اور جس طرح آنحضرت ﷺ گوشہ چشم سے میری طرف دیکھتے تھے ہو بہو حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت کی تقریر کے وقت میری طرف دیکھتے جاتے تھے اور بعینہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک حضرت اقدس علیہ السلام کا ساتھا۔ جو سر مو فرق نہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس ضرور راست باز صادق ہیں؟

ایک خواب کی تعبیر:

جب مولوی صاحب قادیان سے رخصت ہو کر سہارنپور کی سرزمین میں گئے تو ایک خط مجھے لکھا کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے کہ مرزا صاحب کی شکل مجنونوں اور پاگلوں کی سی ہے میں نے وہ خط حضرت اقدس علیہ السلام کو پڑھ کر سنایا حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو شخص راستباز نبی یا رسول امام یا ولی اللہ کو خواب میں بری صورت یا کسی عیب میں دیکھے یا بیمار تو یقیناً وہ خواب میں اپنی حالت دیکھتا ہے اور یہ حال اسی کا ہوتا ہے نہ راست باز کا کیونکہ وہ شخص ان کے جمال کے آئینہ میں اپنی اندرونی صفت کو جیسا وہ ہوتا ہے دیکھتا ہے مولوی صاحب نے خواب سچا دیکھا ہے لیکن انہوں نے اپنی حالت جنوں اور اپنی صفات اندرونی کو دیکھا ہے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ آئینہ ہوتے ہیں اور آئینہ میں جو شخص منہ دیکھتا ہے ویسا ہی دکھائی دیتا ہے جیسا دیکھنے والے کا ہوتا ہے گویا اس کی اندرونی صورت اس کو دکھائی جاتی ہے اور یہ ایک قسم کی اتمام حجت ہے پھر فرمایا کہ ایک بدشکل آدمی نے ایک شیشہ اٹھا کر دیکھا تو اس شیشہ کو اس نے یہ کہہ کر زمین پر پھینک دیا کہ یہ شیشہ بہت ہی برا ہے جس میں ایسی بدصورت دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اپنا قصور اور اپنی شکل نہ دیکھی بلکہ شیشہ کو برا بتلایا۔ پھر فرمایا کہ یہی تعبیر مولوی صاحب کو لکھ بھیجو اور فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ ہماری شکل تو آنحضرت ﷺ کی شکل کے مشابہ دیکھی تھی تمہارا اس پر ایمان نہ رہا تو تمہاری بدبختی سے خدا نے یہ شکل تمہاری اصلی شکل دکھلائی!

میں نے عرض کیا کہ حضرت جب وہ دارالامان میں تھے تو مولوی صاحب کو آنحضرت ﷺ کی شکل پر دکھائی دیئے۔ اور جب وہ سہارنپور کی سخت زمین میں گئے تو ان کو اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ رہا۔ ان کی اصلی اور حقیقی صورت دکھائی گئی کیونکہ آپ کا چہرہ تو آنحضرت ﷺ کا چہرہ ہے اور سہارنپور پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔

ایک حکایت

فرمایا وہ حکایت سناؤ تم کو حکایتیں خوب یاد ہیں میں نے عرض کیا کہ ایک شخص اپنی ضعیفہ والدہ کو حج کرانے کے لئے مکہ شریف گیا اور تمام راستہ کمر پر اٹھا کر لے گیا اور کمر پر ہی چڑھا کر حج کیا۔ اور اسی طرح واپس آیا جب وہ سہارنپور کی سرحد پر پہنچا تو اپنی والدہ کو کمر سے اوتار کر نیچے زمین میں پھینک دیا اور کہا کہ میں تجھے حج کرانے کیا لے گیا ایک سخت مصیبت میں پھنس گیا تو جہاں چاہے چلی جا میں تو اب تجھے نہیں لے جاتا۔ اس ضعیفہ نے جان لیا کہ یہ اس زمین کی تاثیر ہے ورنہ میرا بیٹا تو نیک ہے اس بڑھیا نے بہت منت کی اور کہا بیٹا میں تیری والدہ ہوں تو میرے ساتھ ایسی بدسلوکی کرتا ہے مجھے گھر تو پہنچادے اس نے والدہ کو بہت ہی برا کہا اور کہا کہ تو میری ماں ہی نہیں ہے اور نہ میں تیرا بیٹا ہوں میں تھک گیا میری کمر ٹوٹ گئی۔ اب میں تجھ کو نہ لے جاؤں گا یہ کہہ کر چلدیا؟ اس بڑھیا نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا لیکن مجھے اس شہر کی سرحد سے باہر کردے اور جو تو چاہے مجھ سے مزدوری لے لے خیر مزدوری پر وہ راضی ہوا اور بڑھیا کو اٹھا کر لے چلا جب سہارنپور کی سرحد سے باہر ہو گیا تو بڑھیا نے کہا کہ اب مجھے یہاں چھوڑ دے اور اپنی مزدوری لے لے میرا اللہ مالک ہے وہ شخص والدہ کی یہ بات سن کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ تو تو میری ماں ہے میری جان تجھ پر سے قربان ہو جائے میں بھلا اس جگہ ایسی بے کسی میں اور ایسے جنگل میں تجھے جواب دے سکتا ہوں اور تجھ کو تنہا اور اکیلا چھوڑ سکتا ہوں۔ کس کی مزدوری میری جان میرا مال سب تیرا ہے۔

حضرت اقدس یہ حکایت سنکر ہنسے اور خاموش ہو رہے پھر میں نے حسب الارشاد ایک کارڈ مولوی صاحب کے پاس سہارنپور بھیج دیا۔ اور وہی تعبیر بھی لکھدی چونکہ مولوی صاحب کو ملہم اور خواب بین ہونے کا بھی دعویٰ تھا۔ مولوی صاحب نے اس خط کے جواب میں کوئی معقول جواب تو نہیں دیا مگر ایسی ہی بکواس اور کردی؟

اس مولوی صاحب مذکور کے منافق ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ جب یہ سہارنپور سے اور کسی شہر میں جہاں غیر مقلد ہوں جائیں تو بڑے پکے غیر مقلد اور مضبوط اہل حدیث بن جاتے ہیں اور نماز وغیرہ کا طریق غیر مقلدوں کی طرح رکھتے ہیں اور جب سہارنپور میں جاتے ہیں تو بڑے پختہ حنفی مقلد بنے رہتے ہیں اور نماز وغیرہ کا طریق بھی حنفیوں کا سا رکھتے ہیں۔

غیراحمدی کے پیچھے نماز

پھر تھوڑی دیر میں دس بارہ آدمی لکھے پڑھے آگئے اور ایک مولوی حکیم محمد اسحٰق بھی آگئے۔ مجھ سے پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ جماعت کی نماز کیوں نہیں پڑھتے میں نے کہا کہ آج کل ایک فتنہ برپا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم میں بہت فریق ہوگئے۔ وہابی۔ سنی۔ رافضی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ کون کافر ہے۔ اور کون مسلمان ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے جب ایک کو ایک کافر کہتا ہے تو مسلمان کوئی بھی نہ رہا۔ لہٰذا ہماری نماز کافر کے پیچھے نہیں ہوتی۔ اور تو یہ بات سن کر ڈر گئے اور خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ یہ تو سچ ہے لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ تم بھی تو اسی زمرہ میں ہو اور کفر سے نہیں بچے۔ تم مسلمان کیسے ہوئے میں نے کہا کہ مولوی صاحب ہم ہی ایک دنیا میں مسلمان ہیں اس وجہ سے کہ ہم کسی کو اپنی طرف سے کافر نہیں کہتے یہی نشان ہمارے مسلمان ہونے کا ہے۔

پانچواں مباحثہ وفات مسیح پر

پھر سب نے پوچھا کہ ہم میں یعنی عام مسلمانوں میں اور تم میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا کہ فرق کچھ بھی نہیں اور غور سے دیکھا جائے تو بہت بڑا فرق ہے نہیں تو یہ ہے کہ ہم عام مسلمانوں کی طرح وہی عقیدہ اسلامی رکھتے ہیں خدا بھی وہی رسول ؐ بھی وہی قرآن بھی وہی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' کلمہ اور دیگر احکام وہی

اور جو فرق ہے تو یہ کہ بموجب حکم قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مانتے ہیں اور جس عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی اس امت محمدیہ میں خبر تھی وہ ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو جانتے ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں کہ آنے والے عیسیٰ علیہ السلام یہی ہیں۔

مولوی صاحب: مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کیونکر ہو سکتے ہیں وہ تو آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔

میں: وہ زندہ نہیں ہیں مرگئے۔

مولوی صاحب: یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ مرگئے زندہ نہیں۔

میں: قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں جو سورہ مائدہ ہے اس کا آخری رکوع پڑھ لو تمہیں یاد نہ ہو تو قرآن شریف لاؤ میں پڑھ دوں۔

مولوی صاحب: قرآن شریف کی تفسیروں میں تو یہی لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

میں: تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے؟

مولوی صاحب: ہم تو مفتیٰ بہ قول کو مانیں گے۔

میں: مفتیٰ بہ قول تو کوئی ہے ہی نہیں اختلاف موجود ہے۔

مولوی صاحب: مفتیٰ بہ ہم تو یہی جانتے ہیں جو جمہور ہے اور جس پر اجماع ہو چکا ہے۔

میں: مولوی صاحب جمہور اور اجماع تو حیات عیسیٰ پر نہیں ہے اور اگر آپ اجماع پر ہی ایمان رکھتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع موجود ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک بھی اس اجماع سے باہر نہیں ہے۔

مولوی صاحب: وہ کہاں ہے؟

میں: بخاری شریف میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی

وفات ہوگئی تو صحابہ کے تین گروہ ہوگئے ایک گروہ وفات پر اور ایک حیات پر جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو فرماتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں اس کو قتل کروں گا اور ایک گروہ اس پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے۔ لیکن پھر زندہ ہوں گے اور منافقوں کو سزا دیں گے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ کے جنازہ پر گئے اور حضرت کے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا اور کہا کہ تجھ کو خدا تعالیٰ دو موتیں نہیں دکھائے گا اور یہ آیت مجمع عام میں پڑھ کر سنائی مَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ محمد ﷺ کوئی خدا نہیں تھے جو ہمیشہ زندہ رہتے ہاں ایک رسول تھے اور آپ سے پہلے سب رسول فوت ہوگئے اس پر سب کا اتفاق ہوگیا اور حضرت عمرؓ نے تلوار میان میں کرلی اور فیصلہ ہوگیا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو کوئی تو بول اٹھتا یہ پہلا اجماع تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر ہوا اس اجماع صحابہ کو مان لیجئے اگر آپ کا اجماع پر یقین ہے؟

اصحاب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی اجماع نہیں ہے پس اس اجماع اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑنا اور اپنی طرف سے دوسری قسم کا اجماع بنانا ٹھیک نہیں ہے خدا کے لئے سوچو سمجھو۔

چھٹا مباحثہ ایک طالب علم سے

اس میری تقریر کے بعد مولوی صاحب کو سخت غصہ آگیا اور تکرار پر آمادہ ہوگئے اور کچھ جواب نہ بن پڑا پھر میں سٹیشن ریلوے پر آیا چونکہ ٹکٹ ملنے میں دیر تھی۔ اور ظہر کی نماز کا وقت آگیا تھا ایک چھوٹی سی مسجد چبوترہ نما سٹیشن کے قریب اور چنگی کی چوکی کے متصل بنی ہوئی ہے جس میں مسافر اور شہر سے آنیوالے نماز پڑھتے ہیں۔ میں بھی نماز پڑھنے کے لئے آگیا وہاں پانچ چھ طالب علم بیٹھے پائے وہ اختلاف مذہبی میں کچھ باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ

دیکھو کیسے کیسے مذہب دنیا میں پھیل گئے اور اب ایک مذہب اور قادیانی نکلا ہے جو سب سے بڑھ کر گمراہ ہے بھلا قادیان کا نام اور مذمت سن کر سراج الحق کو کہاں تاب تھی کہ چپ رہ جائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی جو حق گوئی سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے۔

میں: (ان طلبہ سے مخاطب ہو کر) کیا قادیانی کوئی مذہب ہے۔

طالب علم: ایک مذہب ہے جو پنجاب میں نکلا ہے۔

میں: قادیانی کسی کا نام ہے یا مذہب کا نام

طالب علم: یہ تو ہمیں خبر نہیں ہے۔

میں: جب تم کو خبر نہیں تو کیسے کہتے ہو کہ مذہب ہے اور گمراہ مذہب ہے تم نے حدیثوں میں پڑھا ہے کہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کو معاذ اللہ صابی کہتے تھے۔ بہت سی پرانی باتیں ایسی ہیں کہ اگر اب بیان کی جاویں تو وہ نئی معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح قادیانی طریق سمجھو۔

طالب علم: ہم نے تو اپنے استادوں مولویوں سے ایسا ہی سنا ہے

میں: تم بھی گمراہ تمہارے مولوی اور استاد بھی گمراہ۔

طالب علم: ہم اور ہمارے استاد کیوں گمراہ ہونے لگے تھے انہوں نے تو ایک یہ بھی بات بتلائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قادیانی مذہب کے لوگ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے۔

میں: تم نے اپنے استادوں سے پوچھا بھی کہ کہاں لکھا ہے حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔

طالب علم: کہیں تو لکھا ہی ہوگا جو مولوی کہتے ہیں اگر نہیں ہے تو تم ہی بتلاؤ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔

میں: قرآن شریف میں ہے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور دوسری جگہ فرماتا ہے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اب تم بتلاؤ کہ مُتَوَفِّیْکَ کی جگہ مُحْیِیْکَ اور تَوَفَّیْتَنِیْ کی جگہ تُحْیِیْتَنِیْ ہے؟

طالب علم: متوفیک اور توفیتنی کے معنی ہی حیات کے مفسرین نے لکھے ہیں۔
میں: ایک معنی تو کسی آیت کے مفسرین کریں اور ایک معنی رسول ﷺ اور آپ ؐ کے اصحاب ؓ کریں تو کون سے معنی معتبر مانے جاویں۔
طالب علم: وہی معنے صحیح اور معتبر مانے جائیں گے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت اور مروی ہوں
میں: اس کتاب بخاری شریف جو صحیح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اس کی کتاب التفسیر میں خاص رسول اللہ ﷺ سے توفیتنی کے معنی وفات اور عبداللہ ابن عباس ؓ سے اسی مقام اور اسی باب میں مُتَوَفِّیکَ کے معنی مُمِیۡتُکَ لکھے ہیں اب کہئے کہ کون سے صحیح ہوئے۔
طالب علم: ہم کیا کریں ادھر علماء کا گروہ بہت ہے کیا انہوں نے بخاری شریف نہیں پڑھی۔
میں: اس طرف بھی علماء ہیں اور انہوں نے بخاری شریف پڑھی اور تمہارے علما نے بخاری شریف نہیں پڑھی اگر وہ پڑھ لیتے تو اس قدر مغالطہ اور گمراہی میں نہ پڑتے۔
طالب علم: قادیانی کوئی مولوی نہیں۔
میں: (چونکہ وہ ہندوستانی تھے ان کو ہندوستان کا حوالہ دیتا تھا میں نے کہا کہ) ایک عالم فاضل محدث مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی قادیانی ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے عالم وفاضل ہیں۔
طالب علم: توبہ توبہ مولانا صاحب ممدوح ہرگز قادیانی نہیں بلکہ وہ تو سخت مخالف ہیں اور میں تو خاص امروہہ کا ہوں۔
میں: اس میں توبہ کی کیا بات ہے مولوی صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں اور ان کی کتاب اعلام الناس تین حصوں میں ان کی تصنیف اور مطبوعہ ہے جو قادیانی مذہب کی تائید اور ان کے مخالفوں کی تردید میں ہے دریافت کرلو۔

طالب علم: جی یہ کتابیں کسی اور نے مولانا کے نام سے لکھ دی ہوں گی۔
انہیں باتوں میں وقت گذر گیا اور ریل گاڑی آگئی میں ٹکٹ لینے چلا گیا اور طالب علموں کی اس بے ہودہ بات پر تعجب کرتا رہا کہ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب زندہ ہوں اور ان کے نام سے اور کوئی شخص کتاب تصنیف کر کے چھاپ کے مشتہر کردے اور مولوی صاحب کو خبر نہ ہو آخر کار میں سرسادہ چلا آیا اور دو چار روز کے بعد سہارنپور جانے کا اتفاق ہوا۔

ایک ہندو سٹیشن ماسٹر کا خیال

جب میں سرسادہ کے سٹیشن پر آیا تو سٹیشن ماسٹر سے ملاقات ہوئی وہ ہندو تھے چونکہ ریل گاڑی کے آنے میں وقفہ تھا دو چار شخص کچھ ہندو کچھ مسلمان آگئے سٹیشن ماسٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ کوئی اخبار قادیان سے آیا ہو میں نے کہا ہاں اخبار بدر قادیان سے حکیم مرزا عباداللہ بیگ کے پاس آتا ہے ماسٹر صاحب نے بڑی منت سے کہا ضرور میرے پاس اخبار بھیج دیا کرو میں اس کو بڑے غور سے پڑھوں گا اور جو رسالہ یا اشتہار یا کتاب کسی مضمون کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا ہو مجھے ضرور دکھا دیا کرو جب تک میں پنجاب میں رہا اکثر کتابیں اور اشتہارات حضرت مرزا صاحب کے دیکھتا رہتا تھا جب سے سرسادہ کے سٹیشن پر آیا ہوں کوئی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی ایک کتاب نماز کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہے اس کا ایک جملہ ایسا اعلیٰ درجہ کی فلاسفی سے پر ہے کہ جب تک کوئی انسان برگزیدہ اور مرسل نہ ہو ایسا جملہ اس کی زبان اور قلم سے نہیں نکل سکتا۔ اور وہ یہ کہ نماز دراصل تعلق باللہ عبادت کا نام ہے جس سے انسان خدا سے تعلق پیدا کر لیتا ہے یہ کوئی فرض نہیں ڈیوٹی نہیں کہ چار و ناچار اس کے پورے کرنے کے لئے کھڑا ہو بلکہ نماز اس ذوق و شوق اور طلب سے پڑھی جاوے کہ جیسے انسان کو بھوک پیاس کے وقت کھانے اور پانی کی تلاش ہوتی ہے اور انسان ایسی حالت میں سب کام چھوڑ کر خورد و نوش کے لئے اٹھ

کھڑا ہوتا ہے یہ اس ہندو سٹیشن ماسٹر نے اپنے الفاظ میں مطلب ادا کیا اور کہا کہ اس جملہ کے پڑھنے سے مجھے ایک لذت پیدا ہو گئی خیر اس ہندو کو تو صداقت سے پر جملہ سے لذت پیدا ہو گئی۔ لیکن اس راقم خاکسار کو تو از سر نو لطف آگیا؟

ساتواں مباحثہ پیشگوئیوں پر

پھر میں ریل گاڑی میں سوار ہو کر سہارنپور پہنچا اور سٹیشن کے قریب ان امیر صاحب کی کوٹھی پر آیا تو وہاں ان امیر صاحب کی اور ایک مولوی صاحب سہارنپوری کی حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر گفتگو تھی کہ "بہت سی پیشگوئیاں حضرت مرزا صاحب کی پوری نہیں ہوئیں"۔

امیر صاحب: مجھ سے مخاطب ہو کر: جناب یہ پیشگوئیاں جو حضرت مرزا صاحب کی پوری نہیں ہوئیں ان کا کیا جواب ہے۔

میں: وہ کون سی پیشگوئی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔

امیر صاحب: بہت سی ہیں۔

میں: ایک ہی کا نام لیں اب وہ خاموش ہوئے اور جان گئے کہ پیر صاحب ضرور ثابت کر دیں گے پھر میں نے کہا کہ کتاب نور الحق کرامات الصادقین جو کتابیں تحدی کے ساتھ تمام ملکوں میں شائع ہو گئیں اور تحدی سے پیشگوئی کی گئی کہ ان کی نظیر کوئی بتادے مسلمان عیسائی سب ان کی نظیر لانے سے عاجز رہے اور ایک کے ساتھ پانچ ہزار کا انعام اور دوسری کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کا انعام ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ وہ نطفہ حرام ہے جو نظیر لانے کے لئے کھڑا نہ ہو اور پھر ایک ہزار لعنت لکھی ہے ماسوائے اور ملکوں کے ہندوستان ہی میں تقریباً ایک لاکھ مولوی ہو گا اگر ایک ایک سطر بھی لکھتے تو نور الحق جیسی دس کتاب فصیح و بلیغ لکھی جاسکتی تھیں اور یہ کتاب نور الحق ایسی چھوٹی سی کتاب ہے کہ اگر متوسط قلم سے لکھی جائے تو کریما سے زیادہ نہیں ہو سکتی کس نے اس پیشگوئی کو غلط کر کے دکھایا یہ علمی نشان اور علمی پیشگوئی قیامت تک کے لئے ثابت ہوئی اور یوں تو

عیسائیوں کی طرح خوامخواہ زبان سے فضول بات کہہ دیتی کہ حضرت محمد ﷺ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا سو یہ آپ کا قول کہ حضرت امام موعود علیہ السلام کی کوئی پیشگوئی سچی نہیں نکلی عیسائیوں کے قول سے زیادہ وقعت رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ بات یہیں رہی اور میں شہر میں چلا گیا۔

وجہ تصنیف نور الحق

کتاب نور الحق جو حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھی ہے اس کے لکھنے کی یہ وجہ پیش آئی کہ ایک دفعہ میں سرساوہ میں تھا کہ پادری عماد الدین امرتسری ہماری ملاقات کے لئے سرساوہ آیا اور توزین الاقوال اور تعلیم محمدی اور دو ایک کتاب اپنی تصنیف لایا۔ مجھے یہ کتابیں اسلامی رد میں پڑھ کر سخت رنج ہوا میں نے توزین الاقوال کتاب مذکورہ پلندہ کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کردی پھر پندرہ سولہ روز کے بعد میں خود حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت اقدس علیہ السلام نے بعد سلام و مصافحہ فرمایا کہ پادری عماد الدین کی کتاب جو آپ نے بھیجی تھی رکھی ہے آپ کے آنے پر ملتوی کیا تھا ہاتھ میں کتاب لے اور باہر مکان کے تشریف لائے اور اس جگہ ٹہلنے لگے جہاں اب مدرسہ ہے پہلے وہاں صرف پلیٹ فارم تھا اور وہ حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے کچی اینٹوں کا بنوایا تھا آپ ٹہلتے تھے اور پادری عماد الدین کا ذکر فرماتے تھے کہ اتنے میں جناب چودہری منشی رستم علی صاحب مرحوم کورٹ انسپکٹر یکہ میں آگئے۔ حضرت اقدس ان کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور اس کتاب عماد الدین کا ذکر فرمایا۔

بلّہ شاہ کا حال

منشی صاحب مرحوم مغفور نے عرض کیا کہ میں بھی وہ کتاب لایا ہوں کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے مجھکو سخت رنج ہے کہ پادری عماد الدین نے وہ باتیں لکھی ہیں جو اسلام سے ان کو کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں صرف افترا اور بہتان سے پر ہے میں نے عرض کیا کہ حضرتؑ اسی کتاب

میں عماد الدین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی ولی نہیں ہوا۔ ہاں ایک شخص کو سنا ہے کہ بلہ شاہ قصور میں ہوا ہے۔ اس کی کافیاں سننے اور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو کوئی چیز نہیں سمجھتا ہے اور برے لفظوں سے یاد کرتا ہے اور شراب اور اباحت کو پسند کرتا ہے اور اسلام کی جابجا کافیوں میں توہین کرتا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے ہی لوگوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے یہ لوگ درحقیقت ننگ اسلام اور عار ایمان ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود بدنام کنندہ صلحاء ہے مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے عبرت پکڑنی چاہئے کہ نہ ایسے لوگ ہوتے اور نہ اسلام پر دھبہ لگتا۔ اگرچہ اسلام تو ایسا منور ہے کہ اس پر کسی قسم کا داغ دھبہ نہیں لگ سکتا۔ لیکن ایسے لوگوں سے بجائے نفع کے نقصان پہنچا اور جن کے دلوں میں زیغ اور کجی ہے وہ ایسی ایسی باتیں پیش کردیتے ہیں اور عمدہ پاک لوگوں کو چھوڑ کر ایسے بیہودہ لوگ چھانٹ لیتے ہیں ورنہ اسلام نے تو اپنی پاک تاثیرات سے ہزار در ہزار اور کروڑ در کروڑ انسانوں کو اس درجہ پر پہنچا دیا کہ وہ درجہ مسیح کو بھی حاصل نہیں ہوا۔

پھر میں نے عرض کیا کہ پادری عماد الدین وحدت الوجود کا سخت دشمن ہے حضرت اقدس یہ بات سن کر ہنسے اور فرمایا کہ اس کو دشمن ہونا ہی تھا کیونکہ انھاں دیاں جڑاں پٹیاں جاندیاں نے پنجابی زبان میں جملہ فرمایا اس کا بیان شرح کے طور پر یہ فرمایا کہ ان کے مصنوعی اور وہمی عقائد الوہیت اور ابنیت اور کفارہ خاک میں مل جاتا ہے اور انھاندا کجھ نہیں رہندا یعنی ان کا ایک تنکا بھی باقی نہیں رہتا ہے جب ہر شے خدا ٹھہری اور ذرہ ذرہ وہی ہوا تو تثلیث رہی نہ ابنیت رہی نہ الوہیت رہی سب یک دم تہس نہس ہوگیا جیسے کو تیسا عیسائیوں کے مقابلہ پر اس قسم کے لوگ بھی کام دیجاتے ہیں جیسے شیعوں کے مقابلہ پر خوارج اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ۔

آخر کار منشی صاحب مرحوم نے چند جگہ سے مضمون کتاب کا سنایا۔ اور کچھ

میں نے سنایا پھر فرمایا کہ ہم اس کو اول سے آخر تک پڑھ کر کافی جواب لکھیں گے پھر فرمایا کہ پادری عماد الدین جو کہتا ہے کہ اسلام میں ولی نہیں ہوا ہے اس کو خبر ہی کیا ہے کہ ولی کیسے ہوتے ہیں اور کن پر ولایت کا اطلاق آتا ہے اب پادری عماد الدین آنکھ کھول کر دیکھے اور نقد دیکھے کہ کیسے ولی ہوتے ہیں اور اب تو ولی الاولیا موجود ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت امیر الضعفاء جناب میر ناصر نواب صاحب نے ہنس کر مجھے پیران پیر فرمایا میں نے میر صاحب سے عرض کیا کہ یہ جملہ تو صحیح نہیں ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ایک پیر کے بہت سے پیر ہاں پیر پیراں درست ہے سو یہ دونوں جملے میرے لئے ٹھیک اور درست نہیں کیونکہ میرا تو ایک ہی پیر ہے جو پیر پیراں ہے اور پیر پیراں میں نہیں اس کے مصداق حضرت اقدس علیہ السلام ہیں۔ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں گیا ہاں خوب یاد آگیا اس واسطہ گیا تھا کہ چونکہ خطوط کے جواب اس زمانہ میں میں لکھا کرتا تھا اور مبائعین کا رجسٹر بھی میرے پاس تھا جو خطوں کے ذریعہ بیعت ہوتے وہ میں رجسٹر میں درج کرلیتا تھا اور جو حاضر ہو کر بیعت کرتا تو میں حاضر ہوتا اور جو کبھی حاضر نہ ہوتا تو آپ مجھ کو بلوا لیتے اور فرماتے کہ ان کا نام معہ پتہ سکونت وغیرہ درج رجسٹر کرلو اور بعض دفع خود بیعت کنندہ سے بعد بیعت فرماتے کہ تم اپنا نام صاحبزادہ صاحب کو لکھوا آؤ۔ پس میں حضرت اقدس کی خدمت میں بے تکلف تھا۔ حاضر ہوا فرمایا کیسے آئے ہو صاحب زادہ صاحب! میں نے عرض کیا کہ خطوط کے جواب کے لئے آئے ہوں تو عنایت فرمادیجئے فرمایا ہاں ہیں اور بیعت کنندوں کے بھی خطوط ہیں پھر فرمایا کہ پیراں پیر اور پیر پیراں پر کیا گفتگو تھی میں سمجھ گیا کہ شاید اس وقت حضور کو کشف سے معلوم ہوگیا ہوگا میں نے تمام گفتگو عرض کرکے کہا کہ حضور تو پیراں پیر ہیں فرمایا پیر پیراں جملہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ ہم ایک روز صحن مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشف ملکوت ہوا اور کشف میں

بہت سے فرشتے دیکھے کہ بہت خوبصورت لباس فاخرہ اور مکلف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں اور ہماری طرف بار بار چکر لگاتے ہیں اور ہر چکر میں ہماری طرف لمبا ہاتھ کرکے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں اور اس مصرعہ کا آخری لفظ پیر پیراں ہے وہ عین ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ کرکے ہماری طرف اشارہ کرتے ہیں پیر پیراں۔

اب اس پادری کو معلوم ہو جاوے گا کہ اسلام کیسا بابرکت مذہب ہے کہ جس سے ایک نہ دو نہ دس بلکہ لاکھوں کروڑوں ولی بن گئے محمد ﷺ خاتم الانبیاء کی پیروی اور اتباع سے ایسے ولی کامل ہوئے کہ جن کا شمار نہیں اور بہت سے مسیح علیہ السلام سے بڑھ چڑھ کر ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ یہ اس کا ترجمہ ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کاف تشبیہ کا ہے کبھی زیادتی اور ترقی کے لئے اور کبھی برابری کے لئے بھی آتا ہے اور تعداد میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور انبیاء بنی اسرائیل میں مسیح بھی داخل ہیں جیسے آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ ہیں یعنی موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ کے علماء خلفاء موسیٰ علیہ السلام کے علماء خلفاء سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب کا جواب لکھنا شروع کیا جب دو صفحے کتاب کے لکھے تو باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب ہم نے اس کتاب کا نام تمہارے نام پر نور الحق رکھ دیا ہے ابھی پانچ چار صفحے کتاب کے لکھے گئے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو سخت تکلیف اور دوران سر لاحق ہوئی جس سے تین روز تک نماز کے لئے مسجد میں نہ آسکے چوتھے روز حضرت اقدسؑ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے اور بمشکل بیٹھ کر نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور میں آپ کے ساتھ اول صف میں کھڑا تھا جو حضرت اقدسؑ پسینہ میں غرق تھے میں سمجھا کہ آج ضرور وحی کا دن ہے اور چہرہ ایسا منور ہوا کہ فوٹو

اتارنے کے قابل تھا اور ساتھ ہی ضعف بھی اس قدر تھا کہ بعد نماز حضرت اقدسؑ بیٹھ نہ سکے۔ اور وہیں لیٹ گئے سردی کا موسم تھا اور حضرت مولانا اولنا مولوی نور الدین صاحب اور جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب اور منشی رستم علی صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب اور دیگر احباب موجود تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں اس وقت تکلیف بہت ہے ذرا کمر دباؤ۔ پس میں بموجب ارشاد کمر دبانے لگا کوئی دس منٹ گذرے ہوں گے کہ حضرت اقدس علیہ السلام یکایک اٹھ کر بیٹھ گئے اور تمام تکلیف جاتی رہی اور فرمایا اس وقت ہم کو اس کتاب نور الحق کی نسبت یہ الہام ہوا ہے کہ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا اَیَّدْنَا عَبْدَ نَا فَاْتُوْا بِکِتَابٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ اگر تم کو یہ شک ہو کہ ہم نے اپنے بندہ کی تائید نہیں کی تو تم بھی اس کتاب کی مثل بنالاؤ اس الہام پر آپ کو ایسی خوشی ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا اور بہت دیر تک اس کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ اور فرمایا کہ خدا نے ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں فیصلہ کردیا اب دیکھیں کون اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں عیسائیوں سے کھڑا ہو کر ہمارے دعوے کو توڑتا ہے جب یہ کتاب قریب قریب ختم کے پہنچی تو فرمایا کہ ہمارا منشاء ہے کہ مثل نہ لانے والوں کے لئے ایک ہزار لعنت بھی لکھدیں تاکہ وہ برانگیختہ ہوکر ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہوں میں نے عرض کیا کہ حضور پوری شمار کر کے ایک ہزار لعنت لکھیں اگرچہ اس میں کئی صفحے خرچ ہوں فرمایا یہ صلاح ٹھیک ہے اور علاوہ لعنتوں کے یہ بھی لکھا کہ جو شخص اب بھی اس کتاب کے بعد مقابل پر نہ آئے اور ہمارے الہام پر یقین نہ لائے اور گھر میں بیٹھ کر تکذیب کرے یا باتیں بنائے تو وہ حلال زادہ نہیں ہے اور ساتھ ہی پانچ ہزار روپیہ کا انعام بھی دینے کا وعدہ لکھ دیا۔

اب یہ راقم سفرنامہ کہتا ہے کہ جو شخص اقدس علیہ السلام کے دعوے کی تکذیب کرے اور اس کتاب نور الحق کا مقابلہ کرکے نہ دکھائے اور ایک ہزار

لعنتوں کی وعید سے بھی نہ ڈرے وہ حلال زادہ نہیں گویا اس مکذب نے اس خباثت کو اپنے حق میں تسلیم کر لیا اور مان لیا کہ میری ہٹ دھرمی میرے لئے اس خطاب قبیحہ کی باعث ہوئی۔

بہت سے لوگوں اور مولویوں سے اس بارہ میں بات چیت ہوئی مگر وا رے ہٹ دھرمی اور تعصب کسی نے بھی اس کا اقرار نہ کیا کہ ہم اس کتاب کی نظیر پیش کریں گے۔ ہزار لعنتیں لیں حلال زادگی میں پڑے اور اس خطاب کے ورود سے نہ ڈرے صرف زبان سے کہتے رہے کہ ہم اگر چاہیں تو اس کی مثل بنا سکتے ہیں انہوں نے قرآن شریف میں نہیں پڑھا کہ یہی کفار عرب کہا کرتے تھے کہ لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اگر ہم چاہیں تو اس قرآن جیسی کتاب بنادیں۔

علماحال کے نام نورالحق کی روانگی

جب یہ کتاب چھپ کر طیار ہوگئی تو حضرت اقدس علیہ السلام نے عاجز کو فرمایا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے عالموں کی ایک فہرست طیار کرو اور جو عرب اور شام اور روم اور مسقط و ایران اور بغداد اور کربلا کے علماء ہیں ان سب کے نام یہ کتاب رجسٹری کرا کر بھیجو سو میں نے ایسا ہی کیا اور موافق فہرست حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھا کر کتابیں روانہ کیں اور سب کی دستخطی رسید آگئی بعض علماء نے اس کو تسلیم کیا چنانچہ ان میں سے ایک مولوی عبداللہ خراسانی ہیں انہوں نے لکھا کہ میں عجیب سے عجیب عبارت عربی لکھ سکتا ہوں لیکن میں اس کتاب نورالحق کا جو واقعی الحق ہے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ اسی چشمہ اور اسی نور سے نکلی ہے کہ جس چشمہ سے قرآن شریف نکلا ہے کذاب ہے وہ جو اس میں کلام کرے اور حلال زادگی میں فرق ہے اس کی جو واقعی نور کی طرف سے منہ پھیر لے اور صادق اور راست باز ہے جس کے منہ اور قلم سے یہ بے نظیر کلام نکلا اور نابینا ہے وہ کہ باوجود روشنی کے اس کو دکھائی نہ دے میں سخت مخالف تھا اور اندھا تھا اگر یہ بے مثل کلام میری نظر سے نہ گذرتا تو میں

جہنمی ہو چکا تھا۔ اب عنقریب میں انشاء اللہ تعالیٰ خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔
منجملہ ان کے ایک جناب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب ہیں جب میں کتابیں روانہ کرتا تھا تو حضرت مولانا مولوی نور الدین اسم بامسمّٰی (آپ کا نام نامی اور اسم گرامی میں کبھی لکھتا ہوں تو القاب کے لئے مجھ کو فکر ہوتا ہے آخر یہی دل شہادت دیتا ہے کہ آپ کے اس مقدس نام کے ساتھ کسی القاب وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ کا اسم ہی وہ مبارک ہے کہ کسی القاب کا محتاج نہیں بلکہ خود القاب کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ ہو ایک دفعہ کسی بے ادب نے آپ کے نام کفر کا فتویٰ بھیجا۔ حضرت نور الدین صاحب نے فرمایا جو نور الدین ہو وہاں کفر چسپاں نہیں ہو سکتا) نے مجھ کو فرمایا کہ ایک کتاب مولوی محمد یحییٰ صاحب کے نام روانہ کردو۔ میں نے مولوی صاحب کے نام کا پلندہ باندھا تو اس پر میں نے ان کے نام کی بجائے یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ لکھدیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس پلندہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تم ان کو جانتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو نہیں جانتا لیکن حضرت مولانا نور الدین صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک کتاب ان مولوی صاحب کے نام بھی بھیج دو۔ فرمایا بہت اچھا پھر فرمایا کہ یہ آیت کس نے لکھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے لکھی ہے اس پر فرمایا کہ خوب ہی کیا۔ اگر ہم اپنے ہاتھ سے یہ پلندہ لکھتے تو یہی آیت ضرور لکھتے چونکہ ہمارے قلب اور تمہارے قلب کا توارد ہو گیا۔ تمہارا لکھا ہمارا لکھا ہو گیا۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ پیر و مرشد کا فیض مرید پر اور استاد کا شاگرد پر ایسا اثر پڑ جاتا ہے اب تم ہمارے منشاء کو خوب سمجھنے لگے ہو کتاب روانہ کردو اور کتاب کی روانگی کے وقت دعا کی جب مولوی محمد یحییٰ صاحب کے پاس یہ کتاب پہنچی تو اس پلندہ کو دیکھتے ہی باغ باغ ہو گئے اور بشرح صدر اس کتاب کو ایسا لیا اور ایسا پکڑا کہ جو حق پکڑنے کا ہوتا ہے۔
الحاصل جب کبھی حضرت اقدس علیہ السلام کو تکلیف ہوتی تھی تو میں سمجھ

جایا کرتا تھا کہ حضرت اقدس مہبط انوار رحمانی اور مصدر فیوض ربانی علیہ السلام پر آج کل میں وحی کا نزول ہونے والا ہے اور وحی والہام کے نزول سے کئی روز پہلے بیمار ہو جاتے تھے اور جس وقت وحی ہو چکتی تو فی الفور توانا وتندرست ہو جاتے تھے۔ یہ تکلیف دراصل ہماری نظر میں تکلیف تھی اور یہ ضعف ہماری سمجھ میں ضعف تھا مگر درحقیقت نہ وہ کوئی تکلیف تھی اور نہ ضعف تھا بلکہ وہ ہزار راحت اور لاکھوں توانائی سے بہتر تھا الٰہی عظمت وجبروت کے سامنے خدائی ہیبت وسطوت کے روبرو بشریت کیا چیز ہے اور کیا حقیقت رکھتی ہے جب انسان سورج کی تپش اور آتش کی سوزش کی تاب نہیں لاسکتا تو تجلی الٰہی کی کب تاب ہو سکتی ہے اس حقیقت کو وہی محسوس کرتے ہیں جنہوں نے اس نور سے حقیقی روشنی حاصل کی ہے۔ اور جنہوں نے اس جمال الٰہی سے اپنی آنکھوں کو منور کیا!

حضرت اقدس نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ایسے وقت میں ہمارے تمام قویٰ اور تمام حس ذہن قوت حافظہ باصرہ شامہ سب تیز ہو جاتے ہیں اور وہ حالت اس حالت کے مشابہ ہوتی ہے کہ جیسے کوئی اندھیرے مکان میں ہو اور کچھ بھی نظر نہ آتا ہو اور یکدم اس مکان میں روشنی ہو جائے تو اس کی نظر ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک قوت بڑھ جاتی ہے۔

ایک کشفی حالت کا بیان

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو دوران سر ہوا میاں قطب الدین مرحوم ساکن کوٹلہ فقیر کو بلوایا اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا سر دبا رہا تھا فرمایا تیل لگا کر ہماری پنڈلیوں کی مالش کرو۔ سر میں درد بہت ہے سو ہم دونوں آپ کی پنڈلیوں کی مالش کرنے لگے۔ اسی عرصہ میں شیخ نور احمد صاحب ضلع جالندھر کے رہنے والے آگئے ان کو خواب بہت آیا کرتے ہیں اکثر سچے ہوتے ہیں اور وہ بھی آپ کی پنڈلیوں کی مالش میں شامل ہو گئے میاں قطب الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں ریل میں جہلم سے آرہا تھا ایک سٹیشن ریلوے پر میں نے حضور کو ٹہلتے

ہوئے دیکھا اور میں نے گاڑی سے اتر کر آپ سے مصافحہ کیا اور آپ نے مصافحہ کر کے فرمایا جلد گاڑی میں سوار ہو جاؤ تو کیا آپ وہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا یہ ایک قسم کا کشف ہوتا ہے اور بعض وقت کسی پر کشفی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اس کو مطلق خبر بھی نہیں ہوتی ہے پھر فرمایا کہ یہاں قادیان میں ایک شخص تھا اس نے ہم سے بیان کیا کہ آج میں قبرستان چلا گیا تو میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا کہ اپنی اپنی قبر پر بیٹھے ہیں۔ انسان تو قبر میں نہیں رہتا لیکن روح کی ایک ایسی مجہول الکنہ کیفیت ہے کہ اس کو بجز صاحب کشف تجربہ کار کے دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے آریوں عیسائیوں اور دیگر مذہب والوں نے روح کے بارہ میں بڑی ٹھوکر کھائی ہے اور بہت سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک بزرگ کو فلاں مقام پر دیکھا۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں مقام پر دیکھا اور یہ رویت بزرگ بمقام مختلفہ ایک وقت واحد میں ہی ہوئی ہے سو یہ سب دیکھنے والے کی کشفی حالت ہے اور وہ بزرگ سب پر وقت واحد میں ہی ظاہر ہو جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر بھی دیکھا پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت وفات یافتہ انسان کی روح خواب میں زندہ کے پاس آتی ہے یعنی ہم جو خواب میں متوفی کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس آیا اور باتیں بھی ہوئیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں روح نہیں آتی بلکہ اس زندہ خواب بیں کی روح متوفی کی طرف جاتی ہے اور اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ کوئی شخص کشتی میں بیٹھا ہو اور پرلے کنارہ پر آدمی کھڑے ہوئے ہوں تو کشتی کے بیٹھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو کنارے پر کھڑے ہیں ہماری طرف آرہے ہیں حالانکہ وہ ایک مقام پر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کو کچھ بھی حرکت نہیں ہے ریل میں بیٹھنے والوں کو بھی یہ منظر پیش نظر ہوتا ہے پھر میاں قطب الدین نے عرض کیا کہ کیا حضور کو جب تکلیف ہوتی ہے تو الہام ہوتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام مسکرائے اور کچھ جواب نہ

دَنَعَمْ نہیں فرمایا پھر نور احمد صاحب متذکرہ بالا نے عرض کیا اور انکو اس واسطے عرض کرنے کا موقع ملا کہ یہ کسی کام کو چلے گئے تھے اور یہ سوال ان سے پہلے ہو چکا تھا۔ ان کے جواب میں فرمایا "ہاں ایسا ہی ہوتا ہے"۔

کچھ اپنا حال

خاکسار راقم سفرنامہ کو بھی کشف میں بہت کچھ تجربہ تھا لیکن حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے ہمارا کشفی تجربہ ایسا ہے جیسے کہ آفتاب کے روبرو ایک کرم شب تاب۔ اگر میں کشفی معاملات میں تجربہ نہ رکھتا ہوتا تو اس امام مامور مقدس مرسل اللہ کی شناخت میسر نہ ہوتی اول تو پیر زادگی اور صاحب زادگی ایسی میرے ساتھ لگی ہوئی تھی کہ سوائے اپنے منوانے کے دوسرے کا ماننا محال تھا دوسرے یہ کہ ہم عظیم الشان امام حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں اور جب سے لیکر اب تک خدا کے فضل سے صاحب ارشاد اور صاحب علم و فضل ہوتے رہے۔ یہ بھی ایک حجاب تھا۔ سوم یہ کہ میرے ہاتھ پر ہزاروں آدمیوں نے جن میں شیخ سید مغل پٹھان اور پیرزادے اور مولوی بیعت تھے ادنیٰ لوگوں میں یا جہلا میں بہت ہی کم تھے ورنہ سب پڑھے لکھے خواندہ جاگیردار بڑے بڑے عہدہ دار اور تاجر ہی تھے چہارم یہ کہ کشف میں بھی تجربہ تھا یہ ایسی باتیں تھیں کہ بڑی بھاری رکاوٹ تھی لیکن میں بار بار اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھ کو محض اپنے فضل و کرم سے اس مامور اعظم و مرسل معظم کی شناخت اور شناخت سے زیادہ اتباع اور اتباع سے زیادہ معیت اور معیت بھی پچیس چھبیس برس کی لگاتار معیت اور اس سے زیادہ رات اور دن اور صبح و شام کی صحبت اور صحبت میں بھی شاگردی عطا فرمائی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ۔

جب میں حضرت اقدس امام موعود خلیفہ معہود علیہ الصلوٰۃ منی و من اللہ الودود کی صحبت میں رہا تو وہ میری پہلی حالت جاتی رہی اور میں سخت پریشان ہوا

کہ یہ کیا بات ہوئی- ایک روز میں اتفاق سے تذکرۃ الاولیاء دیکھ رہا تھا کیونکہ حضرت اقدس علیہ السلام اس کتاب کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور اپنی دوران تقریر میں کوئی حکایت کسی بزرگ کی فرماتے تو یہ فرمایا کرتے کہ تذکرۃ الاولیاء میں ایسا لکھا ہے پس میں نے اس کتاب میں ایک حکایت دیکھی کہ ایک بزرگ کے ملنے کے لئے اتفاق سے کوئی بزرگ آگئے- ان مقامی بزرگ نے ان مسافر بزرگ کی بڑی خاطر ومدارات کی اور فرمایا کہ چند روز ہمارے پاس آپ قیام فرمادیں پس انہوں نے منظور کیا ابھی دو چار روز ہی ان کو ہوئے تھے جو ان کی سب کیفیتیں اور کشف اور باطنی قوتیں سلب ہوگئیں وہ حیران ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں رہ کر اور ترقی ہوتی نہ کہ تنزل اور تنزل بھی چھوڑ سب کچھ سلب ہوگیا ان بزرگ عظیم القدر نے فرمایا کہ یہ حالت تمہاری سنت سے کچھ جدا نہیں اور شیطانی دخل اس میں ہوگیا تھا- میں نے یہ ناقص حالت تمہاری دیکھ کر تم پر رحم کیا اور یہی غرض تمہارے مہمان رکھنے کی تھی اب تم گھبراؤ مت انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں اس پہلی حالت سے یہ حالت بدرجہا بہتر ہوجائے گی اور جو کچھ اس میں شیطانی ملونی تھی وہ رحمانی نور سے مصفا ہو کر پر ہوجائے گی- اس حکایت کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا اور خدا کا شکر کیا اور واقعی یہ حالت جب میسر ہوئی تو زیادہ موجب تسکین اور زیادتی ایمان ہوئی جو جو میں نے حضرت اقدس کی صحبت میں پایا وہ خدا نے چاہا اپنے اپنے مقام پر لکھوں گا-

پھر میں دوبارہ اللہ جل شانہ کا شکر اور اس کی حمد بجالاتا ہوں کہ جس نے اس مامور و مرسل کی جو ہمارے زمانہ میں ہمارے ملک میں ہمارے قریب مبعوث ہوا شناخت اور صحبت کی توفیق اپنے فضل سے نہ ہمارے کسی فعل کے بدلے میں عنایت فرمائی-

دہلی میں جو مباحثہ حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی محمد بشیر بھوپالی اور لودھیانہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی سے ہوا اسکی کیفیت بھی سننے کے

قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب رسالہ فتح اسلام اور اس کا دوسرا حصہ توضیح مرام اور تیسرا حصہ ازالہ اوہام یعنی یہ تینوں حصے چھپکر شائع ہو گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام دہلی تشریف لائے اس کی ابتدایوں ہوئی کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے رسالہ فتح اسلام سے پہلے لودہیانہ میں ایک اشتہار دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے اور ان کی روح دوسرے آسمان پر معہ حضرت یحیٰ علیہ السلام ان کے خالہ زاد بھائی کے ساتھ موجود ہے اور جس مسیح کا اس امت میں آنے کا وعدہ تھا وہ میں ہوں اس اشتہار کا نکلنا تھا اول لودھیانہ شہر میں اور پھر تمام پنجاب اور ہندوستان میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا- اور غل اور شور مخالفت و معاندت کا اٹھ کھڑا ہوا اور جس روز یہ اشتہار چھپا اسی روز ایک اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام نے میرے پاس مقام کوٹ پوتلی علاقہ جے پور بھیج دیا کیونکہ میں اس زمانہ میں وہیں تھا اور مجھے یہاں چھ سات مہینے تک قیام کرنا پڑا تھا اس لئے کہ اس شہر کا ہر ایک شخص عورت و مرد سب میرا مرید تھا اور ان دنوں مولود شریف اور وعظ کا اسقدر چرچا تھا کہ ایک ایک دن چار چار پانچ پانچ جگہ مولود شریف کی مجلس ہوتی تھی اور اس عرصہ تک یہ بھی ذکر ہوتا رہا کہ امام مہدی پیدا ہو نگے-

مسیح و مہدی کی نسبت عوام کا عقیدہ

اور جیساکہ مشہور ہے کہ ان کا نام محمد ہو گا اور ان کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ ہو گا- اور وہ نصاریٰ سے لڑیں گے اور جنگ و جہاد ہو گا اور ان کے وقت میں رمضان کے مہینے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہو گا اور تمام روئے زمین پر نصاریٰ کا راج ہو گا- قرآن شریف اٹھ جائے گا خیرو برکت محبت والفت جاتی رہے گی اولاد ماں باپ کی نافرمان ہو گی ماں باپ اولاد کی پرورش میں کوتاہی کریں گے جورویں خاوندوں کی نافرمان اور خاوند عورتوں سے متنفر ہوں گے علم کم ہو جائے گا جہالت بڑھ جائے گی ہمدردی کا

نام نہیں رہے گا مسجدیں بہت ہونگی لیکن نمازی کم ہوں گے اور جو ہونگے تو ان کے دلوں میں ایمان و اسلام نہیں ہوگا۔ ایمان و عرفان دنیا سے نیست و نابود ہوجائے گا۔ دنیا کے پیچھے لگ کے دین سے غافل ہوجائیں گے۔ اسلام کا محض نام اور نماز ایک رسم ہوجائے گی علما اس زمانہ کے خراب ہونگے علم دین دنیا کے لئے سیکھیں اور سکھائیں گے اور پڑھیں اور پڑھائیں گے دہریت پھیل جائے گی اور بیہود خصلت ہوجائیں گے زنا بدکاری ریا بہت ہوجائے گی دنیا کی نمود اور نام کے لئے مال خرچ ہوگا۔ اسراف بیجا اور نام آوری میں لوگ گرفتار ہونگے صدقہ و خیرات بھی اگر کریں گے تو نام اور ناک کے لئے کریں گے۔ خدا تعالیٰ کا کچھ خوف ہوگا نہ شریعت سے کوئی کام ہوگا طرح طرح کے باجے نکلیں گے عورتیں بے حجاب اور بے پردہ ہوں گی۔ صوفی درویش سجادہ نشین ہر قسم کے آدمی بدتر حالت میں ہونگے اور حضرت امام مہدی کے زمانہ اور دور خلافت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے نازل ہوں گے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زرد کپڑے پہنے مسجد کی چھت یا دمشق کے سفید منارہ پر اتریں گے اور سب آدمی آسمان سے اترتے ہوئے دیکھیں گے اور جب منارہ یا چھت پر اتریں گے تو زینہ طلب کریں گے پھر لوگ زینہ لگا کر صحن مسجد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اتاریں گے اور حضرت امام ہونگے پھر دجال آوے گا جو ایک آنکھ سے کانا اور گدھے پر سوار ہوگا۔ اور ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہونگے اس کا گدھا ستر باغ یعنی ایک سو چالیس ہاتھ لمبا ہوگا۔ اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے وقت ایمان سلامت رکھیں اور سورہ کہف کی اول یا آخر کی آیتیں پڑھیں اور پھر حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ دونوں رل مل کر دجال اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کریں گے اور نصاریٰ سے جنگ ہوگا اور نصاریٰ سے تین دفعہ شکست کھائیں گے غرض کہ ایسی ایسی باتیں بیان کرتا رہا ایک روز ایک شخص کے ہاں میری دعوت تھی جس وقت میں کھانا کھانے بیٹھا دو

چار شخص اور بھی تھے اتنے میں چٹھی رساں آیا اور پانچ سات خط مجھ کو دیئے اور ایک اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام کا بھی تھا حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ جو اشتہار چھپتا یا کتاب وہ میرے نام جہاں میں ہوتا ضرور بھیج دیا کرتے تھے پس میں نے وہ صحیفہ عظامی حضرت اقدس علیہ السلام کھولا تو اس میں یہ لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک اشتہار آپ کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے آپ اس کو غور سے پڑھیں اور دوسروں کو بھی سنادیں۔ اور اشتہار کے متعلق ایک کتاب لکھی گئی ہے جو امرتسر چھپ رہی ہے وہ خدمت میں روانہ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ

خاکسار مرزا غلام احمد از مقام لودھیانہ مکان شاہزادہ غلام حیدر خان۔

حضرت اقدس کا دعویٰ مسیحیت اور میری تصدیق

پھر اشتہار دیکھا تو اس اشتہار کی سرخی یہ تھی لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور ان کے رنگ میں رنگین ہوکر اور صفات مسیحی لے کر روحانی طور سے میں آیا ہوں۔ جس مسیح کے آنے کا اس امت میں وعدہ تھا سو وہ موعود میں ہوں اس اشتہار کے پڑھتے ہی میری بھوک خوشی کے مارے جاتی رہی۔ اور شادی مرگ کی سی حالت مجھ پر طاری ہوگئی۔ ایک طرف تعجب اور ایک طرف خوشی کھانا کھانا تو جاتا رہا اس اشتہار کو بار بار پڑھتا رہا نور محمدؐ اور اللہ بندہ ہانسوی اس دعوت میں شریک تھے انہوں نے جو میری یہ حالت دیکھی تو وہ بھی متعجب ہوگئے اور حال دریافت کیا اور نیز صاحب خانہ نے بھی پوچھا کہ اس اشتہار میں ایسی کیا بات ہے کہ جس سے کھانا چھوڑ دیا اور چہرہ پر آثار خوشی اور تعجب کے پائے جاتے ہیں میں نے وہ

صحیفہ گرامی اور اشتہار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے کہا کہ کئی مہینے سے تو آپ یہ بیان کرتے تھے کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ ہیں اور پھر آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور امام مہدی پہلے موجود ہونگے میں نے کہا کہ وہ پہلا بیان غلط تھا اور یہ صحیح ہے جو اس اشتہار میں ہے پہلے بے تحقیق محض کہانی کے طور پر سنا سنایا تھا اور یہ حق ہے میرے پاس اس وقت اور کوئی دلیل نہیں صرف یہی دلیل کافی ہے کہ حضرت اقدس اپنے اس دعویٰ میں صادق ہیں ایک مدت سے میں آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا ہوں اور ۱۲۹۸ھ سے مجھ کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں باریابی ہے صادق انسان کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یہ منہ ہی جھوٹوں کا نہیں ہے جس کی صداقت اور صداقت کے نشان کئی سال سے دیکھے گئے اس کا خلاف واقعہ کوئی بیان نہیں سنا تو اب کیسے یکایک اس کا بیان کذب پر محتمل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ دن دکھایا اور اس مبارک زمانہ اور ان پر شرف ایام میں ہمیں پیدا کیا۔

میرا وعظ

خیر کھانا تو خوشی کے مارے کس سے کھایا جاتا تھا تمام بدن رواں رواں خوشی سے لذت و سرور میں بھر گیا رات کو وعظ تھا اس وعظ میں تخمیناً پانسو سے زیادہ آدمی ہوں گے منجملہ ان کے سید محمد اکبر علی اور سیف الرحمٰن سجادہ نشین سید بہادر غازی رحمتہ اللہ علیہ سید منور علی شیخ محمد بخش۔ محمد رمضان خان سرپنچ محمد نجف خان سرپنچ - محمد کالیخان سرپنچ۔ محمد ہوشدار خان سرپنچ محمد حمید خان سرپنچ محمد عنایت خان رئیس اعظم بھورہ خان رئیس اعظم رسالدار نواب محمد عیسیٰ خاں محمد گلاب خان تھانہ دار محمد مشرف بیگ واعظم بیگ وعبدالصمد خان سرشتہ دار مولوی غلام محی الدین سجادہ نشین۔ سید عبدالرحمٰن ملا غلام احمد خان - خدا بخش ملا عبدالوہاب۔ شیخ محمد موسیٰ۔ پیرجی کمال الدین و پیرجی جمال الدین و ملا مستعان و مرزا محمد امین بیگ و مرزا حسن علی بیگ و عبدالواحد

خان وغیرہ ہر قوم کے لوگ تھے میں نے بیٹھتے ہی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ میں اس وقت حاضرین کو ایک عجیب بات سناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل واحسان کا بیان کرتا ہوں جو اس نے ہم پر اور تم پر فضل فرمایا- اور سینکڑوں برس کی امید کو پورا کیا ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں اولیاء ابدال غوث وقطب عابد زاہد امام علماء فضلاء اور بیشمار مومن اور مسلمان اس نعمت بے بہا اور فضل واحسان کے امیدوار گذر گئے کہ ہم اس نعمت کو پائیں اور ایک دوسرے کو یہ وصیت کرتا رہا کہ جس کو یہ نعمت ملے وہ اسکی قدر کرے وہ نعمت کیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف اور حدیثوں میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں امام مہدی پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے جیسا کہ میں کئی مہینے سے تم سے بیان کر رہا ہوں اور تم نے اور جگہ بھی سنا ہوگا سو وہ آنے والا مہدی امام آخر الزمان اور عیسیٰ موعود آگیا مبارک ہو اور سعید ہے وہ جو اس کو مانے او بڑا ہی بدبخت اور بدقسمت ہے جو اس کا انکار یا اس سے روگردانی کرے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو قصبہ قادیان کے رئیس ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر میں نے آپ کا اشتہار سب کو پڑھ کر سنایا کچھ لوگ یہ بیان سن کر تعجب میں پڑ گئے اور بعض نے انکار کیا اور بعض خاموش رہے اور بہتوں نے صریح تکذیب کی- بعد اس کے دوسرے روز یہ عریضہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم-

از خاکسار محمد سراج الحق نعمانی وجمالی- سرج اللہ وجہہ الرحمٰن بخدمت مبارک مسیح الزمان مہدی دوران حبیب الرحمٰن حضرت اقدس مرزا غلام احمد رئیس قادیان دام عنایتہم- السلوٰۃ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضور کا نامہ عنایت مکرمت معہ اشتہار شرف صدور لایا خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے زمانہ میں اور اس پر فتن زمانہ میں حضور منصب مہدویت اور درجہ

مسیحیت لیکر مبعوث ہوئے لاکھوں کروڑوں پدموں علماء فضلا اولیاء ابدال غوث وقطب اسی تمنا اور اسی آرزو میں چل بسے کہ مہدی و مسیح ہمارے وقت اور ہمارے زمانہ میں ہو لیکن ان کی یہ آرزو یہ تمنا یہ امید پوری نہ ہوئی۔ اور وہ یہ خواہش دل کی دل میں ہی لے گئے یہاں تک کہ آنخضرت ﷺ کو بھی انتظار رہا لیکن آپ اپنے صحابہ کو وصیت کر گئے کہ جو اس مبارک وجود مہدی معہود مسیح موعود کو پائے میرا اس کو سلام کہدے۔ سو حضور عالی میرا سلام تو ہمیشہ خط اور ملاقات کے ذریعہ پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اب میں خاص طور پر اپنی طرف سے اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حسب الارشاد سلام پہنچاتا ہوں اللہ تعالیٰ نے بموجب فرمودہ لور وعدہ معذرہ قرآن مجید کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ہم نابکاروں گنہگاروں کے اوپر رحمت کی نظر فرمائی اور آپ کو ہماری رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور ہم لوگوں کو گرتے ہوئے تھام لیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اب میں بھی عنقریب خدمت والا میں حاضر ہوتا ہوں والسلام

اس عریضہ کے ڈاک میں ڈالنے کے بعد ایک رسالہ فتح اسلام کا اور توضیح مرام بھی مرسل حضرت اقدس مجھے مل گیا ان دو رسالوں کے دیکھنے سے آنکھیں کھل گئیں اور میں لائق ہو گیا کہ مخالف کو کافی وشافی جواب دے سکوں دماغ کی قوت ذہن کی رسائی اور دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی اب تو زور شور سے کھلم کھلا یہی وعظ ہونے لگا مولوی غلام محی الدین سجادہ نشین جو کوٹ پوتلی میں ہمیشہ سے رہتے تھے ان کا اثر بھی سکناء کوٹ پوتلی پر بہت تھا وہ ایک روز علیحدگی میں مجھے ملے اور انہوں نے اشتہار اور دونو رسالے دیکھے اور پڑھے کہنے لگے صاجزادہ صاحب یہ کوٹ پوتلی تمام شہر تمہارا مرید ہو گیا ہے گو ظاہر میں آپ کے دباؤ اور لحاظ سے کچھ نہیں بولتے لیکن دل میں مخالف ہیں یہ رسالے ہیں تو درست اور مدلل و مبرہن پر آپ کے یہ مرید برگشتہ ہو جائیں گے یہ بات دل

میں رکھو اور ظاہر مت کرو میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں منافق بنوں اور جو فضل خدا نے ہم پر کیا اس کو اوروں کو نہ سناؤں مخالف ہوں تو ہوا کرو بندہ کو اس کا کچھ خوف ہے اور نہ غم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ پس اس کا کفران نعمت کیونکر کیا جائے مجھ سے تو اس مولوی نے یہ باتیں کیں اور لوگوں سے کہا کہ سراج الحق نے نیا عقیدہ بنایا ہے اس کی پیری و مریدی ناجائز ہے بہتر ہے کہ اس سے الگ ہو جاؤ مولویوں کا یہی حال ہے کہ منہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ تب ہی تو اس عظیم الشان مصلح کی ضرورت پڑی کسی صادق مامور مرسل کی پہچان ضرورت زمانہ سے خود بخود ہو جاتی ہے ضرورت زمانہ مامور مرسل کے لئے بہت بڑی شہادت ہے۔

ان دونوں رسالوں مذکورہ میں یہ بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے رقم فرمایا ہے کہ بعض لوگ بد بخت کاٹے جائیں گے اور وہ ہیزم جہنم ہوں گے میں نے اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ حضور میرے لئے دعا کریں کہ میں ایسے لوگوں میں نہ ہوں اور مجھ کو اللہ تعالیٰ مستقل اور مستقیم رکھے کہ تادم واپسیں مرا ایمان آپ پر سلامت رہے اور دنیا و آخرت میں آپ کی معیت نصیب رہے ایسا نہ ہو کہ میں کاٹا جاؤں اور میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ چاہتا ہوں میں صدق دل اور صحیح ارادت سے آپ کو آپ کے دعویٰ میں ایسا ہی سچا مانتا ہوں جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا مانتا ہوں اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے مجھ کو یہ تحریر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ تم کو کوئی ابتلا پیش نہیں آئی اور میں دل سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم کو اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے پھر جب یہ عاجز حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لودھیانہ حاضر ہوا اور اس کے سوا اور کئی بار اس کا ذکر فرمایا کہ خدا نے تمہاری دعا قبول کی اور محفوظ کر لیا اور فرمایا کہ الاقدم فاقدم۔

ایک روز میں نے مشکوٰۃ کھول کر باب نزول عیسیٰ علیہ السلام دیکھا تو اس

باب میں نزول عیسیٰ بن مریم کی کئی حدیثیں دیکھیں میں نے جاناکہ شاید یہ حدیثیں صحیح نہ ہوں لیکن نزول عیسیٰ والی حدیث میں حَکَمًا عَدَلاً دیکھا تو یہ انشراح صدر سے دل نے ماناکہ وہ عیسیٰ تو حکماً عدلاً بالکل نہیں ہوسکتا اور اپنی عقل کے مطابق دیکھاکہ وہ مسیح مردوں کو زندہ کرتا تھا اور ان حدیثوں میں ہے کہ اس کے سانس سے زندہ مریں گے اور مرے ہوئے زندہ ہونگے اور پھر اس مسیح کا حلیہ اور ہے اور اس مسیح کا حلیہ اور اور باقی یہی دل نے فیصلہ کیاکہ اب اسی کی خدمت میں چلو یہ سب عقدے اسی حکم وعدل سے حل ہوں گے پھر میں کوٹ پوتلی سے روانہ ہوکر .بقصد زیارت حضرت اقدس علیہ السلام دہلی آیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہاں جاتے ہو میں نے کہا لودھیانہ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی زیارت کو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ملتا میں اس کو یہی کہتا جو میرے منہ سے یہ بات سنتا تو حیرت سے میرا منہ تکنے لگتا اور کہتا کہ لودھیانہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ؟ کیونکہ لوگوں کی نظروں میں تو دمشق یا مکہ معظمہ بسا ہوا تھا اور اس کے سوا مرزا غلام احمد علیہ السلام کا نام سن کر متعجب ہوتے مثل مشہور ہے کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان ان کی نگاہ آسمان پر اور ہماری نظر زمین ہند پر اور وہ ادھار پر مرے ہوئے اور ہم نقد پر فدا وہ مردہ پرستی میں غرق اور ہم زندہ کے خواستگار وہ سنی سنائی باتوں کے دلدادہ اور ہم حقیقت اور آنکھوں دیکھی کے آشنا ہم میں اور لوگوں میں بعد المشرقین ہوگیا اتنے میں ایک شخص حافظ طفیل احمد برنی اور میرے بڑے برادر شاہ محمد خلیل الرحمان صاحب نعمانی وجمالی سجادہ نشین بھی اسی روز دہلی آگئے حافظ صاحب سے بھی یہی باتیں ہوئیں لیکن انہوں نے سخت مخالفت کی۔

آٹھواں مباحثہ ایک حافظ سے

مرزا صاحب کیونکر عیسیٰ علیہ السلام ہوسکتے ہیں۔

سراج الحق: اسی طرح ہوسکتے ہیں جس طرح عیسیٰ علیہ السلام ہوگئے۔

حافظ: وہ ابن مریم یہ ابن مرتضٰی۔
سراج الحق: یہی تو خوبی ہے اور اسی میں تو بھید ہے کہ خدا نے ابن غلام مرتضٰی کو مسیح ابن مریم بنادیا اسکی قدرتیں غیر محدود وہ مالک الملک جس کو جو چاہے بنادے۔ اور یہ تمہاری غلطی ہے کہ ابن مریم کے معنے مریم کے بیٹے کے سمجھتے ہو ابن مریم نام ہے حضرت مسیح کا چنانچہ قرآن شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یعنی اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو اے مریم جو اس کی طرف سے کلمہ ہے اور نام اس کا مسیح عیسٰی بن مریم ہے اس ترجمہ کا خلاصہ تو یہی ہوا کہ اے مریم ہم تجھے ابن مریم کی بشارت دیتے ہیں کہنا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم تجھ کو بشارت دتے ہیں کہ ایک بیٹا عیسٰی نام دیا جاتا ہے مریم کو ابن مریم بیٹا دیا جاتا ہے۔
حافظ صاحب: یہ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔
سراج الحق: جب کسی کی عقل ماری جاتی ہے تو سچی بات کبھی بھی سمجھ میں نہیں آتی تم تو اگر حضرت مسیح یا حضرت رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تو وہ بھی سمجھ میں نہ آتے حافظ صاحب تم تو صوفی ہو صوفیوں کی سمجھ میں تو یہ بات پہلے آنی چاہئے تھی۔
حافظ صاحب: مسیح اور مہدی دو شخص ہیں۔
سراج الحق: حافظ صاحب دو نہیں ایک ہی کے دو نام ہیں تم حافظ بھی ہو اور طفیل احمد بھی یہ دو نام تمہارے کیسے ہوئے حدیث شریف میں آیا ہے لَا مَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی جو ترجمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے وہی ترجمہ اسی ترکیب سے لَا مَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی کا ہے یوں سمجھو کہ دو عیسٰی ہیں ایک وہ عیسٰی جو ہمارے نبی ﷺ سے چھ سو سال پیشتر ہو چکے ہیں اور موسٰی علیہ السلام سے چودہ سو برس بعد جن کا حلیہ آنحضرت ﷺ نے یہ بتلایا کہ وہ سرخ رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ہے اور دوسرا وہ عیسٰی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے چودھویں صدی میں آنے والا

ہے کہ گندم گوں اور سیدھے لٹکواں بالوں والا- وہ اس پہلے کا مثیل اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا مثیل ہے گویا یہ دو نبیوں کا مظہر اور دو رسولوں کے اوصاف سے متصف ہے اس واسطے مہدی بھی ہوا اور مسیح بھی جب دو حلیئے الگ الگ بیان ہوئے اور پھر علاوہ اس کے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ فرمادیا جو بخاری شریف میں موجود ہے تو پھر یہ دو نام ایک کے ہوئے یا دو کے اور ایک وفات بیان کر دی-

حافظ صاحب: حدیث میں درمیانہ قد آیا ہے اور مرزا صاحب بخلاف اس کے طویل القامت ہیں-

سراج الحق: بالکل غلط ہے حضرت کا درمیانہ قد ہے

ایک اور شخص: حافظ صاحب تم نے مرزا صاحب کو دیکھا ہے

حافظ صاحب: نہیں میں نے نہیں دیکھا پر سنا ہے-

وہی شخص: سنی سنائی بات کا کیا اعتبار- اعتبار پیر صاحب کی بات کا ہونا چاہئے (مجھ سے مخاطب ہو کر) کیوں حضرت پیر صاحب آپ نے مرزا صاحب کو دیکھا ہے؟

سراج الحق: میں نے دیکھا اور دیکھنا کیسا ۱۲۹۸ ہجری سے مجھ کو حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں نیاز حاصل ہے-

وہی شخص: بمقابلہ حافظ صاحب کے تمہارا کہنا سچا ہے-

ہانسی میں تبلیغ

پھر میں دہلی سے روانہ ہو کر ہانسی آیا اور اپنے جد امجد چار قطب کی خانقاہ شریف میں ٹھہرا تمام شہر میں یہ صدا کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی موعود تشریف لے آئے پہنچائی گئی- چونکہ تمام لوگوں کی نظریں آسمان کی طرف یا مکہ معظمہ کی سرزمین میں تھیں اس واسطہ لوگوں کو اس صدا سے حیرانی ہوئی سینکڑوں آدمی ملنے اور اس خبر کو سننے کے لئے آئے ان کو سمجھایا گیا کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ آسمان سے آئے- تمام نبی رسول اور اولیاء اسی طرح پیدا ہوئے جو آتا ہے وہ یہیں سے آتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء افضل الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت فرماتا

ہے اَفَکُلَّمَا جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَہْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْ تُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ جب آئے تمہارے پاس رسول وہ چیز (کلام الٰہی شریعت معرفت اصلاح توحید وغیرہ) لیکر مگر تمہاری خواہشوں کے برخلاف تو تم نے تکبر کیا اور باوجود تکبر کے ایک فرقہ کو جھٹلایا اور ایک فرقہ کے قتل کے درپئے ہوئے اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ جو رسول آتا ہے وہ برخلاف لوگوں کی خواہشوں کے آتا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ تمام لوگوں کی آرزو امیدوں سے علیحدہ ہی آئے نصاریٰ اور یہود وغیرہ کیا کیا امیدیں باندھے بیٹھے ہوں گے اور اصل شریعت کو چھوڑ کر اپنے مفہوم اور سمجھ کے مطابق کیا کیا آرزوئیں دل میں رکھتے ہونگے اپنی ناقص عقل اپنی ناکارہ سمجھ اپنے ناکارہ اور وہمی اور مخدوش علم پر اترا اترا کر کیا کیا گھمنڈ رکھتے ہوں گے سو اس خیرالمرسلین ﷺ نے تشریف لا کر سب کی آرزوں کو خاک میں ملادیا

یکطرف حیراں از دشاہان وقت یکطرف مبہوت ہر دانشورے

تمام عالموں اور درویشوں احبار رہبان قسیسین امراء ورؤسا کی امیدوں پر یک لخت پانی پھیر دیا۔

بعینہٖ اس زمانہ کا بھی یہی حال تھا اور ہے کہ وہ شریعت اور وہ تقویٰ اور طہارت وہ معرفت اور سچے علوم سے دنیا غافل تھی صوفی عالم امیر غریب سب نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی شریعت بنا رکھی تھی اور وہ جو حضرت محمد مصطفیٰ سید الانبیا سرور اولین و آخرین ﷺ اللہ کی طرف سے نور لیکر آئے تھے اس کو سب نے بھلا دیا اور گم کر دیا تھا حق کو ناحق اور ناحق کو حق بنا رہے تھے رسوم پرستی مردہ پرستی کی حد نہ رہی تھی اور پھر یہ غضب کہ ہر فرقہ یہی سمجھتا تھا کہ ہم میں سے ہی وہ امام آئے گا بلکہ بعض نے یہود کی طرح فقہ کی کتابیں بھی لکھدیں۔ کہ وہ امام اس پر عمل کرے گا سو وہ امام موعود خلیفہ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عین وقت پر آیا سب کی آنکھیں چوندھیا گئیں علم سلب ہوگئے قلم ٹوٹ گئے

دوات کی سیاہی جہاں کی تہاں دھری دھری سوکھ گئی انگلیاں منہ میں لب خشک کسی نے خوب کہا ہے کہ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ جو ہونا تھا ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کو کرنا تھا کر دیا جس کو وقت پر بھیجنا تھا بھیج دیا اور وہ دیکر بھیجا کہ جو سب کی فہم علم سمجھ ہر ایک شے سے بالاتر تھا کل دنیا اس کا مقابلہ نہ کرسکی۔

یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک صوفی بھی تھے اور علم پر بہت ناز کرتے تھے آگئے فرمایا کہ ہم کو کسی امام یا مسیح کی کیا ضرورت ہے ہم کو قرآن شریف کافی ہے رسول بس ہے میں نے ان سے کہا کہ تمہاری اس بات اور اس کلمہ کفر کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی قرآن مجید میں دیا ہے کہ جب کہ یہود اور نصاریٰ کے علماء صوفیا نے یہ کہا کہ ہمارے پاس کتب آسمانی موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی شریعت سے واقف ہیں اور ہم مقدس و مطہر انسان ہیں وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں جیسے ایک شے غلاف میں رکھی ہو تو گرد و خاک سے مصفّٰی رہتی ہے اسی طرح ہمارے دل مصفّٰی و مجلّٰی ہیں ہم کو کسی رسول کی کیا حاجت ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کے جواب میں فرماتا ہے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ لعنت کی ان کو اللہ نے بسبب ان کے کفر کے پس یہ تھوڑا ہی ایمان لائیں گے یعنی ان کے دلوں پر لعنت الٰہی کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں ایسے لوگ ہرگز ایمان نہیں لاتے جو رسول کی عدم ضرورت مانتے ہیں وہ لعنت اللہ کے نیچے ہوتے ہیں وہ سیاہ دل مسخ شدہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دور اور شیطان کے قریب ہوتے ہیں وہ فنافی الشیطان ہوتے ہیں آگے اس کے فرمایا وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جب آئی ان کے پاس کتاب (قرآن) اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والی ان کتابوں کی جو ان کے پاس تھیں اور تھے وہ پہلے اس کتاب اور رسول کے آنے سے ایسے کہ فتح مانگا کرتے تھے کافروں پر فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ

فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ پس جب وہ رسول ان کے پاس آیا انہوں نے اس کو نہ پہچانا اور اس کا انکار کیا پس لعنت کی اللہ نے انکار کرنے والوں پر اسی طرح حضرت امام مہدی کے انتظار میں تھے اور رات دن دعائیں مانگتے تھے اور خصوصاً شیعوں کا تو یہ ہر وقت وظیفہ تھا مگر جب امام الزمان آیا تو پہچانا تو کیسا انکار اور کفر کر بیٹھے۔

پھر میں نے لوگوں سے کہا کہ انکار میں جلدی مت کرو جیسا کہ فی الحال تمہارے پاس ماننے اور اقرار کے وسائل اور دلائل نہیں اسی طرح انکار کا بھی کوئی قرینہ اور ثبوت نہیں کم سے کم خاموشی اور کف لسان اختیار کرو اور اسوہ حسنہ انبیاء اور اولیاء سے تحقیق کرو تم پر تحقیق لازم ہے اگر تم بے تحقیق جلدی سے انکار کرو گے تو بعد حق کھل جانے کے اقرار مشکل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ یہود سے خطاب فرماتا ہے وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو نازل کیا ہے جو مصدق ہے تمہارے رسولوں اور کتابوں کا (اور اگر فی الحال ایمان نہ لاؤ تو یہی کرو) کہ مت ہو جاؤ پہلے ہی منکر اس کے کیونکہ انکار کے بعد حق کے قبول کرنے اور اقرار میں سخت مشکل پیش آجاتی ہے۔

قیام لدھیانہ

پھر میں دو تین روز کے بعد ہانسی سے سیدھا لدھیانہ پہنچا اور نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجری کے مکان پر ٹھہرا بعد قیام نور محمد ہانسوی کو جو میرے ساتھ تھا حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں بھیجا اس غرض سے کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ آئے اور میرے حاضر ہونے کی اطلاع کر آئے اور وقت بھی دریافت کر آئے تو پھر اس مجتبیٰ مثیل مصطفےٰ ﷺ کی شرف زیارت سے بہرہ اندوز سعادت ہوں نور محمد آپ کی خدمت میں آپ کے مکان پر جا کر جلد واپس چلا آیا اور کہا کہ حضرت اقدس مردانہ میں تشریف رکھتے ہیں اور پانچ سات آدمی اور بیٹھے مسیح

علیہ السلام کی وفات کا ذکر کر رہے ہیں میں صرف دو منٹ حضور اقدس کی بارگاہ معلّٰی میں بیٹھ کر چلا آیا اور رعب سے کچھ عرض نہ کر سکا پھر میں معہ نور محمد ہانسوی اور نواب اشرف علی خان اور عبدالقادر شاہ عرف پھول شاہ اور ایک دو اور شخص حضرت اقدس حبیب اللہ الصمد مہدی موعود مسیح معہود علیہ السلام کی خدمت والا مرتبت میں حاضر ہوا تو حضرت اقدس علیہ السلام (فداہ ای والی وجانی ومالی) نے مجھے دور سے آتے ہوئے دیکھا اور ہنسے اور کھڑے ہو گئے اور دو چار قدم آگے بڑھے اور مصافحہ کیا اور فرمایا۔ اسباب کہاں ہے میں نے عرض کیا کہ نواب علی محمد خان صاحب جھجری مرحوم کے مکان پر ہے فرمایا ساتھ کیوں نہ لائے میں نے عرض کیا کہ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام لے آؤں گا فرمایا کب آئے میں نے عرض کیا کہ آج ہی حاضر ہوا ہوں فرمایا ٹھہرو گے میں نے عرض کیا کہ آمدن بارادت و رفتن باجازت جب تک حضور کی خوشی ہوگی اور اجازت جانے کی نہیں ملے گی تب تک ٹھہروں گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور ہاتھ پکڑے پکڑے بیٹھ گئے اور احباب بھی موجود تھے وہ بیٹھ گئے قاضی خواجہ علی صاحب اور شاہزادہ عبدالحمید صاحب اور بھی احباب حاضر تھے الغرض بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور سفر کے حالات دریافت فرماتے رہے فرمایا الحمد للہ آپ کو کوئی ابتلا نہیں آیا اور آپ اس وقت میں ثابت قدم رہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ خدا کے بھیجے کو اس کی آواز سنتے ہی قبول کر لیا۔ اور فرمایا مجھے ہمیشہ سے آپ سے محبت ہے اور میں دل سے تم کو دوست رکھتا ہوں عباس علی لدھیانوی بھی اس وقت تھا یہ شخص بڑا ہی پر غضب تھا ان دنوں یہ حضرت اقدس سے معتقد تھا لیکن میری طبیعت اس سے متنفر رہتی تھی اور جب میں ان کو دیکھتا تو خدا جانے مجھے کیوں نفرت ہو جاتی تھی میں آپ کی خدمت میں تین مہینے تک رہا اس زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام سخت بیمار تھے اور نماز باجماعت کا اس حالت بیماری اور ضعف میں نہایت التزام رکھتے تھے۔

نماز باجماعت کی پابندی

میں ۱۸۸۲ء سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت کچھ کسی قدر ریش دبروت آیا تھا تب سے وفات کے کچھ ماہ پیشتر تک حاضر خدمت رہا ہمیشہ نماز باجماعت کا حضرت کو پابند پایا اور جب حضرت اقدس علیہ السلام نماز پڑھتے خواہ مسجد میں یا مکان میں یا جنگل میں اذان ضرور کہلواتے۔ حالانکہ لودھیانہ میں جس مکان میں حضرت کا قیام تھا اس کے قریب ہی مسجد تھی اور اس مسجد میں برابر اذان ہوتی تھی لیکن پھر بھی آپ اذان نماز کے وقت دلوالیتے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت مسجد میں اذان ہوتی ہے اور اس کی برابر آواز یہاں اس مکان میں پہنچتی ہے وہی اذان کافی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا نہیں اذان ضرور دو۔ جہاں نماز وہاں اذان ضروری ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کیوں دیتے ہیں فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ کان میں انگلی دینے سے آواز کو قوت ہو جاتی ہے پہلے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اذان بغیر کانوں میں انگلی دئے دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت بلال ؓ کی آواز میں آپ نے ضعف پایا تو فرمایا بلال کانوں میں انگلی دے کر اذان کہو سو بلال نے ایسا کیا تو آواز میں قوت پیدا ہو گئی اور ضعف جاتا رہا پھر یہ فعل حسب فرمودہ آنحضرت ﷺ سنت ٹھہر گیا۔ پھر فرمایا کہ اکثر گویّوں اور کلامتوں کو دیکھا گیا ہو گا کہ وہ گانے کے وقت جو اونچی اور بلند آواز اٹھاتے ہیں تو کان پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں تاکہ آواز کی کمزوری جاتی رہے اور قوت پیدا ہو جائے یہ کہہ کر اور میری طرف دیکھ کر ہنسے شاید اس واسطہ ہنسے کہ میں اس زمانہ میں قوالی سنا کرتا تھا۔

دو زرد چادروں کی تعبیر

ان دنوں جناب شاہزادہ عبدالمجید صاحب امامت کرایا کرتے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام نہایت کمزور نحیف اور ضعیف ہو رہے تھے رنگ آپ کا ایسا زرد تھا

کہ جیسے ہلدی میں کپڑا رنگا ہوا ہوتا ہے اور دوران درد سر اور پیشاب کی کثرت تھی جب آپ پیشاب کرتے تو پانی کا لوٹا پاخانہ میں ساتھ لے جاتے اور پاخانہ سے باہر آکر کبھی تو اسی پانی سے جو استنجہ سے لوٹے میں بچتا اور کبھی اور پانی لیتے اور بایاں ہاتھ مٹی سے مل کر دھوتے تھے اور ان دنوں بباعث ضعف و کمزوری بیٹھ کر اور گاؤ تکیہ پر سر اور بانہہ رکھ کر سجدہ کرتے تھے اس ضعف و ناتوانی اور شدت مرض میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے اور جب مردانہ مکان سے زنانہ میں تشریف لے جاتے تو ایک آدمی ساتھ ہوتا تھا کہ کبھی راستہ میں باعث دوران درد سر چکر کھا کر نہ گر پڑیں اکثر ضعف سے پسینہ پسینہ ہو جاتے لیکن تقریر اور تحریر کے وقت خدا جانے کہاں سے طاقت آجاتی تھی اور دماغ میں قوت اور آنکھوں میں روشنی پیدا ہو جاتی تھی یہ سب روح القدس کی تائید تھی ایک اور بالا ہستی تھی جو یہ کام ایسے ضعیف اور ناتواں انسان سے لے رہی تھی حدیث دمشقی میں جو صحیح مسلم میں ہے آیا ہے کہ مسیح موعود زرد رنگ کپڑوں میں نزول فرمائے گا اور وہ جب نیچی گردن کرے گا تو قطرات موتی کے دانوں جیسے اس کے چہرہ سے گریں گے یعنی وہ بیمار ہو گا اور اس قدر نقیہہ اور ضعیف ہو گا کہ پسینہ کے قطرے بباعث ضعف اس کے چہرے سے ٹپکیں گے اور جب وہ منہ اوپر اٹھائے گا تو اس کے چہرہ سے نور نمایاں ہو گا اور کافر اس کے سانس سے مریں گے یعنی اوپر منہ کرنے سے توجہ الی اللہ اور دعا کا مطلب ہے اور سانس سے کافروں کا مرنا اس کے کلمات طیبات ہیں کہ اسکی دلائل بیّنہ اور براہین ساطعہ سے مطلب ہے سو ایسا ہی ہوا۔

کئی بار حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ اللہ کبھی وہ دن بھی آئے گا کہ ہم کھڑے ہو کر نماز ادا کریں گے سو وہ دن بھی خدا نے دکھایا کہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور وعظ اور عید کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے اور بیان کرتے تھے چنانچہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے مسیح

موعود کو ایسے حال میں دیکھا کہ غسل کئے ہوئے ہے اور بالوں سے پانی ٹپکتا ہے اور بالوں میں شانہ ہوا ہے یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ سو خدا نے ہمیں دونوں کے دیکھنے کا موقع دیا ہے۔

ایک روز عباس علی نے کہا کہ آپ زیادہ باتیں کرتے ہیں اور مخالفوں کی نسبت ایسے لفظ کہتے ہیں کہ جن سے ان کی پردہ دری ہوتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ حق بات تو کہی جاتی ہے اس میں اگر کسی کی پردہ دری ہو تو ہم کیا کریں ہم پر اللہ تعالیٰ کی دو قسم کی وحی ہوتی ہے ایک خفی اور دوسری جلی۔ جلی وحی تو وہ ہے جو صاف صاف الفاظ میں ہوتی ہے اور دوسری وحی خفی وہ ہے جو ہر وقت ہوتی ہے جس سے ہمارا چلنا پھرنا بیٹھنا اٹھنا۔ بات کرنا ہے ہم ہر وقت اسی کے بلائے بولتے ہیں اور اسی کے چلائے چلتے ہیں اور اسی کے بٹھائے بیٹھتے ہیں غرض ہر ایک حرکت و سکون اسی سے اور اسی کے حکم سے ہے۔

بعد نماز مغرب میں نے اپنے جائے قیام پر جانے کی اجازت چاہی حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا اور نہایت اصرار سے فرمایا کہ وہاں جاکر کیا کروگے تم تو صاجزادہ صاحب ہمارے مہمان ہو ہم سے ملنے آئے ہو خاکسار نے عرض کیا کہ اب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت دیدیں۔ حاضر خدمت ہر روز ہوتا رہوں گا حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور یہی مقصد ہے دوسری جگہ ٹھہرنے سے میری یہ غرض ہے کہ وہاں ہر ایک طرح کا شخص ملنے کے لئے آئے گا۔ بخلاف حضور کے در دولت کے تو وہاں حضور کی بعثت کا بیان اور جناب کے مقاصد کی تبلیغ بھی ہوتی رہے گی۔ پس آپ نے مجھ کو اجازت دے دی اور میں خدمت والا سے رخصت ہوکر نواب علی محمد خان صاحب مرحوم کی کوٹھی پر چلا گیا۔

نواب علی محمد خان مرحوم لودھیانوی

نواب صاحب موصوف حکمت اور تصوف میں

اور علوم شرعیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور خصوصاً تصوف میں ایسی معرفت رکھتے تھے کہ میں نے سینکڑوں درویش صوفی دیکھے مگر یہ معلومات اور یہ دستگاہ نہیں دیکھی۔ نواب صاحب اہل اللہ کے بڑے معتقد تھے اور آنحضرت ﷺ کے عاشق جانباز تھے ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے۔ باوجود اس قدر وسیع معلومات اور تصوف میں ماہر ہونے کے حضرت اقدس علیہ السلام سے اعلیٰ درجہ کا عشق تھا اور پورا اعتقاد رکھتے تھے۔ نواب صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ جو بات میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں دیکھی وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ بعد آنحضرت ﷺ کے اگر کوئی شخص ہے تو یہی ہے اس کی تحریر میں نور اور ہدایت اس کے کلام میں اس کے چہرہ میں نور ہے ایک روز میں نے نواب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا جو آگے آئے گا تو اس کو سن کر نہایت خوش ہوئے اور وہ کشف لوگوں سے بیان کیا اور وہ کشف حضرت اقدس کی تصدیق میں تھا۔

حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی کبھی نواب صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے اور نواب صاحب کے انتقال کے وقت حضرت اقدس علیہ السلام لودھیانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ بوقت انتقال نواب صاحب نے دعا سلامتی ایمان اور نجات آخرت کے لئے ایک آدمی حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا اور جوں جوں وقت آتا جاتا تھا آدھ گھنٹہ اور دس دس منٹ کے بعد آدمی بھیجتے رہے اور کہتے رہے کہ میں بڑا خوش ہوں کہ آپ میرے آخری وقت میں لودھیانہ تشریف رکھتے ہیں اور مجھے دعا کرانے کا موقع ملا۔ پھر بے ہوشی طاری ہوگئی لیکن جب ذرا بھی ہوش آتا تو کہتے کہ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں آدمی جائے اور عاقبت بخیر اور اچھے انجام کے لئے عرض کرے اور جب حالت نزع طاری ہوئی تو یہ وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز حضرت مرزا صاحب پڑھائیں تاکہ میری نجات ہو۔ ادھر حضرت اقدس بھی نواب صاحب کے لئے بہت دعائیں کرتے رہے اور ہر بار آدمی سے بھی فرماتے رہے کہ ہاں ہاں تمہارے واسطے

دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں اور یہ وصیت نماز جنازہ بھی حضرت اقدس تک پہنچا دی اور نواب صاحب مرحوم کا انتقال ہوگیا جب نواب صاحب کا انتقال ہوا تو نواب صاحب کے اقربا انکی اولاد اور بھائی مولویوں کے زیر اثر اور مرعوب تھے۔ اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز یہ تینوں حضرت اقدس علیہ السلام کے مکفر اور مکفرین اولین میں سے تھے تینوں یہودی صفت بلکہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے اور اس وقت سے مکفر اور سخت مخالف تھے کہ جب سے براہین احمدیہ شائع ہوئی تھی تمام مولوی خاموش یا موافق تھے مگر یہ بدقسمت اور ایک بدبخت مولوی غلام دستگیر قصوری مخالف تکفیر کے علاوہ سب وشتم کرنے والے تھے اور ان مولویوں کی یہ عادت تھی کہ جو مولوی درویش لودھیانہ میں آئے اور ان سے مل لیا تو خیر اور جو نہ ملا تو بس اس کو کفر کا نشانہ بنایا یہ تینوں مثلث مولوی اس آیت کے مصداق تھے کہ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ چلو اس تین رخے سایہ کی طرف جس میں نہ سایہ ہے نہ ٹھنڈک ہے اور نہ گرم لپٹ سے بچاؤ کی کوئی صورت ہے۔

انہوں نے اس زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں ایک قیامت برپا کر رکھی تھی ان مولویوں کو بھی خبر نواب صاحب کی وصیت نماز جنازہ پہنچ چکی تھی۔ ان مولویوں اور معتقدوں نے نواب صاحب کے اقربا کو کہلا بھیجا کہ اگر مرزا (امام موعود علیہ السلام) جنازہ پر آیا تو ہم اور کوئی مسلمان جنازہ پر نہ آئیں گے اور تم پر کفر کا فتویٰ لگ جائے گا اور آئندہ تم میں سے جو مرے گا تو نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے گا وہ بیچارے ڈر گئے اور یہ خیال نہ کیا کہ ان یہود صفت مولویوں کی کیا مجال ہے کہ ایسا کر سکیں کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کیا اور کوئی بندہ خدا کا نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملے گا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے مرید لودھیانہ میں نہیں ہیں۔ ان کی کمزوری اور ضعف ایمانی نے ان کو ڈبو دیا۔ وہ مرحوم بھی ان سے متنفر تھا اور جب ان مولویوں کا ذکر کبھی مرحوم کے روبرو کوئی

کرتا تو مرحوم کی پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے اور وہ انکو بد تر سے بد تر خیال کیا کرتا تھا۔ ان اشرالناس مولویوں کی نماز سے تو بے نماز ہی جنازہ رہتا تو بہتر تھا اس لئے کہ مسیح وقت علیہ السلام خود دعائیں کر چکا۔ اور مرحوم دعائیں کرا چکا۔ اور نماز جنازہ بھی تو ایک دعا ہی ہے ایمان ایک ایسی شئے بے بہا ہے کہ کوئی شئے اس کو دور نہیں کر سکتی۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہو تو کوئی اس کو بول و براز میں پھینکدے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اور اگر کوئی بے ایمان مرے تو کیسے ہی اس کو عطر و گلاب میں رکھے تو اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ پھر یہ حدیث شریف پڑھتے اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَحُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اختصاراً اپنی کتاب اخبار الاخیار میں اور حضرت خواجہ نظام الدین ولی الاولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید نے آپ کی زبان مبارک سے سنکر سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانسوی (راقم کے جد امجد) تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث پڑھنی شروع کی تو جب یہ حدیث پڑھی کہ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الخ تو اس قدر روئے کہ رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے اور جب تک زندہ رہے اس حدیث کو پڑھتے اور روتے اور اللہ سے پناہ مانگتے جب ان کا انتقال ہوا تو مدفون کرنے کے بعد گنبد کی بنیاد کھودی گئی اور قبر کے قریب ایسی اور اس قدر خوشبو آئی کہ لوگ اس کی برداشت نہ کر سکے۔

نماز جنازہ

الغرض حضرت اقدس نے نواب صاحب کے جنازہ کی نماز اپنے مکان پر پڑھی اور دعا مغفرت و رحمت بہت کی۔ جنازہ کی نماز جو حضرت اقدس علیہ السلام پڑھاتے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ کیسی عمدہ اور باقاعدہ موافق سنت پڑھاتے تھے سینکڑوں دفعہ آپ کو نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھانے اور آپ کے پیچھے پڑھنے کا اس خاکسار کو اتفاق ہوا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ

میاں جان محمد مرحوم و مغفور قادیانی فوت ہوگئے تو حضرت اقدس علیہ السلام جنازہ کے ساتھ ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مرحوم آپ کے معتقدوں اور عاشقوں اور فدائیوں میں سے تھا۔ خوش گلو تھا اس پر بوجہ اعتقاد حضرت اقدس بڑی بڑی ناقابل برداشت ابتلائیں آئیں ماریں تک مخالفوں سے کھائیں وجوہ معاش تک بند ہوئیں اور طرح طرح کی اذیتیں اور قسم قسم کی تکلیفیں مخالفوں کی طرف سے پہنچیں جو بیان سے باہر ہیں مگر اللہ اللہ مرحوم ایسا ثابت قدم رہا کہ جو حق ثابت قدمی کا ہوتا ہے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ہم عمر تھا مجھ سے بڑی محبت رکھتا تھا اور عجیب عجیب باتیں حضرت اقدس کی سنایا کرتا تھا ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب اس زمانہ میں دیکھا تھا کہ جب براہین نہیں لکھی گئی تھی اور اس کا کوئی ذکر بھی نہیں تھا کہ ہمارے گھر میں یعنی میری والدہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے گھر میں بڑی خوشیاں کررہے ہیں اس خواب سے جب آنکھ کھلی تو کچھ تعبیر سمجھ میں نہیں آئی۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی اور مجددیت کا دعویٰ کیا تو اس خواب کی یہ تعبیر معلوم ہوئی کہ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے سے مراد مجدد اور امام وقت سے ہے جو عیسوی قلب اور مسیحی صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ یہی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں اور ہمارا گھر اور مرزا غلام مرتضیٰ کا گھر دو گھر نہیں ہیں اور میں حضرت اقدس علیہ السلام کی والدہ کو بچپن سے ماں کہا کرتا تھا یہ تعبیریوں پوری ہوئی یہ خواب بیان کرکے مرحوم بہت ہی خوش ہوجاتا اور خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا کہ یہ خواب بیان کرکے وجد میں آجاتا۔

جان محمد مرحوم قادیانی کا جنازہ

حضرت اقدس امام موعود علیہ السلام بھی میاں جان محمد مرحوم سے بہت محبت رکھتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام کیسے ہی عدیم الفرصت ہوتے

مگر جب یہ مرحوم آتے تو آپ سب کام چھوڑ کر مرحوم سے ملتے۔ الغرض جب مرحوم کا جنازہ قبرستان میں گیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے اوروں کی تو میں کہتا نہیں کہ ان پر کیا گزری لیکن میں اپنی کہتا ہوں کہ میرا حال کھڑے کھڑے بگڑ گیا اور یوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا کیونکہ ہم نے تو دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے پھر مجھے ہوش آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے پھر تو میں مستقل ہو گیا اور ایک لذت اور سرور پیدا ہونے لگا اور یہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اور نماز لمبی کریں درحقیقت یہ صادقوں کے صدق کے نشان ہوتے ہیں اور یہ بھی کرامت کا نشان ہوتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کونوا مع الصادقین معیت صادقین اگر کوئی شے نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ امر کے صیغہ سے نہ فرماتا صادق میں صدق وراستی کی طرف جذب وکشش کا ایک روحانی اثر ہوتا ہے جس کے اثر سے انسان یوں کھینچ جاتا ہے کہ جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھینچ جاتا ہے غرض کہ نماز میں اس قدر دیر لگی ہوگی کہ ایک آدمی ایک میل تک چلا جائے اور اگر اس کو مبالغہ نہ سمجھا جائے تو میں بلا خوف کہہ سکتا ہوں کہ جانیوالا بے شک واپس آجائے جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت اقدس علیہ السلام مکان کو تشریف لے چلے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضور! (علیک الصلوٰۃ والسلام) اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔ حضور کا کیا حال ہوا ہوگا۔ یعنی آپ بھی تھک گئے ہونگے۔

حضرت اقدس علیہ السلام: ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے اس سے اس مرحوم کے لئے مغفرت مانگتے تھے مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے

اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں وہ معطی ہے وہاب ہے رحمٰن ہے رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور تس پر عزیز۔

دوسرے صاحب: حضور نے کیا کیا دعائیں کیں دعاء ماثورہ تو چھوٹی سی دعا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام: دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں وہ دعاء کا طرز اور طریق سکھانے کے لئے ہیں یہ تو نہیں کہ بس یہی دعائیں کرو اور اس کے بعد جو ضرورتیں اور پیش آئیں ان کے لئے دعا نہ کرو۔ دعا کا سلسلہ قرآن شریف نے اور حدیث شریف نے چلا دیا۔ اب آگے داعی پر اس کی ضرورتوں کے لحاظ سے معاملہ رکھ دیا کہ جیسی ضرورتیں اور مطالب اور مقاصد پیش آئیں دعا کرے۔ ہم نے اس مرحوم کے لئے بہت دعائیں کیں اور ہمیں یہ خیال بندھ گیا کہ یہ شخص ہم سے محبت رکھتا تھا ہمارے ساتھ رہتا تھا ہمارے ہر ایک کام میں شریک رہتا تھا اور اب یہ ہمارے سامنے پڑا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ اس وقت ہم شریک حال ہوں اور یہ وہ ہے کہ اس کے واسطے جناب باری میں دعائیں کی جائیں سو اس وقت جہاں تک ہم میں طاقت تھی دعائیں کیں۔

سراج الحق: (راقم سفرنامہ) کچھ بولنا چاہتا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام بول اٹھے۔

نور الدین (یعنی خلیفۃ المسیح دام فیضہ) نے عرض کیا کہ جناب مجھے اس وقت یہ خیال آیا اور اس وقت بھی کہ جب مرحوم کا جنازہ پڑھا جا رہا تھا کہ یہ جنازہ میں ہوتا۔

حضرت اقدس علیہ السلام: ہنس کر فرمایا آپ مولوی صاحب نیکیوں میں سابق بالخیرات ہیں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ انسان کو نیت صحیح کے مطابق اجر مل جاتا ہے اور آپ تو نورالدین اسم بامسمّیٰ ہیں۔

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس مرحوم کی خدمت اور وفاداری کا ذکر

کیا میں جو بولنا چاہتا تھا یہ بات بولنی چاہتا تھا کہ جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب دام فیضہ بول اٹھے پھر میں خاموش ہی رہا کہ بازی تو حضرت مولانا نور الدین لے گئے اب تیرا بولنا ٹھیک نہیں اور خلاف ادب بھی ہے۔

بات میں بات یاد آجاتی ہے ایک دفعہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ فوت ہوگیا اور اس کے جنازہ میں بہت احباب شریک تھے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور بڑی دیر لگی بعد سلام کے آپ نے تمام مقتدیوں کی طرف منہ کرکے فرمایا کہ اس وقت ہم نے اس لڑکے کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی بلکہ تم سب کی جو حاضر ہو اور ان کی جو ہمیں یاد آیا نماز جنازہ پڑھدی ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب ہمارے جنازہ پڑھنے کی تو ضرورت نہیں رہی حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو ایسا موقع نہ ملے تو یہی نماز کافی ہوگئی ہے اس پر تمام حاضرین احباب کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت علیہ السلام نے جو سب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ہم نے تم سب کی نماز جنازہ پڑھ دی ایسے پر شوکت اور یقین سے بھرے ہوئے الفاظ میں یہ فرمایا کہ جس سے آپ کے الفاظ اور چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم سب آپ کے سامنے جنازہ ہیں اور یقیناً ہماری مغفرت ہوگئی اور ہم جنت میں داخل ہوگئے اور آپ کی دعا ہمارے حق میں مغفرت کی قبول ہوگئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہا۔

اللہ اکبر آپ کی ہم گنہگاروں پر کیسی شفقت تھی کہ ہر وقت ہمارے لئے بخشش اور مغفرت کے لئے بہانہ ڈھونڈھتے تھے اور ہر وقت اسی فکر میں لگے رہتے تھے کہ کوئی موقع ملے کسی قسم کا بہانہ ہاتھ لگے اور مغفرت کی دعا مانگی جائے۔

ایک نوجوان مرحوم کی نجات

ایک اور شخص کا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام نے پڑھایا لیکن

میں اس وقت نہیں تھا اس متوفیٰ مرحوم کے رشتہ داروں نے اس واقعہ کا بیان کیا تھا کہ اٹھارہ بیس برس کا ایک شخص نوجوان تھا وہ بیمار ہوا اور اس کو آپؑ کے حضور کسی گاؤں سے لے آئے اور وہ قادیان میں آپ کی خدمت میں آیا چند روز بیمار رہ کر وفات پاگیا صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھی حضرت اقدس علیہ السلام نے حسب عادت شریفہ اس مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی بعض کو بباعث لمبی لمبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آگیا اور بعض گھبرا اٹھے (یہ گھبرانا اور چکرانا یا تھک جانا دراصل ابتدائی حالت ہے ورنہ بعد میں جو اس تعلیم حقہ اور صحبت کے یقینی رنگ میں رنگے گئے پھر تو ذوق وشوق کی حالت ہر ایک میں ایسی پیدا ہوگئی کہ دیر بھی عجلت معلوم ہوتی تھی اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ ابھی اور لمبی نماز کی جائے اور نماز اور دعاؤں کو طول دیا جائے روز بروز ہر ایک کا قدم ترقی پر تھا اور وقتاً فوقتاً سلوک کی منازل طے کرتا تھا اور یقین کا درجہ حاصل کرتا تھا اور یہی کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا نتیجہ اور علت غائی ہے) بعد سلام کے فرمایا کہ وہ شخص جس کے جنازہ کی ہم نے اس وقت نماز پڑھی اس کے لئے ہم نے اتنی دعائیں کی ہیں اور ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کراکر چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا یہ شخص بخشا گیا اس کو دفن کردیا رات کو اس کی والدہ ضعیفہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنت میرا ٹھکانا کیا گو کہ اس کی والدہ کو اس کی موت سے سخت صدمہ تھا لیکن اس مبشر خواب کے دیکھتے ہی وہ ضعیفہ خوش ہوگئی اور تمام صدمہ اور رنج وغم بھول گئی اور یہ غم مبدل بہ راحت ہوگیا کاش کوئی شیعہ ہو اور اس سے سبق لے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تمام عمر صاحبزادہ رہے اور عیش و آرام سے عمر گزاری اور ایک دن تکلیف اٹھا کر یقیناً جنت میں داخل ہوگئے اب جو شخص پہلی پچھلی حالت آرام راحت سرور وفرحت کو بھلادے اور صرف ایک دن کی

تکلیف کو جو وہ بھی کوئی باخدا کے لئے تکلیف نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ شہید فی سبیل اللہ کو اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تکلیف کہ ایک چیونٹی کے کاٹنے کی ہوتی ہے یاد کرکے روتا رہے اور ماتم کرتا رہے تو اس جیسا دنیا میں کون بیوقوف ہوگا وہ تو ایک دشمن قرار پائے گا اور سمجھا جائے گا کہ یہ ہمیشہ کے دکھ سے راضی ہے اور سکھ نہیں چاہتا اس قدر رنج وغم دشمنی پر دلالت کرتا ہے۔

ایک مکالمہ

ایسا ہی ایک اور واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ شیخ یوسف علی نعمانی مرحوم رضی اللہ عنہ ساکن قصبہ توشام ضلع حصار کے رہنے والے تھے اور وہ ریاست جیند میں ملازم تھے سترہ اٹھارہ برس کی ان کی عمر تھی جب وہ مجھ سے مرید ہوئے تھے اور وہ مجھ سے نہایت گرم اور پرجوش عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ جب میں حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت ہوا تو ان کو خبر ہوئی اور میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت پیرو مرشد آپ نے بڑا غضب کیا۔ کہ آپ نے آبائی سلسلہ اور پیری کو داغ اور دھبہ لگایا اور مرزا صاحب سے مرید ہوگئے اور اپنے اس خاندان کو جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا اور اب تک نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ بلا فصل چلا آرہا ہے اور ان میں امام غوث اور قطب اور اولیاء اور ابدال آپ کے خاندان میں ہوتے رہے کیوں چھوڑا۔

سراج: چھوڑا کیا۔ کیا ان اپنے بزرگوں کی بزرگی سے انکار کیا ان کی گستاخی و بے ادبی کی یا ان کی ولایت میں شک کیا یہ تو ہدایت اور تعلیم الٰہی ہے جہاں مل جائے انسان کو لے لینی چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی حکمت جو ہدایت راہ راست ایمان عرفان وغیرہ ہے مومن کی گم شدہ چیز ہے کیا مومن کا یہ کام ہے کہ اپنی گم ہوئی چیز کو اگر پاوے نہ لے دنیا کی چیز کو تو انسان چھوڑتا ہی نہیں پھر ہدایت وایمان وعرفان کی چیز مومن کیسے چھوڑ دے۔

یوسف: اچھا مانا لیکن آپ کے خاندان میں کس شے کی کمی تھی۔
سراج: ہمارے خاندان میں تو کمی نہیں تھی۔ لیکن مجھ میں تو کمی تھی میں تو اس بات کا محتاج تھا اب تم یہ بتلاؤ کہ اب تم سو روپیہ ماہوار کے ملازم ہو اور تم کو پانسو روپیہ ملنے لگے تو تم پانسو لوگے یا سو پر ہی راضی رہو گے۔
یوسف: بیشک میں پانسو روپیہ ملتے سو پر کب راضی ہوں گا۔
سراج: بس یہی مثال ہماری ہم تو ترقی کے خواہاں اور معرفت کے دلدادہ ہیں جہاں سے ملے لے لیں گے جب دنیا کے لوگ دلدادہ دنیا ہیں تو ہم دین کے خواہاں اور خوہشمند کیوں نہ ہوں ترقی تو کسی نے نہیں چھوڑی نبی و رسول بھی ترقی چاہتے اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دعا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سکھائی اور پھر تاکید فرمائی قُلْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا کہہ اے میرے رب میرا علم زیادہ کر دہ کہیں مکتب میں تو نہیں گئے یہ علم تو علم نبوت و رسالت ہی تھا پھر ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیروؤں کو حکم دیا کہ آپ کے لئے درود وسلام پڑھیں اور خود بھی آپ نے اپنی امت کو درود کا حکم دیا اور درود سبقاً سبقاً سکھائی۔ نماز پنجوقتہ میں جنازہ میں عیدین میں اور ہر ایک موقع میں درود پڑھنے کی تعلیم دی خود بھی پڑھی اور سب لوگوں سے بھی پڑھوائی یہ ترقی کی تعلیم ہے یا کیا ہے۔

ہمارے جد امجد حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ نعمان امام اعظم کی اولاد تھے وہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے کیوں مرید ہو گئے حالانکہ فرید الدین گنج شکر حنفی اور مقلد امام اعظم تھے یہی مثال ہماری سمجھو صوفیائے کرام میں بہت سی ایسی نظریں ہیں کہ انہوں نے کئی کئی جگہ بیعت کی۔
یوسف: پھر مرزا صاحب سے کیوں بیعت کی اور کسی صوفی و درویش سے جو دنیا میں بہت ہیں بیعت کر لیتے۔

سراج : یہ سوال تمہارا پھر بھی قائم رہتا کہ اس سے کیوں مرید ہوئے اس کو جانے دو مجھے یہ بتلاؤ کہ اگر وہ امام مہدی جو تمہارے ذہن اور خیال میں ہیں ان سے ہر ایک کو خواہ ولی ہو غوث ہو پیر زادہ صوفی ہو عالم وفاضل ہو بادشاہ ہو مرید ہونا پڑے گا یا نہیں۔ اور میرے تمہارے زمانہ میں وہ امام آجاوے تو بتاؤ مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟

یوسف: بے شک اس امام کا مرید ہونا چاہئے اس امام کے ہوتے پھرتے کسی کی بیعت اور مریدی جائز نہیں آب آمد تیمم برخاست۔

سراج - مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام وہی امام مہدی ہیں اور سچ مچ وہی امام موعود ہیں تو اب آپ سے میرا بیعت کرنا ٹھیک ہوا یا نہیں۔

یوسف : یہ تو درست ہے اگر یہ درحقیقت امام مہدی ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کب آویں گے یہ تو لکھا ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

سراج: اگر کیا ہوتا ہے درحقیقت یہی وہ امام مہدی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم فوت ہو گئے نہ وہ آسمان پر گئے اور نہ آسمان سے اتریں گے اور نہ تو کلام مجید میں نہ حدیث میں ہے کہ مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ایک زمانہ میں ہوں بلکہ بخاری اور مسلم میں تو ایک بھی حدیث امام مہدی کی نہیں عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں چنانچہ صحاح ستہ کی حدیث ابن ماجہ میں ہے کہ لَا مَهْدِيُّ إِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

یوسف : یہ بات خوب ہوئی کہ امام مہدی بھی مرزا صاحب اور عیسیٰ بھی مجدد بھی سب کچھ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

سراج: سمجھو تو سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے دیکھو آنحضرت ﷺ نبی تھے اور رسول بھی تھے اور مجدد تھے اور پھر آپ خاتم النبیین بھی ہوئے حضرت ابوبکر

صدیقؓ صدیق پھر امیر المومنین بھی ہوئے علیٰ ہذا القیاس حضرت سید عبد القادر جیلانی قطب ہوئے اور پھر غوث بنے جیسا جیسا کام ویسا نام اس کی بہت سی مثالیں ہیں اس پر آشوب اور آخری زمانہ میں امام کی ضرورت تو تھی ہی کیونکہ بوجہ تفرقہ ہونے کے اور راور گروہ گروہ بن جانے کے ایک امام چاہئے تھا تاکہ اس کے پیچھے سب لوگ چلیں اور تفرقہ سے بچیں اور امام بھی ایسا ہوتا کہ جو مہدی ہدایت یافتہ ہو یعنی منہاج نبوت پر اس کا قدم ہو اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے ہوئے ہو تاکہ تفرقہ اور اختلاف سے لوگوں کو الگ کر کے ایک راہ پر لگادے۔ یہ اندرونی تفرقوں اختلافوں کی اصلاح کے لحاظ سے ہے پھر وہ مسیح ہو جن کا علم براہ راست خدا سے مسح کئے ہوئے ہو یعنی اس کا علم زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی اور وہبی اور لدنی ہو نہ کسبی اور اس وجہ سے بھی مسح ہو کہ جب ایک مسیح عاجز انسان خدا بنایا گیا اور خالق السمٰوات والارض مانا گیا اور زندہ حی قیوم عالم الغیب محیی ممیت سمجھا گیا تو ضرور تھا کہ اس کے مقابلہ میں وہی صفات مسیحی رکھتا ہو بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہو آوے کیونکہ جب تک کہ اس مسیح سے بڑھ کر قوت قدسیہ میں علم میں تاثیرات میں معجزات ونشانات میں نہ آئے تب تک وہ غلط فہمیاں اور غلطیاں جو پھیلی ہوئی ہیں دور نہیں ہو سکتی ہیں مسیح موسوی ایک قوم کی اصلاح اور وہ بھی گنتی کی چند باتوں کی اصلاح کے لئے آیا جیسا کہ اس کا مرشد یحییٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اور یہ مہدی اور مسیح تمام دنیا کے مفاسد دور کرنے کے لئے آیا جیسا کہ اس کا پیشوا اور رہنما افضل الرسل خاتم النبین ﷺ کل دنیا اور اسود احمر کالے اور گوروں کے لئے آیا تھا مسیح موسوی نے حضرت یحییٰ سے اصطباغ لیا اور اس مسیح محمدی نے خود اپنے رہنما سے بلا واسطہ غیرے اصطباغ پایا چنانچہ آپ کی وحی اس پر شہادت دیتی ہے کہ من علم و تعلم اور اس کا نام محمد و احمد اور اس کا نام غلام احمد وہ حمد کئے گئے اور یہ حمد کرنے والا اور پھر غلام یعنی پسر پس غلام کا ترجمہ ہوا ولد احمد یا ابن احمد۔

یوسف: غلام احمد کیوں نام ہوا ولد احمد یا ابن احمد کیوں نام نہ ہوا
سراج: غلام احمد نام رکھنے میں یہ خوبی ہے کہ ولد کی نسبت غلام زیادہ مناسبت رکھتا ہے ولد تو نافرمان بھی ہو جائے اور ہوتا ہے مگر غلام فرمانبردار اور مطیع اور باپ کے نقش و نگار اپنے اندر رکھتا ہے اور باپ کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے حضرت ابراہیم ذکریا حضرت مریم وغیرہم علیہم السلام کو بشارتیں اولاد کی دی گئیں سب جگہ غلام ہی فرمایا اور وہ مطیع بھی ہوئے۔
یوسف: خیر یہ تو جو ہوا سو ہوا مگر ہمارا تماشا جو ایک سال خوش کن تھیٹر اور عجیب منظر تھا اور تمام لوگوں کا حضرت مرزا صاحب نے اور آپ نے خاک میں ملادیا کیسا سماں نظروں میں سمایا ہوا تھا کہ پہلے امام مہدی آویں اور خزانے بانٹیں روپیہ دیں اشرفیاں لٹائیں لشکر جرار اور سپاہ بے شمار تیار کریں اور ادھر آسمان سے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ہتھلیاں رکھے لٹکتے ہوئے اور زرد کپڑے پہنے ہوئے مسیح آرہے ہیں اور مسجد کی چھت پر آبیٹھتے ہیں پھر سیڑھی منگوا کر اس کے ذریعہ سے نیچے اترتے ہیں مہدی و مسیح گلے ملکر باتیں کرتے ہیں ادھر سے نصاریٰ ادھر سے دجال جنگی باجے بجاتے ہوئے معہ خدم و حشم لڑنے کے لئے آرہے ہیں اور جنگ ہو رہے ہیں اب نہ جنگ ہے نہ تیر و تفنگ ہے مسکینی ہے فقیری ہے درویشی ہے ہماری تمام امیدوں آرزوؤں پر پانی پھیر دیا ہے۔
سراج: یہ تو سب اوہام باطلہ کا ایک تودہ طوفان ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے پہلے رومیوں کی ایک چھوٹی سی سلطنت اور تھوڑے سے یہودیوں کے مقابلہ پر کچھ نہ کرکے دکھایا پکڑے گئے ماریں کھائیں سولی پر چڑھائے گئے ملک در ملک بھاگے پھرے اور وہ جوانی کے دن تھے اور اب پیر فرتوت ہو کر نہ منہ میں دانت اور نہ پیٹ میں آنت کیا کریں گے کسی نے یا علی مدد یا علی مدد کے نعرے لگائے ایک شخص نے کہا کہ آپ ابن ملجم کے مقابلہ میں اپنی مدد نہ کرسکے کربلا میں مکاناً و زماناً جو واقعہ گذرا مدد نہ کرسکے اب تیرہ سوؔ برس بعد تیری کیا مدد کریں گے بات

یہ ہے کہ مذہبی جنگ تو اب بھی ہے اور رات دن جنگ ہو رہا ہے صورت جنگ بدلی ہوئی ہے سیف و سنان کی جگہ نیزہ (قلم) ولسان ہے۔

یوسف: اب بتلائیں میں کیا کروں

سراج: تم بھی میری طرح ان سے بیعت ہو جاؤ پہلے پیری و مریدی کا ہمارا تمہارا تعلق تھا اب پیر بھائی کا رشتہ ہو جائے گا لیکن یہ یاد رہے کہ میری تقلید سے حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت نہ کرنا بلکہ تحقیقی بیعت کرنا کہ جو پختہ ہوتی ہے اور کسی قسم کی اس میں خامی نہیں رہتی تقلید کام ظنی ہوتا ہے اور تحقیق یقینی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا جیسی اور جس یقین کے ساتھ تمہارے پیر بھائی مرزا محمد امین بیگ صاحب مرحوم مغفور ساکن موضع بھاوجی علاقہ کوٹ پوتلی ریاست کھیتڑی متعلقہ ریاست سوای جے پور نے بیعت کی تھی۔

اس مرحوم نے جب میری زبانی سنا کہ امام مہدی اور مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں اور وہ مسیح ابن مریم صاحب انجیل وفات پاگئے چونکہ مجھ سے عقیدت راسخہ رکھتے تھے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مصدق ہوگئے اور خود قادیان حاضر ہوئے اور حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کی اور ایک مہینہ کامل دارالامان میں رہے حضرت اقدس علیہ السلام بھی ان سے بہت محبت رکھتے تھے اور وہ ایک ظریف اور بزلہ سنج آدمی تھے بات بات میں ان کی ظرافت تھی وہ دن فرصت کے تھے اس زمانہ میں مرزا خدا بخش مصنف کتاب عسل مصفیٰ بھی وہاں تھے گھنٹوں تک حضرت اقدس علیہ السلام مرزا امین بیگ مرحوم سے باتیں کرتے اور ان کی ظرافت آمیز باتوں پر ہنستے ایک ماہ کی صحبت حضرت اقدس علیہ السلام کی اس میں یہ تاثیر ہوئی اور ایسا انشراح صدر ہوا کہ وہ بے پڑھ تھا لیکن کوئی مولوی گفتگو میں اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا اور ہر وقت حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا ہی ذکر کرتا رہتا تھا گویا

اس کی زندگی حضرت اقدس کی صداقت کے ساتھ تھی ایک روز میں نے ایک مجلس میں یہ نعت پڑھی کہ۔

دن بھلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی وہ نہ آئے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی
بخت ناساز ہے ہوتا جو مقدر اچھا میری قسمت میں مدینہ کی گدائی ہوتی
کیا کروں مانع ہجرت ہے شہابار عصیاں ورنہ در پر ترے دھونی ہی رمائی ہوتی
گر جمالی کے مقدر میں نہ ہونا تھا وصال خواب ہی میں کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

جب میں یہ نعت خوش الحانی سے پڑھنے لگا تو مرزا صاحب مرحوم کو خوش نہ پایا حالانکہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت سے پہلے اس نعت کو بڑے شوق سے سنا کرتے تھے جس وقت یہ نعت ختم ہوئی تو اچانک مرزا صاحب مرحوم کھڑے ہو گئے اور باآواز بلند اس مجلس میں مجھ سے کہا کہ حضرت پیر و مرشد اس نعت کو پھر کبھی آپ نہ پڑھیں اب ہجر کیسا اور جدائی کے کیا معنی جب بروز و مثیل محمد مصطفیٰ مدنی ﷺ احمد مجتبیٰ قادیانی تشریف لے آئے (علیہ السلام) تو پھر ہجر میں موت مانگنا فضول ہے یہ تو وصل کے اور خوشی کے دن ہیں۔اب آپ ہمیں وصل کی باتیں وصل کی غزلیں وصل کی نعتیں سنایا کریں۔

اللہ اکبر اس مرحوم کا کیسا زبردست ایمان تھا کہ ایک ماہ کی صحبت حضرت اقدس علیہ السلام نے کیا سے کیا اس کو بنا دیا کسی نے خوب کہا ہے

مکاں سے مجھے لامکاں لے گئی یہ الفت کہاں سے کہاں لے گئی

یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی معجزانہ صحبت کا اثر تھا اور وہ شخص مرتے دم تک اس ملک اور اس گاؤں میں کہ جہاں کوئی احمدی نہیں جس طرف نظر ڈالو سوائے مخالفوں کے اپنے ہوں یا پرائے دکھائی نہیں دیتے ثابت قدم رہا اور وہ ثبوت اپنی ثابت قدمی کا دکھلایا کہ کسی ابتلا پیش آمدہ تزلزل نہیں ہوا اور روز بروز آگے ہی آگے قدم بڑھتا رہا۔ جب کوئی مولوی واعظ مخالفت میں کچھ بولا تو

مرزا صاحب مرحوم نے اسی وقت مجلس ہو یا غیر مجلس فوراً جواب معقول دیا جس سے اس واعظ کا ناطقہ بند ہو جاتا چونکہ اس گاؤں میں مغل رہتے ہیں اور مرحوم کے سب رشتہ دار یک جدی ہیں سب پر اس مرحوم کا اثر تھا۔ اور اگر یہ مرحوم کبھی کسی وقت اس گاؤں میں نہ ہوتا اور کوئی مخالف مولوی آجاتا اور مخالفت میں وعظ یا کلام کرتا تو تمام مغل کہدیتے کہ جناب ہم کو قادیان اور مرزا صاحب قادیانی سے واقفیت پوری نہیں لیکن ہم میں ایک مولوی مرزا محمد امین بیگ قادیانی ہیں اس سے دو دو بات کرلو۔ پھر ہم صدق و کذب کا فیصلہ کریں گے ہم نادان نہیں ہیں بات کو خوب سمجھتے ہیں اور ہم میں بہت سے لوگ وکیل ریاست اور خواندہ بھی ہیں بس مولوی نے مرزا صاحب مرحوم کا نام سنا اور بھاگا یا مخالفت کا کلام اور وعظ چھوڑ دیا۔ مولویوں نے مرحوم کی زندگی میں اس گاؤں کا آنا چھوڑ دیا تھا بات دور نکل گئی اس مرحوم نے یہاں تک ترقی کی اور احمدیت کے رنگ میں اندر باہر سے رنگا گیا کہ ایک روز کسی شخص نے کہا کہ مرزا امین بیگ تمہارا مرشد اول سراج الحق تو قادیان سے پھر گیا اور حضرت اقدس سے روگردان ہو گیا۔ اب تم بتاؤ کیا کرو گے تو مرزا صاحب مرحوم مغفور نے کیسا لطیف اور حق وصواب سے پر جواب دیا کہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مومن اور عبدالرحمٰن کا یہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ

سراج الحق پھر گیا میں تو نہیں پھرا

یہ جملہ لطیف اور ایسا پیارا اس کے منہ سے نکلا کہ اس جملہ کی قدر میرے دل اور اہل دل سے پوچھئے۔ سو یوسف علی صاحب اس قسم کی بیعت اور ایسی عقیدت وارادت ہونی چاہئے۔

شیخ یوسف علی مرحوم کا بیعت کرنا

حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت منہاج نبوت کی بیعت

اور آپ کی بعثت انبیاء والی بعثت ہے ولیوں مشائخوں کی سی بیعت نہیں ہے۔ آپ سے روگردانی خدا سے روگردانی اور آپ سے بیعت خدا سے بیعت کرنی ہے یہ ایمان کا معاملہ ہے شیخ یوسف علی مرحوم میرا بیان سن کر خاموش ہو گئے اور چار پانچ ماہ کے بعد معہ تحائف دارالامان حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اور پندرہ سولہ روز رہ کر اور شرف زیارت حاصل کر کے وطن کو چلے گئے اور پھر دوبارہ آکر حضرت اقدس علیہ السلام سے بڑی پختگی کے ساتھ بیعت کی چونکہ خواندہ اور زیرک اور ذہین و فہیم شخص تھے اس سرگرمی سے بیعت کی کہ بلا خوف لومتہ لائم تبلیغ سلسلہ حقہ میں رات دن مشغول رہے نہ کسی اعلیٰ افسر سے خوف کھایا نہ کسی مولوی پیر و فقیر سے دبے نہ تقریر میں ہارے اور نہ تحریر میں پسپا ہوئے۔

مخالفتیں بھی ہوئیں عداوتیں بھی ہوئیں لیکن یہ ہر وقت اور مرتے دم تک صادق الیقین رہے اور ایسے مستقل اور مستقیم رہے کہ جو ایک مومن صالح صادق کے مناسب حال ہونا چاہئے ان کے ایک دختر اور تین فرزند ہیں دختر کے رشتہ کے پیغام ان کی برادری میں سے آئے لیکن مرحوم نے غیر احمدیوں میں رشتہ کرنا پسند نہ کیا ایک شخص ان کی برادری میں سے احمدی ہو گیا تب انہوں نے اپنی دختر دی مگر افسوس وہ بد قسمت بعد وفات مرحوم مرتد ہو گیا لیکن وہ نیک بخت لڑکی اب تک احمدی ہے اور اپنے شوہر پر افسوس کرتی رہتی ہے سنگرور۔ جیند۔ سفیدون۔ ہانسی۔ توشام دادری چرخی رہتک یا اور جہاں جہاں تک ان کے رشتہ برادری یا ملازمت کا تعلق تھا تبلیغ سلسلہ احمدیہ کرتے رہے اور بہت لوگ ان کی وجہ سے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے یہ بار بار دارالامان آتے رہتے تھے۔

مسیح موعود کی دعا کا اثر

یہ مرحوم اپنے روزگار کی ترقی کی جو مخالفوں کی طرف سے روک پڑ گئی تھی دعا حضرت اقدس علیہ السلام سے کراتے اور عریضہ بھی لکھتے رہے اور ایک عریضہ حضرت

مولانا عبدالکریم سیالکوٹی مرحوم مغفور کی خدمت میں اور ایک میرے پاس دعا کے لئے لکھتے رہے پھر تیسرے روز لکھتے رہے اور حضرت اقدس علیہ السلام جواب میں فرمادیتے تھے کہ ہاں دعا کی ہے اور کریں گے مطمئن رہو اور یاد دلاتے رہو اور فرمایا کہ جو یاد دلاتا رہتا ہے اور تھکتا اور مایوس نہیں ہوتا وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور جو تھک کر رہ جاتا ہے وہ اپنے مطلب میں رہ جاتا ہے یہی ارشاد عالی میں نے یوسف علی مرحوم کو لکھ دیا اس مرحوم نے ایسی یاددہانی کی کہ ہرروز ایک خط حضرت اقدس علیہ السلام اور ایک مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ اور ایک میرے نام روانہ کرنے لگے ایک مہینہ برابر اسی طرح لگاتار ہرروز خط آتے رہے مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ ایک روز مجھ سے فرمانے لگے کہ پیر صاحب تمہارے یوسف نے تو حد کردی ہر روز ایک خط بلا ناغہ آتا ہے میں تو پڑھتے پڑھتے تھک گیا جب چار ماہ برابر اسی طرح گذرے تو ایک روز مولانا عبدالکریم مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب یوسف علی نے تو خط کیا لکھے کھپ پادی ڈاک میں خطوں کا تار باندھ دیا خدا کے لئے اب تو اس کے لئے خاص دعا کردیجئے کہ وہ اپنے مطلب ومقصد کو پہنچ جاوے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہاں روزانہ خط ہمارے پاس بھی آتے ہیں اور پرسوں سے ہمیں بھی خیال ہے آج ہم دعائے خاص کریں گے دوسرے روز حضرت علیہ السلام نے فرمایا لو مولوی صاحب اور صاحبزادہ صاحب ہم نے دعا کردی ان کو لکھ دو کہ دعا کی گئی اور قبول ہوگئی اب انشاء اللہ جلد تم اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے یاد دہانی ہو چکی اب سوائے خیریت کے اسقدر خطوط کی ضرورت نہیں ہے حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم اور میں نے یہی لکھ دیا ابھی تین روز نہ گذرے ہوں گے کہ امید سے زیادہ ترقی روزگار ہوگئی اور کوئی صورت ترقی کی نہیں تھی چاروں طرف سے روک تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیہ السلام کی دعاء سے سب روکیں دور کردیں الحمد للہ

اس ترقی کے بعد مرحوم دارالامان آئے اور جس وقت یہ آئے تو حسن اتفاق سے حسب عادت شریف خاکسار کو حضرت اقدس نے بلوایا اور فرمایا جلد آؤ ہم لکھتے لکھتے تھک گئے کچھ مضمون لکھوانا ہے میں نے یہ موقعہ مرحوم کے حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں باریاب کرانے کا غنیمت جانا اور مرحوم کو ساتھ لیکر حاضر ہوا حضرت اقدس علیہ السلام مرحوم کی صورت دیکھ کر ہنسے اور مصافحہ کیا بعد مصافحہ مرحوم نے آپ کے قدم پکڑ کر منہ سے چوم لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں چاہئے صرف مصافحہ کافی ہے جو مسنون طریق ہے پھر فرمایا کب آئے مرحوم نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا اچھا وقت اور فرصت کا وقت ملاقات کے لئے ملے گا۔ صاحبزادہ صاحب کو بلوایا تھا آپ سے بھی دیر تک ملاقات کا وقت نکل آیا ایسے وقت کم ہی ملتے ہیں۔

حضرت اقدس دو گھنٹہ تک مضمون عربی کا لکھواتے رہے اور ٹہلتے رہے۔اور اس وقت جو زبان مبارک سے حضرت اقدس فرماتے تھے میں لکھتا جاتا تھا۔ ایک ہفتہ مرحوم دارالامان میں رہ کر واپس ملازمت پر مقام سنگرور چلے گئے کوئی تین مہینے کے بعد مرحوم کا خط میرے پاس آیا کہ میں سخت بیمار ہوں۔اور میری زندگی کی کوئی صورت نہیں یہاں کے طبیبوں سے علاج کرالیا کچھ فائدہ نہیں ہوا اور میرا ارادہ ہے کہ میں دارالامان حاضر ہوں اور حضرت مولانا نور الدین سے علاج کراؤں۔اور حضرت سے دعا اس خط کے دو تین روز بعد اچانک آدھی رات کو مرحوم معہ فیض اللہ صاحب خالدی ہمشیرہ زادہ اور حاجی حکیم اللہ جیندی اور خسرہ پورہ اودھ سپاہی سرکاری ریاست سنگرور کے ڈولی میں سوار آگئے اس وقت میں نے ان کو مہمان خانہ میں ٹھہرایا اور صبح کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں خاکسار نے عرض کیا کہ شیخ یوسف علی نعمانی سخت بیمار ہو کر آئے ہیں چل پھر نہیں سکتے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے کہاں ٹھہرایا میں نے عرض کیا فی الحال مہمان خانہ میں برلب تالاب ٹھہرا دیا ہے فرمایا ٹھہرو ہم بھی ان سے

ملنے کے لئے چلتے ہیں وہ بیمار ہیں عیادت بھی ہو جائے گی پھر حضرت اقدس علیہ السلام معہ چند احباب جو اس وقت حاضر تھے مہمان خانہ میں مرحوم کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دیکھا اور مرض کا حال دریافت فرماکر خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس کے مکان میں لے جاؤ تاکہ ہم ان کو ہر روز دیکھتے رہیں یہ جگہ دور ہے اور فرمایا کہ کھانے کے واسطے اطلاع دیتے رہو جیسا کھانا چاہیں وہ تیار ہو جایا کرے اور کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔

مرحوم نے عرض کیا کہ غریب نواز میں حضور کے قدموں میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ یہاں دعا اور دوا دونوں ہیں اور یہ ارادہ کرکے آیا ہوں کہ اگر شفا ہو تو حضور کے روبرو ہو اور جو موت مقدر ہے تو حضور کے قدموں میں ہو

جمال یار گر پیش نظر ہو کسی کا کس طرح واں پر گزر ہو
مزہ آجائے مرنے میں بھی ہم کو قدم ہوں یار کے اور اپنا سر ہو

پس مرحوم کو حسب الارشاد قریب کے مکان میں ٹھہرایا گیا اس زمانہ میں حضرت اقدس سیر کے لئے ہر روز ایک دو میل بعد طلوع آفتاب تشریف لے جایا کرتے تھے اور بعد واپسی اگرچہ تکان بھی ہوتا۔ تب بھی یوسف مرحوم کے پاس جاتے اور حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح دام اللہ فیضہ کا علاج ہونے لگا۔ اور روز بروز فائدہ کی صورت نظر آنے لگی اور جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب حسب الارشاد علیہ السلام معالجہ میں مشورہ دیتے رہے اور مولوی قطب الدین صاحب اور مفتی فضل الرحمان صاحب نے بھی جزاہم اللہ خیر الجزا بڑی مدد دی۔ اور وقت پر ادویات پہنچاتے رہے۔

شیخ یوسف علی کی صحت یابی

ایک روز بارہ بجے رات کے مرحوم کا اتفاقاً تنگ حال ہو گیا اور قضاء وقدر کے ماتحت موت کے آثار ہو کر جان کندن شروع ہو گئی میرے مکان پر شیخ فیض اللہ احمدی ہمشیرہ زادہ مرحوم آئے اور یہ حالت بیان کی میں سن کر حیران ہو گیا

اور ششدر رہ گیا اور دل میں کہا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے رات دس بجے کے وقت میں اچھی طرح چھوڑ کر آیا ہوں خیر میں مرحوم کے پاس گیا دیکھا تو حالت غیر ہے اور جان کندن شروع ہے۔ موت کے آثار نبض کا چھوٹ جانا۔ غیر منظم ہونا جسم کا ٹھنڈا ہونا۔ منہ کھلا رہنا وغیرہ سب موجود ہیں۔ میں سیدھا حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر گیا۔ اب ساڑھے بارہ بجے ہیں ادھر مریض کا تنگ حال ادھر مکان کے دروازے بند اور سب سوتے ہیں میں ادھر کے حصہ مکان کی طرف گیا جس طرف حضرت اقدس علیہ السلام سویا کرتے یا لکھا کرتے ہیں میں نے ایک آواز بڑے زور سے گھبراہٹ میں دی تو پہلے جو بولے تو حضرت بولے کہ صاحبزادہ صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور سراج الحق ہے۔

فرمایا : اس وقت کیسے آئے ہے۔

سراج نے عرض کیا کہ یوسف علی کی حالت غیر اور قریب الموت ہے اور جان کندن شروع ہے۔ تمام جسم سرد اور نبض غیر منظم کوئی صورت اچھی نہیں۔ زندگی سے قطعی مایوسی ہے۔

حضور کے اخلاق کا ایک نمونہ

فرمایا شام تک تو ہم نے خبر منگائی اچھے تھے اندر آؤ اور اندر ایک خادمہ سے فرمایا کہ جلدی دروازہ کھول دو ثواب ہوگا اور ایک لالٹین ساتھ لے جاؤ خادمہ سے یہ کہنا کہ دروازہ کھول دو ثواب ہوگا ایسے پیارے لب ولہجہ سے فرمایا کہ میرے جیسے انسان کا کام نہیں کہ اس کا اندازہ کر سکے۔ حالانکہ آپ آقا ہیں اور وہ خادمہ ہے اور ہر طرح سے تابعدار اور فرمانبردار ہے آپ چاہتے تو امراؤ ساوالی شان سے اس کو خادمہ سمجھ کر یا دھمکا کر یا کڑی اور سخت آواز سے حکم کر سکتے تھے لیکن اس لب ولہجہ اور دھیمی اور مسکینی طریق سے فرمانا "دروازہ کھول دو ثواب ہوگا" کیسا دل کو لبھانیوالا جملہ ہے کہ دباؤ نہیں سختی نہیں یہ اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ اس امام موعود کے تھے علیہ الصلوٰۃ

السلام یہ اس رسول ہاشمی قریشی افضل الرسل سید المرسلین محمد مصطفےٰ ﷺ کا نمونہ ہے جسنے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ الحسنۃ کا نقشہ کھینچ کر دکھایا اور سچ فرمایا آپ نے

جب سے نقشہ ہے ترا دل پہ جمایا ہم نے — بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ رات کے ایک بجنے کے قریب ہے نیند کا آرام کا وقت ہے خاکسار کا سخت آواز سے پکارنا ہے۔ اور نرمی سے دریافت حال فرمانا اور ایک خادمہ اور ادنیٰ عورت کو جو اسی کام اور خدمت کے لئے بے عذر رہتی ہے اس کو فرماتے ہیں کہ دروازہ کھول دو ثواب ہوگا ہم جیسے ہزاروں خادم اور آپ ایک مرشد اور مرشد ہی نہیں مسیح موعود اور مسیح ہی نہیں بلکہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ اور ماسوا اس کے آپ رئیس ابن رئیس اور امیر ابن امیر اور دونوں حیثیتیں ایک سے ایک بڑھی ہوئی پھر نرمی اور عاجزی اور مسکینی سے فرماتے ہیں کون ہے صاحبزادہ صاحب ہیں اور پھر کسی قسم کا ملال طبیعت پر نہیں اے احمد قادیانی مثیل محمدؐ مدنی تجھ پر اور تیرے متبوع پر ہزاروں لاکھوں کروڑوں بے انتہا درود سلام وَ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ وَ سُبْحٰنَکَ اللّٰہُ ادھر آپ کی یہ حالت ادھر حضرت ام المومنین ☆ علیہا السلام جاگ اٹھیں اور کہنے لگیں

☆ (حضرت اقدس کی زوج مطہرہ مقدسہ کی نسبت ام المومنین علیہا السلام لکھنے کی یہ وجہ پیش آئی کہ اس مرحوم نے ایک دفعہ تحفہ بھیجا اور خط میں مجھے لکھا کہ مادر مومنان کی خدمت میں پیش کردینا۔ چونکہ خاکسار کو بھی اکثر بیٹا فرمایا کرتی تھیں اس واسطے میں نے یہ حضرت اقدس کی خدمت میں لکھ دیا کہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کردیں حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ وہ تحفہ جو یوسف علی صاحب نے بھیجا ہے وہ ام المومنین کے پاس پہنچا دیا۔

جب اکثر آپ کو ام المومنین کہنے اور پھر لکھنے لگے ایک دفعہ بہت سے مخالفوں نے اعتراض بھی کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان معترضوں کو معلوم نہیں کہ اگر ان کے ذہنی مسیح آویں اور وہ شادی کریں تو ان کی بیوی کو یہ ام المومنین کہیں گے یا نہیں۔ مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی رسول کرکے بھی فرمایا ہے اور جری اللہ فی حلل الانبیا فرمایا جب ہم رسول ہوئے نبی ہوئے اور تمام انبیا کے حلوں میں سے ہوئے تو ہماری بیوی ام المومنین ہوئیں یا نہیں جیسے اور انبیا کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں تھیں۔

خیر ہے اس وقت پیر صاحب کیسے آئے حضرت اقدس نے وہی حال بیان کیا تو حضرت قدسیٰ دست بدعا ہو گئیں اور کچھ نہیں بولیں یہ دوسرا نمونہ ہے حضرت اقدس کی قوت قدسیہ اور اثر صحبت کا عموماً عورتوں کی طبیعت نازک ہوتی ہے ایسی آرام اور چین اور خواب استراحت کی حالت میں اور پھر آدھی رات کو خفا ہو جانا یا زبان سے اضطراری اور نیند کے وقت کوئی کلمہ سخت نکل جانا کچھ بات نہیں لیکن اللہ اللہ وہ خلق وہ رحم کہ سن کر دعا میں لگ جانا اور دل پر ذرہ بھی میل نہ آنا یہ آپ ہی کا کام تھا دنیا میں پیرزادے دیکھے مشائخ دیکھے صوفی مولوی باخدا اور خدارسیدہ ہونے کا دم بھرنے والے دیکھے امیر امرا نواب شاہزادہ تک دیکھے مگر یہ خلق کہاں یہ محبت اور یہ انس اور یہ ہمدردی کہاں ذرا ذرا سی بات میں بگڑنا۔ اپنے آرام کے لئے دوسروں کی کچھ پرواہ نہ کرنا چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جانا خفا ہو کر نکال دینا۔ میں خود پیرزادہ ہوں اور قریباً کئی ہزار کا رہنما اور پیشوا مانا گیا ہوں لاکھوں معتقد ہیں سب کچھ ہے مجھ سے زیادہ دوکاندار اور اس کام کا رازدار اور جاننے والا کون ہو گا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے میرے تک نسلاً بعد نسلٍ پیر ہوتے چلے آئے ہیں پھر کوئی بات تو ہے جو میرے جیسے انسان کو اس عالیشان اور جلیل القدر انسان باخدا انسان کی طرف کھینچ کر لائی۔

جب میں حسب الحکم اندر مکان میں گیا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام نے تمام کیفیت دریافت فرمائی اور دو تین دوائیاں قیمتی جلدی جلدی لا کر اور ایک گلاس میں ڈال کر عنایت فرمائی جس میں عنبر اشہب خالص بھی تھا اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور پلاؤ اللہ تعالیٰ شفا دے اور جلد ہمیں اطلاع دینا ادھر ہم دعا کرتے ہیں دوا کا تو درحقیقت ایک تسلی آمیز سبب تھا مگر جو بات تھی وہ دعا تھی حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ کہ الدعاء سیف المومن مومن کا ہتھیار دعا ہے پس میں دوا حضرت سے لیکر چلا اور یوسف مرحوم کو اس حالت نزع میں پلائی اور

پلاتے ہی اس مرحوم نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ ہوش و حواس درست ہوئے تو میں نے سارا قصہ سنایا مرحوم بہت خوش ہوا پھر میں اپنے مکان پر چلا گیا صبح کو قبل از نماز صبح حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھ کو مکان پر بلوایا اور فرمایا یوسف علی صاحب کا کیا حال ہے صاحبزادہ صاحب تم نے ہمیں اطلاع نہ دی۔

سراج : حضور اطلاع کیا دیتا ادھر آپ نے دوا دی اور ادھر دعا شروع کی دوا کا پلانا تھا اور شفا کا ہونا تھا اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے پوری تندرستی عود کر آئی۔

فرمایا : صاحبزادہ صاحب جب وہ دوا لے کر تم روانہ ہوئے تو ہم کو نیند نہ آئی دعاؤں میں لگ گئے اور تمہارا خیال رہا کہ اب خبر لاتے ہو گے اور ہمارے کان آدمیوں کی طرف لگے رہے کہ کون خبر لاتا ہے عین دعا کے وقت ذرا سی غنودگی میں ایک خواب دیکھا اور ایک الہام مبشر ہوا جو خاص یوسف علی صاحب کی نسبت ہے اور فرمایا بعد نماز سیر کو چلیں گے اس وقت وہ خواب اور الہام سنائیں گے۔

بعد نماز حضرت اقدس علیہ السلام سیر کو تشریف لے چلے حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی اور جناب ڈاکٹر رشید الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب تراب وغیرہم بہت سے اصحاب ساتھ تھے راستہ میں وہ خواب اور الہام سنایا اور یہی ذکر بار بار بڑے وثوق سے فرماتے رہے اور فرمایا اس بیماری میں یوسف علی صاحب نہیں مریں گے اور پورے شفایاب ہو جائیں گے سیر سے واپسی کے وقت معہ تمام اصحاب یوسف علی صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی زبان مبارک سے وہ خواب اور الہام یوسف علی صاحب کو سنایا اس وقت خاکسار کو وہ خواب اور الہام یاد نہیں رہا شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے اپنے اخبار الحکم میں چھاپ دیا ہے۔

میں نے ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ وہ کیا بات ہے

کہ جس پر بڑے زور اور تحدی سے آپ ایک ان ہونی بات کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں اور ذرا سی دل پر جھجک نہیں ہوتی ہے فرمایا جیسا کہ محدثین کی اصطلاح میں حدیثوں کے بارہ میں تواتر ہوتا ہے ایسا ہی صوفیائے کرام اور انبیاء عظام کے ہاں تواتر ہوتا ہے جس کے بعد کوئی ظن ریب وغیرہ نہیں رہتا اور وہ یہ ہے کہ خواب۔ رویا۔ کشف۔ وحی سب کے سب بلکہ بار بار وحی کا آنا ہوتا ہے تو یہ تواتر کہلاتا ہے اس کے بعد کل حجاب درمیانی اٹھ جاتے ہیں اور سوائے یقین کے اور کچھ درمیان نہیں رہتا تو پھر ہم لوگ اس پر نہایت صدق سے جم جاتے ہیں اور تحدی کر بیٹھتے ہیں کیونکہ تواتر یقین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

اور مجھے فرمایا کہ ہر روز بعد نماز صبح یہ دوا یوسف علی صاحب کو ہم سے لاکر کھلانا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ بعد تمہارے دوا لانے کے ایک دوا ہمیں الہام سے اور معلوم ہوئی ہے وہ بھی اس دوا میں شامل کردیں گے۔

خاکسار راقم الحروف گو بے تکلف جب چاہتا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتا تھا لیکن پھر بھی حاضری کی تمنا رہتی تھی دوا ہر روز لانا ایک اور سبب حضوری کا مل گیا۔

اس کے بعد یوماً فیوماً وساعۃً بساعۃٍ یوسف علی کامل صحت کی طرف آنے لگا اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی ہر روز سیر سے واپس تشریف لاتے ہوئے یوسف علی صاحب کے پاس ضرور تشریف لاتے تھے ایک روز یوسف علی صاحب نے غسل صحت کیا اور اصلاح بنوائی اور پچاس ساٹھ قدم تک ٹہلے۔ آج اس حالت کو دیکھ کر یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ببرکت دعا حضرت اقدس علیہ السلام صحت عطا فرمائی اور حضرت اقدس علیہ السلام کو اطلاع دی گئی آپ نہایت خوش ہوئے اور حمد و ثنا الٰہی زبان پر جاری ہوئی رات کے دس بجے کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر شیخ محمد اسماعیل سرساوی اور شیخ محمد فیض اور ہمشیرہ زادہ مرحوم اور سید محمد رشید شاہ صاحب سیالکوٹی اور پانچ چار اور صاحب بیٹھے ہوئے مرحوم کے

پاس باتیں کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے تھے کہ اب تم کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی مرحمت فرمائی تم مردہ تھے از سرنو زندگی بخشی۔ محمد اسمٰعیل نے کہاکہ یوسف علی صاحب اب تم کو دوبارہ زندگی ببرکت دعا امام علیہ السلام حاصل ہوئی ہے اور یہ زندگی بھی ایک معجزانہ زندگی ہے اس کو مشکورانہ اور متقیانہ طور سے گزارنا چاہئے دیکھو قیامت کے دن مجرم کہیں گے کہ اب اگر دوبارہ ہم زندہ کئے جائیں تو ہم تیری فرمانبرداری کریں گے اور ذرہ بھی خلاف ورزی اور عدول حکمی نہ کریں گے اور اعمال صالحہ بجالائیں گے اب ہم یقین لاچکے اور آنکھوں سے جو دیکھنا تھا دیکھ چکے ہیں سو اب تم کو یہ موقع اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہیں دکھلا دیا کہ اب تم کو موت کے منہ سے نکال لیا۔ اور از سرنو زندگی بخشی کوئی آثار تمہاری زندگی کے نہ تھے اب تم کو چاہئے کہ پاک وصاف زندگی مومنانہ الٰہی رضامندی کے ماتحت ختم کرو ایسا نہ ہو کہ یہ انعام الٰہی تم سے واپس لیا جائے اور دو چند عذاب کے مستحق ہو جاؤ لوگ ہمیشہ انبیاء سے معجزات مانگتے رہے اور دیکھتے رہے مگر ایمان کی توفیق نہ ملی مگر تم نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور بغیر طلب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے طفیل اپنے مامور کے تم کو عظیم الشان نشان احیاء موتٰی خود تمہاری ذات پر دکھلا دیا اب تمہارے دل میں اللہ ہو تمہارے بال بال رگ رگ میں اللہ تعالیٰ بس جاوے۔ اب تمہارا غیر اللہ کوئی مقصود محبوب مطلوب معبود نہ رہے اس پر مرحوم یوسف علی نے کہاکہ ہاں بے شک اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے وقت میں مامور بھیجا اور مسیح موعود اور مہدی موعود کا منصب عطا کرکے مبعوث فرمایا جسکی تمنا میں اولیاء صلحاء علماء غوث وقطب ہزاروں ہزار بے شمار گذر گئے اور یہ وقت کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ اور پھر ہمارے ملک میں اور اس پر یہ فضل فرمایاکہ ہم کو اس مرسل ومامور کی شناخت کی توفیق دی۔ اور اس سے بڑھ کر یہ اور فضل ورحمت ہمارے شامل حال ہوئی کہ اس کے مبائعین اور انصار میں داخل فرمایا۔

اور پھر بار بار آنے کی توفیق رفیق بخشی اور پھر ایسی سخت بیماری کی حالت میں بھی اس کے قدموں میں لاڈالا اور پھر میں مرچکا تھا اور اس کی دعا سے زندہ ہوا۔

شیخ یوسف علیؓ مرحوم کی وفات

اب میری تمنا اور آرزو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھ پر ایسا فضل فرمائے کہ مجھ کو اپنا کرلے۔ اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری میں رکھے اور اس مامور و مرسل سے زیادہ محبت بڑھادے اور پھر دونوں ہاتھ اٹھاکر جناب باری میں دعا کی کہ اے میرے اللہ میں تیری درگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ میری باقی زندگی کو معصیت سے پاک رکھ اور مجھے اپنے اور اپنے مامور موعود علیہ السلام کی نافرمانی سے محفوظ رکھ اور جو میری بقیہ زندگی اے علام الغیوب تیرے علم اور تیری نظر میں اچھی نہ ہو یا میں نافرمانی کی طرف جھکوں یا اور کسی قسم کا شعبہ حیات برائی کا ہو تو الٰہی مجھے زندگی پیاری نہیں مجھے معصیت اور نافرمانی اور گناہ کی زندگی کی تمنا نہیں ہے یہی ذکر ہوتے ہوتے مرحوم کو ذرا غفلت ہوئی یہ دعا چونکہ آخری دعا تھی بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی اور اسی حالت بین النوم والیقظٰی میں چونک اٹھا اور کہا کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ ایک دیوار ریت میرے سامنے ہے اور اچانک خودبخود بیٹھ گئی اس نظارہ کے دیکھنے اور سننے سے میرا دل تو پکڑا گیا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب اور دانا بینا ہے۔ مرحوم کی زندگی چونکہ اللہ کی نظر اور علم میں بہتر نہیں ہے اور اب یہ پاک کیا گیا ہے یہ دعا قبول ہوچکی۔ اب یوسف کی زندگی کا خاتمہ ہے ایک صاحب نے فرمایا کہ یہ دیوار مرض ہے وہ گر گئی گویا مرض جاتا رہا اور تم خدا کے فضل سے تندرست ہوگئے میں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی مگر مرحوم سمجھ گیا کہ میری دعا قبول ہوچکی ہے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب اس بندہ کو پاک وصاف اپنے حضور بلادے اور اپنے اور ہمارے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کے دروازہ سے گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچاکر پاک زندگی بخشے گا۔

سب نے ہر طرح کی تسلی دی ایک صاحب نے کہا اچھا جی ہم تو اب جاتے ہیں رات بہت گئی۔ ان خیالات کو چھوڑو۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو وہ بہتر جاننے والا ہے ہم سب چلدئے اور صبح کی نماز باجماعت حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ پڑھی بعد نماز حضرت اقدس نے حسب معمول مسجد میں تشریف رکھی یہ حضرت اقدس کا اکثر معمول تھا کہ بعد نماز صبح گھنٹہ دو گھنٹہ تک تشریف رکھا کرتے تھے اور ہر ایک قسم کی باتیں کیا کرتے تھے اور حاضرین کو تعلیم و تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس عاجز سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یوسف علی صاحب کیسے ہیں میں نے تمام ماجرا جو رات کو گزرا تھا سنایا اور مرحوم کا دعا کرنا اور دعا کے بعد ایک خواب یا کشف کا دیکھنا عرض کیا حضرت اقدس علیہ السلام کا ایسی دعا کو سن کر مسکرانا اور خواب کے دیکھنے سے آپ کا متحیر رہ جانا چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتا تھا فرمایا خدا تعالیٰ خیر کرے اور وہی ہر ایک حال سے خوب واقف ہے کچھ دیر کے بعد حضرت اقدس اندر مکان میں تشریف لے گئے اور حاضرین بھی چل دیئے اور میں اپنے گھر چلا گیا اس نیت سے کہ گھر جا کر پھر واپس یوسف علی مرحوم کے پاس جاؤں گا میں گھر جا کر کھڑا ہی ہوا تھا جو شیخ فیض اللہ خالدی ہمشیرہ زادہ مرحوم نے مجھ کو آواز دی کہ جلدی چلو ماموں یوسف علی صاحب کا حال دیکھو میں ان کے ساتھ آیا اور یوسف علی کی حالت غیر دیکھی کہ آنکھیں بے طور کھلی ہیں اور کچھ ہوش نہیں حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین صاحب دام ظلہ کو اطلاع دی آپ تشریف لائے اور نبض اور شکل دیکھ کر تشریف لے گئے اور چہرہ اور بشرہ سے گویا فرما گئے کہ آخری نتیجہ اب موت ہے اور دوائی بھیجی دو امنہ میں ڈالی تو ادھر ادھر باچھوں میں سے نکل گئی میں نے بھی جان لیا کہ رات کی دعا چونکہ قبول ہو چکی ہے اب زندگی کا خاتمہ ہے۔

اس کے بعد میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور اس وقت کی حالت عرض کی آپ نے فرمایا کہ نماز کے وقت تو تم نے اچھی

حالت بیان کی تھی اچھا ٹھہرو ہم بھی چلتے ہیں حسب معمول ہاتھ میں عصا لے کر اکیلے میرے ساتھ ہو لئے اور یوسف علی کو دیکھا کوئی دس منٹ تک سامنے کھڑے ہو کر دیکھتے رہے اتنے میں ڈاکٹر رشید الدین صاحب اور مولوی قطب الدین صاحب اور مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھی آگئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تشخیص کی سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی لیکن پوری اس مرض کی تشخیص نہ ہوئی حضرت اقدس مکان کو تشریف لے گئے اور فرماگئے کہ پایہ شویا کرد سب کچھ کیا مگر حالت متغیر ہوتی گئی اور خرخرہ بولنے لگا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی تشریف لائے اور کرسی پر بالمقابل بیٹھ کر دو اڑھائی گھنٹہ تک یہ حالت نازک دیکھتے رہے اور مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ ایسی نازک اور باعبرت حالت ہے کہ ایسی حالت میں بادشاہ یا بڑے سے بڑا متکبر انسان یا کوئی پر زور طاقتور پہلوان اور بہادر ہو وہ بھی بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے کسی کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں خدا یاد رہے اس حالت کو دیکھ کر عظیم الشان بادشاہ بھی کانپ اٹھتا ہے غرض صبح سے لیکر عصر کے وقت تک یہی حالت رہی۔ عصر کے وقت مرحوم فوت ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَاِنَّا بِفِرَاقِہٖ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

مغرب سے پہلے پہلے کفنا کے جنازہ تیار کیا گیا بعد مغرب حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی گئی سو نماز میں تھے یہ نماز جنازہ بھی پر کیفیت تھی وہ سوز و گداز تھا کہ اللہ اکبر بیان سے باہر ہے حضرت اقدس علیہ السلام نہایت درد سے بھری ہوئی آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے اتنی دیر نماز پڑھائی کہ عشاء کی نماز کا وقت قریب آگیا بعد نماز اس مرحوم کو دفن کیا گیا۔

اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی مسجد میں ایک مکان پر تکلف بنا ہوا ہے مرحوم اس مکان پر بڑی شان و شوکت سے لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھا ہے صبح کو یہ رویا حضرت اقدس سے بیان کی۔

فرمایا مسجد بہشت ہے اور نزول رحمت کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا پھر حضرت اقدس علیہ السلام سیر کو تشریف لے گئے اور اس مرحوم کے متعلق پر افسوس ذکر فرمایا اور اس کے متعلقین کو جو ساتھ تھے بہت کچھ تسلّی و تشفی فرمائی تیسرے روز شیخ فیض اللہ وغیرہ چلنے لگے اور اجازت طلب کی فرمایا ذرا ٹھہرو آج ہم بھی اسی طرف سیر کو چلیں گے جس طرف سے کہ تم کو جانا ہے پس حضرت امام علیہ السلام اور آپ کے بہت سے خدام بٹالہ کے راستہ سے سیر کو چلے اور دو میل سے زیادہ تک تشریف لے گئے یہ حضرت اقدس کا خلق عظیم تھا اور یہ اپنے خدام کے ساتھ برتاؤ تھا کہ ہر ایک کے ساتھ محبت رکھتے تھے ادنیٰ واعلیٰ پر نظر نہیں تھی اور ہر ایک شخص جو دامن مبارک سے وابستہ تھا اور حضور سے ذرہ سا بھی تعلق اور سچا خلوص رکھتا تھا حضور اقدس اس کو ایسا عزیز رکھتے تھے کہ ہر ایک شخص یہی سمجھتا تھا کہ جو محبت و شفقت میرے ساتھ ہے دوسرے سے نہیں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بھی آپ کو راستہ میں ٹھہرا لیتا تو آپ وہاں سے نہیں ہٹتے تھے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى مُحَمَّدٍ یہ ہے آپ کی دعا اور صحبت معیار کا اثر۔ اور آپ پر سچا ایمان لانے کا ثبوت۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم مرحوم سیالکوٹی نے ایکبار مجھے فرمایا کہ پیر صاحب جو ہماری جماعت احمدیہ کا فرد گزر جاتا ہے اس کے گزرنے اور فوت ہونے سے ہمیں رنج بھی ہوتا ہے اور خوشی بھی ہوتی ہے خوشی تو یوں ہوتی ہے کہ وہ ابتلاؤں سے بچ گیا اور خاتمہ بالخیر ہوگیا اور اپنا ایمان ثابت اس جہان سے لے گیا اور رنج کا باعث یہ ہے کہ ہمارا ایک بھائی ہم سے جدا ہوگیا۔

دوسرا دلچسپ مکالمہ

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں نواب علی محمد خان صاحب مرحوم کی کوٹھی پر حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت لے کر آیا تو آتے ہی لوگوں کا میرے پاس مجمع ہوگیا جس میں نواب زادے اور بعض سید اور پیرزادے اور مشائخ اور کچھ

عام لوگ بھی تھے اس وقت سب نے کہا کہ حضرت آپ نے بڑا غضب کیا کہ آپ مرزا سے ملنے گئے (چونکہ ان کو معلوم نہ تھا کہ اس نے حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کی ہوئی ہے مگر جن کو معلوم تھا ان میں سے اکثر اس مجمع میں نہ تھے۔ لیکن الہ دین جلد ساز حائک لدھیانوی اور عباس علی متوفی لدھیانوی اور نواب اشرف علی خان میرے سے واقف تھے) ان پر اور ان کے مریدوں پر تو کفر کا فتویٰ ہے میں نے کہا کہ کفر کا فتویٰ لگانے والے کون ہیں۔

لوگ : مولوی عالم فاضل ہیں۔

سراج : پہلے ان کا ایمان تو ثابت کر لو کہ یہ لوگ مومن اور مسلمان ہیں۔

لوگ : یہ کیا بات کہی کیا یہ مسلمان نہیں۔

سراج: بے شک نہیں۔

لوگ : اس کی کیا وجہ۔ فرمائیے کہ یہ کیوں مسلمان نہیں۔

سراج : جو شخص ایک مرد مومن اور مسلمان شخص کو کافر کہے تو کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

لوگ: یہ سچ ہے۔

سراج : اب بتلاؤ کہ یہ کافر کہنے والے کافر ہوئے کہ نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مقلّد مولویوں نے غیر مقلّدوں پر اور غیر مقلّدوں نے مقلّدوں کو کافر کہا اور فتوے مشتہر ہوئے ان میں کونسا فرقہ مومن رہا یا دونوں کافر ہوئے۔

لوگ : اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ ان میں کوئی بھی مومن اور مسلمان نہیں۔

سراج : تو اب کافروں کے کہنے سے حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کیونکر کافر ہو سکتے ہیں۔ اگر گنگا داس، دھوتی پرشاد، جیون مل، سکھ لال آکر اس وقت ہم کو اور تم کو کافر کہیں تو ہم تم ان کے کہنے سے کافر ہو جائیں گے۔

لوگ : ہرگز نہیں

سراج : مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا بات یہ ہے کہ کفر کا فتویٰ لگنا ہی

عین ایمان کا نشان اور ولایت کا ثبوت ہے اور جس قدر زیادہ کفر کے فتوے لگیں اسی قدر زیادہ زیادتی ایمان کی دلیل ہے جیسے زیادہ دشمن ہونا کسی کی عزت وجاہت رعب کا باعث ہے چور وہیں نقب لگاتا ہے جہاں مال اور دولت ہے بھوکے پاس تو چور بھی نہیں جاتا آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور آپ کا سید مرسلین اور خاتم النبیین ہونا اسی معنی کرکے ہے کہ بہ نسبت اور انبیاء علیہم السلام کے آپ کے دشمن زیادہ تھے اور زیادہ ہیں تمام نبی اور رسول مختص الزمان اور مختص القوم تھے ان کی ہی قوم اور ان کے زمانہ کے محدود لوگ دشمن ہوئے لیکن حضرت سرور کائنات فخر موجودات ﷺ تمام عالموں اور کافتہ للناس کے لئے رسول تھے تو تمام دنیا نے آپ کے ساتھ عداوت کی اصحاب رسول حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے، بخلاف حضرت علیؓ کے زیادہ دشمن ہیں اس واسطے ان کا زیادہ مرتبہ اور فضیلت ہے۔

ایک روز حضرت مولانا وبالفضل اولانا مولوی حاجی حافظ نور الدین قریشی فاروقی دام ظلہ خلیفتہ المسیح والمہدی علیہ السلام نے حضرت اقدس علیہ السلام سے فضیلت صحابہ کے بارہ میں عرض کیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کو خبر ہے کہ تعلق باللہ یا انس باللہ کتنا تھا لیکن ہم تو ظاہر کو جانتے ہیں کہ جس نے زیادہ اسلام کی خدمت کی اسی کا مرتبہ زیادہ ہے جتنی مزدوری اتنے دام صحابہ کے کارنامے اور خدمت اسلام دیکھ لو کہ کس نے کس قدر خدمت اسلام کی ہے۔

ہر دلعزیز منافق ہوتا ہے

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام نے اسی معنی میں ایک حکایت بیان فرمائی۔

فرمایا حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے سفر کیا اور چند ایک اہل ارادت آپ کے ساتھ تھے ایک جنازہ پر بہت لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ حضرت بایزیدؒ نے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ اس قدر بکثرت کس لئے جمع ہیں تو لوگوں نے کہا کہ

ایک ولی اللہ کا انتقال ہوگیا ہے اس کے جنازہ پر ہر مذہب وملت کے آدمی آئے ہیں حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کس نشان سے معلوم کیا کہ یہ فوت شدہ ولی اللہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ بزرگ متوفی بڑے صلح کل تھے کہ کوئی شخص کسی مذہب کا ہو کسی فریق کا ہو ہندو ہو مسلمان ہو یہودی یا عیسائی ہو دہریہ ہو آپ سے ناراض نہیں تھا سب خوش تھے اور آپ بھی سب سے راضی تھے کسی کی بھی دل شکنی نہ کرتے تھے تمام فرقوں کے لوگ آپ کے معتقد تھے حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا کہ یہ شخص بڑا ہی منافق تھا۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی زبان سے منافق کا لفظ سن کر درہم برہم ہوئے اور طیش میں آکر حضرت بایزید اور ان کے ہمراہیوں کو مارنے کو تیار ہوگئے تو یہ وہاں سے چل دئے حضرت بایزید کے متعقدین نے جو ساتھ تھے پوچھا کہ آپ نے اس متوفی بزرگ کو منافق کیوں فرمایا بایزیدؒ نے فرمایا کہ وہ شخص منافق ہوتا ہے جس کو تمام لوگ علی العموم اچھا کہیں اور مخالف کوئی نہ ہو۔ وجہ یہ کہ منافق کے منہ سے حق بات کبھی نہیں نکلتی اسی واسطے تمام لوگ اس سے راضی اور خوش رہتے ہیں کیونکہ اس کو سب کی ہاں میں ہاں اور نا میں نا ملانی پڑتی ہے وہ اگر حق بات منہ سے نکالے تو اس کا سب پردہ کھل جائے اور معتقد ناراض ہوجائیں اور وجوہ معاش اور آمدنی جس کے واسطے اس نے فریب کیا ہے بند ہوجائے الحق مر بہت صحیح ہے اہل اللہ حق بات کہا کرتے ہیں اور کسی کے خوش یا ناخوش ہونے سے ان کو سروکار نہیں ہوتا منافق اور خدا سے دور پڑا ہوا کبھی بھی کلمتہ الحق زبان پر نہیں لاتا وہ سب کی خوشی اور رضامندی کو مقدم رکھتا ہے اور حق کہنے والے کے دشمن ہوجاتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات پر نظر ڈالو کہ کیسے حق بات کہنے سے دشمن اور خون کے پیاسے ہوگئے حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ احمد سرہندی اور امام غزالی وغیرہ ہم رحمتہ اللہ علیہم کے کیسے دشمن ہوئے جان لینے اور بے عزت بے آبرو کرنے

کے درپے ہوئے کفر کے فتوے لکھے گئے ان کی کتابوں کو جلایا گیا اپنے پرائے سب کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہوئے لیکن بحکم العاقبۃ للمتقین وہ حق گو حق جو ہی غالب اور مظفر و منصور ہوئے کیا آنحضرت ﷺ یہ طریق صلح کل جس کو دوسرے لفظوں میں منافقت کہتے ہیں نہیں جانتے تھے یا اور اولیاء اللہ یہ رنگ آمیزیاں نہیں جانتے تھے کہ بات حق منہ سے نکال کر اپنے پرائے یار دوست عزیز اقارب اہل شہر و محلہ کو دشمن بنالیا اور اسی کلمۃ الحق سے خون کی ندی اور نہر چل نکلی۔ اگر معاذاللہ آنحضرت ﷺ ایسا کرتے تو عرب کے لوگ جو مردانگی اور شجاعت اور ہمت میں یکتا تھے وہ سب آپ کے قدموں میں آپڑتے اور بازو آپ کے قدموں کے نیچے بچھا دیتے۔ اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان میں صرف کلمۃ الحق کا بیّن نشان ہے۔

پھر میں نے اس جلسہ میں یہ کہا کہ منصورؒ اور شمس تبریزؒ جن کو بچہ بچہ بھی جانتا ہے ولی اللہ تھے یا عدو اللہ تھے۔

لوگ : بلاشک ولی اللہ تھے۔

سراج : منصور کو دار پر کھینچا اور شمس تبریز کی کھال اتاری گئی۔ یا نہیں؟

لوگ : ہاں ایسا ہی ہوا۔

سراج : یہ لوگ دار کھینچنے اور کھال اتارنے والے کون تھے۔

لوگ : مولوی عالم تھے۔

سراج : ان مولویوں نے اچھا کیا یا برا۔

لوگ : برا کیا۔

سراج : تو برے مولوی ہوئے یا ولی اللہ۔

لوگ : ولی اللہ بھی کہیں برے ہوئے یہی بدنصیب مولوی برے ہوئے جنہوں نے خدا کے ولیوں سے عداوت کرکے برائی کی۔

سراج الحق : علیٰ ھذا القیاس۔ کفر کا فتویٰ دینے والے اس وقت کس کے قائم

مقام ہوئے اور حضرت مرزا صاحبؑ کس گروہ میں ہوئے۔
اب یہاں سوائے خاموشی کے کیا بنتا تھا انا الحق کہنے والے صادق راست باز ولی مانے گئے اور انا المسیح کہنے والے معاذ اللہ کافر ٹھہرائے جاویں۔
دیکھو تم اپنی عاقبت خراب مت کرو خدا کے لئے سوچو اور سمجھو اور مانو تمہارے سامنے ہزاروں نظیریں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی موجود ہیں ان کے ساتھ ہوا کیا یہ کوئی نئی بات نہیں۔

جب میں نواب صاحب مرحوم کی کوٹھی سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں جاتا تھا تو راستہ بمشکل تمام ختم ہوتا تھا۔ راستہ میں ہزاروں گالیاں ہم کو اور حضرت اقدس علیہ السلام کو دیتے تھے مجھ سے ضبط نہ ہوتا تھا اور یہ حال حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا آپ ہنس کر فرماتے صاحبزادگی کو اس وقت رہنے دو۔ صبر کرو اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ ہماری تمہاری اس وقت مکی زندگی کا نمونہ ہے خدا کا شکر بھیجو کہ اس وقت انگریزوں کی سلطنت میں سوائے گالیوں کے کوئی اور طرح پیش نہیں آتا۔ اگر اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا سایہ عاطفت نہ ہوتا تو یہ لوگ خدا جانے ہمارے تمہارے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے صبر کرو۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ کبھی تو ان کی آنکھیں کھولے گا۔

مولوی سعد اللہ نومسلم کی تو ہماری مخالفت میں یہ حالت تھی کہ ہر روز کبھی دوسرے روز ایک اشتہار مخالفت میں گالیوں سے بھرا ہوا مطبوعہ شائع کرتا تھا کبھی چوری کا الزام کبھی بغاوت کا الزام ہوتا بعض نیک ظن اور مبائعین تو خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے لیکن گاہ بگاہ مخالف بھی آجاتے اور بات بات میں جھگڑا کرتے تھے اور بعض امتحان اور آزمائش کے لئے اور بعض صرف دیکھنے کے ئے آتے تھے ایک روز مخالفوں نے پانچ ولایتی کابلی آدمیوں کو بہکا کے بھیجا اور کہا کہ یہاں اس مکان میں ایک شخص ہے وہ تمام نبیوں کو گالیاں دیتا ہے اور قرآن اور رسول کو نہیں مانتا۔ وہ ولایتی افغان سخت غضب میں بھرے ہوئے یک

دم مکان میں چلے آئے اس وقت ایک شخص احمدی حضرت اقدس سے قرآن شریف کھولے ہوئے معنی پوچھتا تھا کہ اِذْقَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی الا یہ حضرت اقدس علیہ السلام اس کی تفسیر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مردوں کے زندہ ہونے کا تو سوال نہیں کرتے تھے کیونکہ مرنا زندہ ہونا یہ دونوں کیفیتیں ہر وقت انسان مشاہدہ کرتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم بھی ہمیشہ دیکھتے تھے کہ بارش سے زمین ہر سال اور زمینی اشیاء زندہ ہو جاتی ہیں انسان میں سے انسان حیوان میں سے حیوان پیدا ہوتا ہے انڈے میں سے بچہ نکل آتا ہے نطفہ سے کیا کیا شکل بنجاتی ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندگی کی وہ کیفیت دریافت کرتے تھے کہ جس سے حیات ہوتی ہے اور زندگی وابستہ ہے اور کیونکر زندہ کر دیتا ہے پھر فرمایا کہ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک بازی گر ہتھ پھیر کر کے روپیہ منگا دیتا ہے دیکھنے والا یہ تو دیکھتا ہے کہ اس نے روپیہ منگا دیا مگر جو کہتا ہے کہ مجھے بتلاؤ کیونکر منگایا وہ سائل اس خاص کیفیت کو دیکھنا چاہتا ہے اور دریافت کرنا چاہتا ہے بس اتنی ہی گفتگو ہونے پائی تھی جو وہ کابلی آگئے اور سرخ غصہ سے چہرے ہو رہے تھے وہ بیٹھ گئے اور قرآن شریف کی تفسیر سننے لگے۔ بہت دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہے جب قرآن تفسیر کے بعد اٹھایا گیا تو ان ولایتیوں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو آپ کے بوسہ دیا۔ اور عرض کیا کہ لوگوں نے ہمیں دھوکا دیا۔ جو آپ کو کافر کہتے ہیں وہ خود کافر ہیں اور جو تم مسلمان نہیں تو کوئی بھی مسلمان نہیں پھر وہ باہر جاکے لوگوں سے لڑے لوگوں نے کہا کہ مرزا جادو گر ہے جو اس کے پاس جاتا ہے وہ اسی کا ہو رہتا ہے اس کے پاس کوئی مت جاؤ۔

ایک روز لاہور سے ایک کسی شخص کا خط آیا اس میں یہ لکھا تھا کہ اگر آپ مسیح کو زندہ مان لیتے تو آپ کا کیا بگڑ جاتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ اس خط کا جواب صاحبزادہ صاحب یہ لکھدو کہ اگر تم مسیح کو وفات

یافتہ مان لیتے تو اس میں تمہارا کیا بگڑتا تھا زندہ ماننے سے تو قرآن شریف کا انکار خدا تعالیٰ کا نافرمان بننا پڑتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی نافرمانی اور آپ کی ہتک اور ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے او وفات شدہ ماننے سے اللہ تعالیٰ جل شانہ راضی آنحضرت ﷺ خوش اور قرآن شریف کی تصدیق ہے اور یہ بات تو ٹھیک نہیں کہ ہم سے مسیح زندہ منوایا جائے پہلے تم آنحضرت ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کا انکار کرو پھر ہم سے مسیح کو زندہ منواؤ کچھ تم کفر کی طرف آؤ کچھ ہمیں لاؤ۔

میں نے یہ جواب لکھ کر بھیج دیا ایک مدت کے بعد یہ جواب آیا کہ میں آپ کے جواب آنے سے تحقیق میں لگ رہا ہوں کہ آیا مسیح درحقیقت فوت ہوگئے یا کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہے۔

ایک مخالف کا انجام بد

ایک شخص اشرف علی خان ساکن شہر لودھیانہ مجھ سے عقیدت رکھتا تھا اور ہر روز بلاناغہ میرے سے ملنے آیا کرتا تھا اور دوسرے تیسرے روز بہ جبرواکراہ میرے ہمراہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں جایا کرتا تھا لیکن جب تک وہاں بیٹھتا کبیدہ خاطر اور منقبض الحال میری خاطر سے بیٹھا رہتا اور جب کبھی میرے سے حضرت اقدس کی نسبت بات کرتا تو مخالفت کی کرتا لیکن دبی زبان سے اور بعض دفعہ مجھ کو بھی نصیحت کرتا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے پاس نہ جایا کریں کہ اس میں آپ کی ہتک ہے اور لوگ ہمیں طعن دیتے ہیں کہ جن کے پاس تم جاتے ہو وہ عقیدہ ٹھیک نہیں رکھتے میں جواب دیتا کہ حضرت مرزا صاحب حق پر ہیں سچے ہیں امام ہیں مہدی ہیں مسیح ہیں ولی الاولیاء ہیں میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

ایک روز کہا کہ آپ اور آپ کے خاندان کے لاکھوں مرید ہیں آپ امام اعظم کے اور چار قطب کے پوتے ہیں آپ نے کیوں مرزا صاحب سے بیعت کی۔

مرزا صاحب تو کسی کے مرید نہیں ہیں کسی سلسلہ میں نہیں ہیں۔ میں نے بطور سوال کے جواب دیا کہ یہ بتلاؤ جو تمہارے ذہن میں امام مہدی ہیں اگر وہ آجائیں تو وہ کس سلسلہ میں اور کس کے مرید ہوں گے اور ان کے آنے پر ان سے بیعت کرنا ضروری ہوگا یا نہیں اس شخص نے کہا کہ امام مہدی کو کسی سلسلہ میں داخل ہونے یا کسی سے مرید ہونے کی کیا ضرورت ہے وہ تو خود امام ہیں ان سے تو سب کو بیعت کرنا ضروری کیا فرض ہوگا بس اس کے جواب میں میں نے کہا کہ وہ امام مہدی حضرت اقدس مرزا صاحب ہی ہیں جب یہ امام مہدی ہوئے تو ان کو کسی سے بیعت یا کسی سلسلہ میں داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے بلکہ سلسلہ والوں کو چاہئے کہ ان سے بیعت کریں اور یہ سلسلہ والے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اگر خود صاحب سلسلہ شخص موجود ہوتے تو وہ بھی دور دراز ملکوں سے ہاتھوں کے بل چل کر آتے۔ اور اس امام موعود علیہ السلام سے بیعت کرتے اور چار قطب امام اعظم اور حضرت معین الدین چشتی اور حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی وغیرہ ہوتے تو ان کو بھی سوائے بیعت کے کچھ بن نہ پڑتا اس شخص نے کہا چڑ کر۔ کیا مرزا صاحب کا رتبہ ان بزرگوں سے بڑا ہے میں نے کہا سچائی سے۔ در حقیقت مرزا صاحب کا رتبہ ان سب سے بڑا ہے (اس وقت عاجز کی معلومات وسیع نہیں تھی۔ یہیں تک بات رہنے دی ورنہ آج کی معلومات کے مطابق میں بڑے زور اور نہایت مشرح صدر سے کہتا ہوں کہ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ كَثِيْرِ الْاَنْبِيَاءِ چنانچہ حدیث شریف میرے اس بیان کی تصدیق کرتی ہے جیسا کہ فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ کاف تشبیہ مماثلت کبھی زیادتی کیلئے آتا ہے یعنی ترقی مراتب کیلئے اور امام مہدی کو مثیل مصطفیٰ و مظہر محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام تمام امت نے مانا ہے تو اس لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحب کے رتبہ کا جاننا اور ماننا ضروری ہے در حقیقت ہر ایک انسان کیلئے ترقی ہر آن ہوتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ حافظ روشن علی صاحب نئے نئے قادیان شریف میں طالب

علمی کے زمانہ میں آئے تو کسی سے میری یہی گفتگو تھی تو بیچ میں جناب حافظ صاحب نے دخل دے دیا اور کہا ہم مرزا صاحب کو ولی مانتے ہیں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں مانتے- میں حافظ صاحب کی اس بات کو سن کر خاموش ہو رہا اور میں نے سمجھا کہ یہ وہی مانیں گے جو کہہ رہا ہوں لیکن بتدریج- اب کوئی حافظ صاحب سے دریافت کرے تو شاید مجھ سے بھی دو چار ہاتھ آگے ہی ہوں گے اس بات کا جواب اس نے یہی دیا کہ مرزا صاحب تو امام مہدی نہیں ہیں- اور مسیح نہیں ہیں میں نے کہا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں پیدا ہوئے تھے تو یہودیوں نے انکار کیا تھا- اور آنحضرت ﷺ کا انکار مکہ کے قریش نے کیا یہودیوں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے جس کی آمد کی خبر ہے کہ وہ کسی آئندہ زمانہ میں آئے گا بلکہ یہود تو ابتک مسیح کے انتظار میں ہیں-

اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا دیکھو جی مرزا ....

....

.... کہدیتا ہے کہ

مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں مہدی ہوں مسیح ہوں- مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام (فداہ جانی وروحی ونفسی وامی وابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے- بس میں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی پگڑی سر پر سے اتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود دشمن مقبول الہی تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق طاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں انکا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں- خبردار جو آج سے میرے پاس آیا- اور یا مجھ سے ملا میں نے اس کو نکال دیا- آٹھ دس روز تک وہ میرے مکان جائے فروکش تک

چکر لگاتا رہا اور ڈر سے میرے سے ملاقات نہیں کی۔ یہ بات رفتہ رفتہ نواب صاحب مرحوم تک پہنچی نواب صاحب بھی چونکہ حضرت اقدس سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے اس کو ملامت کی اور رسم پیران کے مطابق حال اس کو میرے قدموں میں لاڈالا۔ اور توبہ کرائی کہ آئندہ پھر ایسا کلمہ خبیث منہ سے نہ نکالے۔

یہ واقعہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت عالی میں عرض کیا تو فرمایا مارنا تو نہیں چاہئے تھا لیکن غیرت اسلامی اور حسن ارادت کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ ایسے بے ادب گستاخ لوگوں سے ترک ملاقات ہو اور اب جو معاف کردیا اور اس نے توبہ کرلی تو خوب ہوا لیکن ایسے لوگوں کی توبہ کا کیا اعتبار ہے لیکن درحقیقت وہ خراب اندرون ظاہر میں تو کچھ نہ بولتا ہاں اندر ہی اندر وہ سلگتا اور آتش حسد سے جلتا تھا۔

ایک مدت کے بعد جو سال بھر سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ وہ آتشک کے مرض میں گرفتار ہوا اور اس کے آلہ تناسل میں لمبے لمبے کیڑے کالے منہ کے جو لمبائی میں آدھ انچ کے ہوں گے پڑے اور کسی نے اس کو نہ پوچھا اور ایسی کس مپرسی کی حالت میں لعنتی موت سے مرا کہ اس کی موت کا وقت یاد آکر دل کانپ اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے لئے سخت غیور ہے جو اس نے کہا اسی مرض میں اس کو بلکہ اس سے زیادہ مبتلا کیا اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا!

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی پر ناحق عیب لگاتا ہے وہ ضرور اس میں گرفتار ہو جاتا ہے بہر حال اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نہ چاہا کہ یہ شخص ہمارے محبوب موعود مقبول ہمارے مسیح و مہدی ہادی کی نسبت ایسا گندہ لفظ بولے اور پھر سلامت رہے اور اسی گندگی میں گرفتار نہ ہو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَنْ عَادٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ لِلْحَرْبِ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَ ذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت ﷺ تک اور آنحضرت

ﷺ سے لے کر اب تک لاکھوں کروڑوں نظیریں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ جس نے مقبولان الٰہی اور محبوبان ربانی سے نفرت کی یا ایذادی اور مخالفت پر آمادگی ظاہر کی تو خدا تعالیٰ خود اس کے مقابل آ کھڑا ہوا اور اس کو دم کی دم میں نیست و نابود کر ڈالا۔

تین سو تیرہ صحابہ کا جلسہ

ایک بڑے جلسہ پر جس میں تین سو تیرہ احباب علاوہ مخالفوں کے یا ان کے جو حسن ظن رکھتے تھے دارالامان قادیان میں حاضر ہوئے تھے ایک اونچا تخت چوبی حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے بچھایا گیا اور اس پر ایک قالین کا فرش کرایا گیا اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے اور چاروں طرف احباب فرش پر بیٹھے چاند کے گرد تارے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح یعنی شمال کی طرف اور مغرب کی طرف حضرت مولانا مولوی برہان الدین جہلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تخت کے قریب گوشہ مغرب و جنوب میں یہ عاجز اور اس عاجز کے داہنی طرف حضرت مخدوم مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی تشریف رکھتے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے توضیح مرام کتاب کا وہ مقام نکالا کہ جس پر مولویوں نے ملائکہ کی بحث پر نادانی سے اعتراض کیا تھا اور تقریر شرح و بسط سے فرمائی حضرت فاضل امروہی پر ایک رقت اس وقت ایسی طاری ہوئی کہ جس سے حاضرین کے دل بھی پگھل گئے اور سب پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی اس تقریر پر تاثیر سے بعض کے دلوں میں جو شک و شبہ تھے وہ نکل گئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو میرا دعویٰ مہدی و مسیح موعود ہونے کا میری طرف سے نہیں ہے جیسا کہ تمام انبیاء اللہ علیہم السلام کا دعویٰ نبوت و رسالت اپنی طرف سے نہیں تھا ان کو خدا نے فرمایا تھا اور مجھ کو بھی اپنی اسی سنت کے موافق علیٰ منہاج النبوت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے حسب الارشاد خداوندی دعویٰ کیا ہے میری اس میں کوئی خواہش یا بناوٹ نہیں ہے

مخالف لوگ اگر غور کریں اور اپنے بستروں پر لیٹ کر اور تخلیوں میں بیٹھ کر سوچیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جیسا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمودہ سے تھا بعینہٖ اسی طرح میرا دعویٰ عین وقت پر اللہ جل شانہ کے فرمودہ سے ہے اور لوگوں کے سامنے اتنی نظیریں متقدمین کی موجود ہیں کہ اگر سب ایک جگہ لکھی جائیں تو لکھ نہیں سکتے ہم تھک جائیں مگر وہ ختم نہ ہوں پس ان کو ان نظائر پر غور کرنے سے صاف صاف کھل جاوے اور ظاہر و باہر ہو جاوے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے دعویٰ میں کاذب نہیں مفتری نہیں ہوں۔ بلکہ صادق ہوں راست باز ہوں۔

ایک نتیجہ خیز حکایت

فرمایا ایک جنگل میں ایک بھیڑیا ایک گیدڑ اور ایک شیر رہا کرتے تھے شیر جب شکار کرتا تو گیدڑ اور بھیڑیا بھی کھالیا کرتے بھیڑیئے کے دل میں ایک دن شرارت آئی اور شیر سے کہا کہ شکار کے تین حصے کیجئے ایک حصہ تو آپ کا اور ایک گیدڑ کا۔ اور ایک میرا شیر کو اس تقسیم مساوی سے سخت غصہ آیا اور کہا مردود ناہنجار تو تقسیم کرنے والا کون ہے میں سردار ہوں بادشاہ ہوں میرا اختیار ہے جس کو جتنا چاہوں دوں یہ کہہ کر ایک تھپڑ شیر نے بھیڑیئے کے مارا وہ چکر کھا کر گرا اور مرگیا پھر شیر نے گیدڑ سے پوچھا کہ ہم تم اس وقت دونوں ہیں کیا کرنا چاہیئے آیا تقسیم کرکے یا موافق دستور سابق۔ گیدڑ نے عرض کیا کہ حضور غریب نواز آپ سردار ہیں اور ہمارے آقا ہیں مالک ہیں۔ بادشاہ ہیں حضور کے سامنے بولنا گستاخی و بے ادبی ہے۔ لیکن حضور کے ارشاد کے نیچے یہ عرض ہے کہ ہم خادم ہیں رعیت ہیں اور غلام ہیں تقسیم کی کیا ضرورت ہے پہلے جتنا حضور کی خواہش ہو نوش فرمالیں اور کچھ رکھ دیویں پھر دوسرے وقت پر حضور تناول فرمادیں اور جس وقت حضور کو رغبت نہ ہو اور بچ رہے تو خادموں کو عنایت ہو جائے کہ شاہوں کا پس خوردہ مبارک اور عزت کا باعث ہے یہ بھی حضور کی مرضی مبارک پر منحصر ہے ہم

سب طرح راضی اور خوش ہیں۔
شیر نے کہا واہ رے دانشمند گیدڑ یہ حکمت اور سراسر ادب کی بات تجھے کس نے سکھائی یہ تو تو نے بہت ہی اچھی بات سنائی گیدڑ نے دست بستہ عرض کی کہ یہ حکمت بھیڑئے نے سکھائی ہے اس کی جان بیہودہ اور خلاف مرضی حضور بات کرنے سے گئی اور مجھ کو سمجھ پیدا ہو گئی۔
یہ حکایت حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمائی اور پھر فرمایا کہ دیکھو بھیڑیوں کی طرح کتنی قومیں کتنے قبیلے کتنے شہر کتنے گاؤں شیروں یعنی انبیا کے مقابلہ میں گستاخ اور بے ادب بن کر ان کی دشمنی میں ہلاک ہوئے تباہ ہوئے۔ برباد ہوئے دنیا بھی گئی اور دین بھی گیا سب کچھ کھو بیٹھے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسَاكِنِهِمْ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ أَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ○
اب ہمارے زمانہ کے لوگوں کو جو سب کے بعد ہوئے کچھ تو آنکھیں کھولنی چاہئیں تھیں کچھ تو سمجھ پیدا کرنی چاہئے تھی ان کے واسطہ یہ وقت بہت اچھا تھا کہ گیدڑ کی طرح نصیحت پکڑتے عبرت حاصل کرتے مگر یہ اور بھی عداوت میں مخالفت میں شرارت میں ایذا دہی میں سب و شتم کرنے میں قتل وغارت کے منصوبے کرنے میں کئی پہلوؤں سے اگلے لوگوں سے بھی زیادہ قدم بڑھایا۔ خدا تعالیٰ ہماری نیت اور صفائی قلب دیکھ رہا ہے اور ان لوگوں کی بد ظنی اور بد نیتی اور شرارت بھی اس کی نظر میں ہے۔
پھر حضرت خلیفتہ المسیح نے حسب الحکم وعظ فرمایا اس میں اکثر حضرت اقدس کی تائید میں اور باقی آریوں اور نصاریٰ کے رد اور ان اعتراضوں کے جواب میں جو انہوں نے نادانی سے اسلام اور قرآن اور آنحضرت ﷺ پر کئے ہیں تقریر فرمائی۔
جناب مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بیمار تھے اور ان کے کئی شاگردان

کے ساتھ تھے لیٹ کر سب کچھ سنتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میں بوڑھا ہوگیا اور ضعیف ہوگیا اور ایک زمانہ دیکھا ارے مرزا سچا ہے۔ اس کی سچائی صداقت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے میرے گور میں پیر لٹک رہے ہیں میں کیا اب جھوٹی گواہی دے سکتا ہوں۔

وتر کیا ہے

ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا وتر کی کتنی رکعت ہیں اور کس طرح پڑھنا چاہئے فرمایا وتر تو ایک ہی رکعت ہے وتر ایک کو کہتے ہیں لیکن ایک رکعت جائز نہیں ہے اس لئے دو رکعت نفل اور اس کے ساتھ لگادی گئی ہیں اور دو طریق سے پڑھنے چاہئیں ایک طریق کہ جس طرح حنفی پڑھتے ہیں اور دوسرا طریق یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دے اور ایک رکعت چپکے سے اٹھکر پڑھ لے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ قنوت پڑھنی چاہئے فرمایا ہاں ضرور پڑھنی چاہئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بعض مولوی اس دعائے قنوت کو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں فرمایا وہ بڑی غلطی کرتے ہیں یہ دعا قنوت اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ بڑی عجیب اور توحید کی بھری ہوئی دعا ہے ایسے الفاظ توحید کے سوائے اس سید المرسلین سید الموحدین ﷺ کے دوسرے سے ادا نہیں ہوسکتے ہیں اور یہ خاص الٰہی تعلیم ہے ان پاک الفاظ کے بھی قربان اور اس منہ کے بھی قربان جس منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

نماز قصر کا فتویٰ

پھر میں نے عرض کیا کہ نماز قصر کتنی دور کے لئے کرنی چاہئے فرمایا ایک تو سفر ہوتا ہے اور ایک سیر ہوتی ہے سفر

کی نیت سے اگر تین کوس جانا ہو جیسے لودھیانہ سے پھلور تو نماز قصر کرنی چاہئے یہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا اور بعض ضعیف پیر فرتوت اور حاملہ عورتیں ہیں ان کے لئے تو کوس بھر ہی سفر ہو جاتا ہے ہاں سیر کے لئے تو چاہے آٹھ کوس چلا جائے تو نماز قصر نہیں ہے۔

یہی باتیں ہوا کرتی تھیں ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت لوگ بہت تنگ کرتے ہیں فرمایا کہ ایک روز زمانہ آتا ہے یہ خود ہی تنگ آجائیں گے ابھی صبر اختیار کرو۔ صبر بڑی نعمت ہے صابر کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

مخالف علماءِ وقت کا مقابلہ سے گریز

اسی بکثا بحثی اور رات دن مناظرات میں تھے جو مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی شملہ سے لودھیانہ میں آگئے اور آتے ہی انہوں نے هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ بحث کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام سے ٹھہرائی اور شہر لودھیانہ میں دھوم مچادی کہ میرا شکار بھاگا ہوا اب لودھیانہ میں ہاتھ آیا ہے اب مرزا کو چاہئے کہ مجھ سے مباحثہ کرے۔ ادھر حضرت اقدس علیہ السلام بھی مباحثہ کے لئے تیار ہو گئے اور آپ چاہتے تھے کہ کوئی مباحثہ کرے لودھیانہ کے تین مولوی ذی ثلث شعب جو لودھیانہ کے لوگوں میں یسوع صاحب کی تثلیث کی طرح مانے جاتے تھے ایک مولوی عبداللہ اور دوم مولوی عبدالعزیز اور سوم مولوی محمد مقابل پر حضرت اقدس کے نہیں آئے حالانکہ ایک دو اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام نے ان ذی ثلث شعب مسطور اور دوسرے مولویوں کے نام چھپوا کر شائع کر چکے تھے اور مولوی شاہ دین جو مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرید اور نیز قوت بازو تھا وہ بھی مباحثہ کے لئے نہ کھڑا ہوا حالانکہ اس نے بھی بہت شور وغل مچایا تھا کہ میں بحث کروں گا جب بحث کا اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام نے دیا تو یہ دبک گئے اور بحث کا نام تک نہ لیا۔ اور جو لوگوں نے کہا اور میں نے بھی کہلا کر بھیجا تو یہ جواب دیا کہ مرزا صاحب بے علم ہیں میری شان سے دور ہے

کہ ایک بے علم آدمی سے مباحثہ کروں مجھے خوب یاد ہے کہ مولوی شاہ دین نے اپنے مرشد مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا کہ میں مرزا صاحب سے مباحثہ کروں تو کس طرح کروں اور کس مسئلہ میں کروں- تو جواب آیا کہ تمہارا کام نہیں ہے مرزا صاحب سے بحث کرنا اول تو ٹالدینا اور جو بات نہ ٹلے اور مباحثہ ہو ہی جائے تو وفات وحیات مسیح علیہ السلام میں ہرگز بحث نہ کرنا کہ اس میں تمہارا یا کسی کا ہاتھ نہیں پڑے گاہاں نزول میں بحث کرلینا اس مسئلہ میں ہماری کچھ جیت ہو سکتی ہے اسی طرح مولوی مشتاق احمد صاحب سے گذری ملا کی دوڑ مسیت انہوں نے بھی مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا اور خود بھی گنگوہ گئے ان کو بھی وہاں سے وہی جواب ملا جو مولوی شاہ دین کو ملا تھا غرضیکہ لودھیانہ دیوبند سہارنپور گنگوہ میں بہت سی اسبارہ میں کمیٹیاں ہوئی کہ کیا کرنا چاہئے؟ سب نے بحث سے کانوں پر ہاتھ رکھے اور بظاہر مخالفت اور مباحثہ پر جھوٹ موٹ لوگوں کے دکھاوے کے واسطے آمادہ رہے-

مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی-

مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی جو لودھیانہ میں ملازم تھے اگرچہ حدیث دانی اور علم کا بہت گھمنڈ رکھتے تھے مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ اور مولویوں سے بھی گرے ہوئے ہیں اور ایسے اوندھی کھوپڑی کے انسان ہیں کہ ان کو روز مرہ کے مسائل سے بھی واقفیت نہیں ہے میں ان کو ہمیشہ گستاخ احمد ہی اسی لحاظ سے کہا کرتا ہوں چونکہ انبیٹھہ اور گنگوہ اور سہارنپور قریب قریب ہیں اور ہماری اور ان مولویوں کی قرابت داری اور برادرانہ برتاؤ ہے میں ان کے تمام حالات اندرونی اور بیرونی سے خوب واقف ہوں اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور میں تو علاوہ اور رشتہ داری کے ہمزلف بھی ہیں مولوی مشتاق احمد صاحب کی اگر شہادتیں لکھوں تو ایک دفتر چاہئے مگر ان کی قابلیت اور علمیت کی ایک بات من جملہ اور باتوں کے لکھتا ہوں جس سے ناظرین خود مولوی

صاحب کی علمیت کی خوب جانچ پڑتال کرلیں گے اور معلوم کرلیں گے کہ کہاں تک مولوی صاحب کی مبلغ علم کا کمال ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک رسالہ کانام اس وقت مجھے یاد نہیں رہا انشاء اللہ تعالیٰ آگے اس رسالہ کی عبارت اور نام لکھوں گا آپ بڑے وثوق سے لکھتے ہیں کہ جب کلیر میں نماز جمعہ ادا ہو چکی اور امام ممبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو صابر صاحب نے ان نمازیوں کے لئے بددعا کی اور کہا اے مسجد گرجا وہ مسجد گرگئی اور سب عالم وفاضل جو پانسو تھے اور سب نمازی امیر وغریب دب کر مرگئے اب سوچنے کا مقام ہے کہ علاوہ مسائل شرعیہ کے تاریخ دانی میں بھی ماشاء اللہ آپ کی وسعت معلومات بہت بڑھی ہوئی ہے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی جانتا ہے کہ خطبہ جمعہ نماز جمعہ سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ میں بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ جمعہ پڑھا جائے اور پھر حضرت علاء الدین علی احمد صابر کا بددعا کرنا صرف اتنی بات کے لئے کہ مجھے اول صف میں کیوں نہ بٹھایا تمام علماء کا اور عام وخاص اور امیر وغریب کا خون کرنا اور مسجد کو گرانا اول تو کلیر کی تاریخ کی کسی کتاب میں ذکر نہیں اور نہ کسی بزرگ کا اتنا لمبا چوڑا نام پایا جاتا ہے مولوی مشتاق احمد صاحب تو اس قابل ہیں کہ سکھ صاحبان کی صحبت میں رہیں تو وہاں ان کے علم کی خوب قدر ہو کیونکہ سکھ بھی فن تاریخ میں خوب ماہر ہیں یہ ایسی بات ہے کہ سکھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب بابا نانک صاحب مکہ گئے تو مکہ ان کے پیروں کی طرف پھر گیا اور مکہ میں امام اعظم اور ابراہیم خلیل اللہ کی بحث ہوئی ان کو یہ خبر نہیں کہ بابا نانک صاحب کب ہوئے حالانکہ بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کو چار سو سال کے قریب زمانہ ہوا اور حضرت امام اعظم کو بارہ سو برس اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو چار ہزار برس کا زمانہ ہونے کو آیا۔

مجھے ایک عجیب بات اسی مضمون کے متعلق یاد آگئی الور میں ایک صاحب سید مشہور ہیں اور نام بھی ان کا سید امیر حسن ہے میں نے بر سبیل تذکرہ ان سے

دریافت کیا کہ تم کون سے سید ہو اور بارہ اماموں میں سے کس امام کی اولاد ہو وہ صاحب فرمانے لگے کہ ہم مدنی سید ہیں اور امام اعظم علیہ السلام کی اولاد ہیں- میں نے کہا کہ حضرت امام اعظم تو ایرانی کیانی فارسی النسل ہیں ان کا نکاس تو مدینہ سے نہیں ہے اور خود امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ بھی سید نہیں ہیں تم کیسے سید ہو گئے یہ بات سن کر وہ صاحب ناراض ہو کر چلے گئے اور پھر مجھ سے نہیں ملے پس مولوی مشتاق احمد بھی انہیں اور ایسے ہی سادہ لوح آدمیوں میں سے ہیں یہ ان کی مولویت اور علمیت ہے اور باوجود اس کے ان کے فرقہ کے تمام مولوی اسی قسم کے ہیں کہ کسی مولوی نے آج تک یہ نہ کہا کہ بندہ خدا یہ تم نے کیا لکھ دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ امام نے پڑھا-

ایک مولوی عبدالکریم صاحب ساکن رام پور ضلع سہارنپور سے جو رشتہ میں میرے دور کے خسرپورہ ہوتے ہیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے رشتہ دار اور شاگرد اور مرید اور خلیفہ بھی ہیں یہ ذکر آیا کہ مولوی مشتاق احمد صاحب نے یہ کیا لکھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا گیا تو فرمانے لگے کہ غلط لکھا ہے میں نے کہا کہ اس غلطی کا ازالہ کرنا تھا فرمایا ہمارے فرقہ کے مولویوں کی بدنامی ہوتی ہے کون ان باتوں کو دیکھتا ہے جو لکھا گیا سو لکھا گیا-

میں نے کہا کہ بس ایسے ہی مولویوں نے مہدی اور مسیح کے بارہ میں لکھ کر لوگوں کو خراب کیا ایسی ہی ایسی غلط فہمیوں نے دنیا کو برباد کیا یقیناً پہلے بھی ایسے ہی بے وقوف مولویوں نے غلط فہمی کی اور مسیح کی بابت کچھ کا کچھ سمجھ لیا اور پچھلوں کو پریشان اور تباہ کیا-

غرض کہ تمام ان مذکورہ بالا مولویوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کہا کہ تم محدث ہو عالم ہو فاضل ہو اور ہمارے پیر و مرشد ہو مفتی ہو مرزا صاحب سے مباحثہ کرلو- لیکن محدث گنگوہی مباحثہ سے پہلو تہی کرتے رہے اور اپنی جان بچاتے رہے اور اپنے علم کی پردہ دری سے ڈرتے رہے-

مولوی رشید احمد گنگوہی کا مباحثہ سے انکار

میں نے ایک بار حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ مولوی رہ گئے اور سب کی نظر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف لگ رہی ہے اگر حکم ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو لکھوں کہ وہ مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں فرمایا اگر تمہارے لکھنے سے مولوی صاحب مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں تو ضرور لکھ دو اور یہ لکھ دو کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کل لودھیانہ میں ہیں انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے وہ اب نہیں آویں گے اور جس عیسیٰ کے اس امت میں آنے کی خبر تھی وہ میں ہوں۔ اور مولوی تو مباحثہ نہیں کرتے ہیں چونکہ آپ بہت سے مولویوں اور گروہ اہل سنت والجماعت کے پیشوا اور مقتدا مانے گئے ہیں اور کثیر جماعت کی آپ پر نظر ہے آپ مرزا صاحب سے اس بارہ میں مباحثہ کرلیں چونکہ آپ کو محدث اور صوفی ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور ماسوا اس کے آپ مدعی الہام بھی ہیں (مدعی الہام اس واسطہ کرکے کہ مولوی شاہدین اور مولوی مشتاق احمد اور مولوی عبدالقادر صاحب نے گنگوہ مولوی رشید احمد صاحب متوفی کے پاس جاکر حضرت اقدس علیہ السلام کے الہامات جو براہین احمدیہ میں درج ہیں سنائے تھے مولوی رشید احمد صاحب نے چند الہام سن کر جواب دیا کہ الہام کا ہونا کیا بڑی بات ہے ایسے ایسے الہام تو ہمارے مریدوں کو بھی ہوتے ہیں اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ کے مریدوں کو اگر ایسے الہام ہوتے ہیں تو وہ الہام ہمارے سامنے پیش کرنے چاہئیں تاکہ ان الہاموں کا یا کہ آپ کے الہاموں کا کیونکہ مریدوں کو جب الہام ہوں تو مرشد کو تو اُن سے اعلیٰ الہام ہوتے ہوں گے موازنہ اور مقابلہ کریں اور لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ کی وعید سے ڈریں مولوی صاحب نے کہنے کو کہدیا مگر کوئی الہام اپنا یا کسی اپنے مرید کا پیش نہیں کیا

کہ یہ الہام ہمارے ہیں اور یہ ہمارے مریدوں کے ہیں) غرض کہ اب آپ کا حق ہے کہ اس بحث میں پڑیں اور مباحثہ کریں اور کسی طرح سے پہلو تہی نہ کریں کس لئے کہ ادھر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا زور شور سے بیان کرنا وفات کا دلیلوں یعنی لضوص صریحہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت کرنا اور علما اور آئمہ سلف کی شہادت پیش کرنا اور پھر مدعی مسیحیت کا کھڑا ہونا اور لوگوں کا رجوع کرنا اور آپ جیسے اور آپ سے بڑھ کر علماء☆ کے مرید ہونے سے دنیا میں ہل چل مچ رہی ہے اور بحث اصل مسئلہ میں ہونی چاہئے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ووفات میں بس میں نے یہ خط لکھا اور حضرت اقدس علیہ السلام کو ملاحظہ کرا کے روانہ کردیا۔ اور آپ نے اس پر دستخط کردیئے اور راقم سراج الحق نعمانی وجمالی سرساوی لکھا گیا مجھے یہ خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھنا اس واسطے ضروری ہوا تھا کہ میں اور مولوی صاحب ہم زلف ہیں اور باوجود اس رشتہ ہم زلف ہونے کے تعارف اور ملاقات بھی تھی اور قصبہ سرساوہ اور قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں ہیں اور ان دونوں قصبوں میں پندرہ کوس کا فاصلہ ہے اور ویسے برادرانہ تعلق بھی ہیں اور میری خوشدامن اور سسرال کے لوگ ان سے بعض مرید بھی ہیں بس یہ میرا خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ جاتا تھا اور مولوی صاحب اور ان کے معتقدین اور شاگردوں میں ایک شور برپا ہوتا تھا اور لوگوں کو ٹال دینا تو آسان تھا لیکن اس خاکسار کو کیسے ٹالتے اور کیا بات بتاتے بجز اس کے کہ مباحثہ قبول کرتے۔

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ مخدوم مکرم پیر

☆ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب تم جانتے ہو کہ علما کا رجوع کرنا اور ہمارے ساتھ ہونا غلط نہیں ہے ایک تو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب ہیں جو ان سے کم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر ہیں اور ایسا ہی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب ہیں جنہوں نے رسالہ اعلام الناس چھپوا کر ہمارے دعوے کی تصدیق میں بھیجا ہے حالانکہ ان کی اور ہماری ابھی تک ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے اور یہ کیسا عجیب رسالہ ہے کہ اس میں ہمارا مافی الضمیر لکھدیا اور اسمیں ہمارا اور مولوی صاحب کا توارد ہوگیا ہے اور دو ایک اور مولویوں کے نام بھی لئے تھے جو مجھے اس وقت یاد نہیں ہیں

سراج الحق صاحب پہلے میں اس بات کا افسوس کرتا ہوں کہ تم مرزا کے پاس کہاں پھنس گئے تمہارے خاندان گھرانے میں کس چیز کی کمی تھی اور میں بحث کو مرزا سے منظور کرتا ہوں لیکن تقریری اور صرف زبانی تحریری مجھ کو ہرگز ہرگز منظور نہیں ہے اور عام جلسہ میں بحث ہوگی اور وفات وحیات مسیح میں کہ یہ فرع ہے بحث نہیں ہوگی بلکہ بحث نزول مسیح میں ہوگی جو اصل ہے کتبہ رشید احمد گنگوہی۔

یہ خط مولوی صاحب کا حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھلایا فرمایا خیر شکر ہے کہ اتنا تو تمہارے لکھنے سے اقرار کیا کہ مباحثہ کے لئے تیار ہوں گو تقریری سہی ورنہ اتنا بھی نہیں کرتے تھے اب اس کے جواب میں یہ لکھ دو کہ مباحثہ میں خلط مبحث کرنا درست نہیں بحث تحریری ہونی چاہئے تاکہ جانبین کو بھی سوائے حاضرین کے پورا پورا حال معلوم ہو جائے اور تحریر میں خلط مبحث نہیں ہوتا اور زبانی تقریر میں ہو جاتا ہے تقریر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور نہ اس کا اثر کسی پر پڑتا ہے اور نہ پورے طور سے یاد رہ سکتی ہے اور تقریر میں ایسا ہونا ممکن ہے کہ ایک بات کہہ کر اور زبان سے نکالکر پھر جانے اور مکر جانے کا موقع مل سکتا ہے اور بعد بحث کے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور ہر ایک کے معتقد کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں کہ جس سے حق و باطل میں التباس ہو جاتا ہے اور تحریر میں یہ فائدہ ہے کہ اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے یا غلط بات مشہور کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے اور آپ جو فرماتے ہیں کہ مباحثہ اصل میں جو نزول مسیح ہے ہونا چاہئے سو اس میں یہ التماس ہے کہ نزول مسیح اصل کیونکر ہے اور وفات وحیات مسیح فرع کس طرح سے ہوئی اصل مسئلہ تو وفات وحیات مسیحؑ ہے اگر حیات مسیح کی ثابت ہوگئی تو نزول بھی ثابت ہوگیا اور جو وفات ہوگئی تو نزول خود بخود باطل ہوگیا جب ایک عہدہ خالی ہو تو دوسرا اس عہدہ پر مامور ہو ہمارے دعویٰ کی بنا ہی وفات مسیحؑ پر ہے اگر مسیحؑ کی زندگی ثابت ہو جائے تو ہمارے دعوے میں کلام کرنا فضول ہے

مہربانی فرما کر آپ سوچیں اور مباحثہ کے لئے تیار ہو جائیں کہ بہت لوگوں اور نیز مولویوں کی آپ کی طرف نظر لگ رہی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس پر دستخط کردئے اور میں نے اپنے نام سے یہ خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ بھیج دیا۔

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ افسوس ہے مرزا صاحب اصل کو فرع اور فرع کو اصل قرار دیتے ہیں اور مباحثہ بجائے تقریری کے تحریری مباحثہ میں نہیں کرتا اور ہمیں کیا غرض ہے کہ ہم اس مباحثہ میں پڑیں۔ یہ خط بھی میں نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ السلام کو سنا دیا آپ نے یہ فرمایا کہ ہمیں افسوس کرنا چاہئے نہ مولوی صاحب کو کیونکہ ہم نے تو ان کے گھر یعنی عقائد میں ہاتھ مارا ہے اور ان کی جائیداد دبالی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن پر ان کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور ان کے آسمان سے اترنے کی آرزو رکھتے تھے مار ڈالا ہے جس کو وہ آسمان میں بٹھائے ہوئے تھے اس کو ہم نے زمین میں دفن کردیا ہے اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے اور بقول ان مولویوں کے اسلام میں رخنہ ڈالدیا ہے اور لوگوں کو گھیر گھار کر اپنی طرف کرلیا ہے جس کا نقصان ہوتا ہے وہی روتا ہے اور چلاتا ہے یہ مولوی حامیان دین اور محافظ اسلام کہلا کر اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر کوئی ان کی جائداد دبالے اور مکان اور اسباب پر قبضہ کرلے تو یہ لوگ عدالت میں جاکھڑے ہوں اور لڑنے مرنے سے بھی نہ ہٹیں اور نہ ٹلیں جب تک کہ عدالت فیصلہ نہ کرے اور اب یہ بہانے بناتے ہیں کہ ہمیں کیا غرض ہے گویا یوں سمجھو کہ ان کو دین اسلام اور ایمان سے کچھ غرض نہیں رہی اور اب یہ حیلہ وبہانہ کرتے ہیں کہ ہمیں کیا غرض ہے اگر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کے ہاتھ پلے کچھ نہیں ہے اور درحقیقت کچھ نہیں ہے ان کے باطل اعتقاد کا خرمن جل کر راکھ ہوگیا اگر اس بحث میں پڑیں تو ان کی مولویت کو بٹہ لگتا ہے ان کی پیری پر آفت آتی ہے ان کو

اور ان کے علم و فضل کو سیاہ دھبہ لگتا ہے ان کو لکھو کہ مولوی صاحب آپ تو علم لدّنی اور باطنی کے بھی مدعی ہیں اگر ظاہری علم آپ کا آپ کو مدد نہ دے باطنی اور لدّنی علم سے ہی کام لیں یہ کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔

پس میں نے یہ تقریر حضرت اقدس علیہ السلام کی اور کچھ اور تیز الفاظ نمک مرچ لگا کر قلم بند کر کے مولوی صاحب کے پاس بھیج دی۔

اس کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے یہ لکھا میں تقریری بحث کرنے کو طیار ہوں اور اگر مرزا صاحب تحریری بحث کرنا چاہیں تو ان کا اختیار ہے میں تحریری بحث نہیں کرتا لاہور سے بھی بہت لوگوں کی طرف سے ایک خط مباحثہ کے لئے آیا ہے مرزا چاہے تقریری بحث کر لے۔

جب کسی طرح مولوی صاحب کو مفر کی جگہ نہ رہی اور سراج الحق سے مخلصی نہ ہوئی اور لاہور کی ایک بڑی جماعت کا خط پہنچا اور ادھر حضرت اقدس کی خدمت میں بھی اس لاہور کی جماعت کی طرف سے مولوی رشید احمد کے مباحثہ کے لئے درخواست آگئی اور اس جماعت نے یہ بھی لکھا کہ مکان مباحثہ کے لئے اور خورونوش کا سامان ہمارے ذمہ ہے اور میں نے بھی مولوی صاحب کو یہ لکھا کہ اگر آپ مباحثہ نہ کریں گے اور ٹال مٹال بتائیں گے اور کچے پکے عذروں سے جان چھڑا دیں گے تو تمام اخبارات میں آپ کے اور ہمارے خط چھپ کر شائع ہو جائیں گے پڑھنے والے آپ نتیجہ نکال کر کے مطلب و مقصد اصلی حاصل کر لیں گے ادھر یہ خط و کتابت اور ادھر مولوی محمد حسین بٹالوی کی آمد اور شہر لودھیانہ میں شور و شر اور نور افشاں کے ایڈیٹر اور اس کے حامیوں کی جان آفت میں اللہ اللہ یہ نظارہ بھی قابل دید اور قیامت کا نمونہ تھا آنحضرت ﷺ کی مکی اور طائفی زندگی نظر آجاتی تھی اور وہی نقشہ ہر وقت پیش نظر تھا۔ اگر گورنمنٹ برطانیہ مدظلہ ودام اقبالہ کا سایہ اقبال نہ ہوتا تو ہم لوگوں کو جو چند ایک تھے حبشہ کے مہاجرین کی طرح خدا جانے کہاں ہجرت کرنی پڑتی اور یا

اصحاب کہف کے چند گنتی کے جوانوں کی طرح کس کس کوہ قاف میں پناہ لینی پڑتی یا بعض صحابہؓ کی طرح بڑی سختیوں سے جان دینی ہوتی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے پیغام مباحثہ کے لئے آرہے ہیں اور اندرونی طور سے گورنمنٹ کو بدظن کیا جارہا ہے اور اپنے دوستوں کے کانوں میں کہا جاتا ہے کہ مرزا سے زبانی نہیں کچھ ہاتھ سے بھی کام لینا چاہئے۔

دو سجادہ نشینوں کو دعوت

اسی کشا کشی اور شورا شوری اور افراتفری میں میں نے ایک خط میاں صاحب میاں اللہ بخش صاحب تونسوی سنگھڑی اور شاہ نظام الدین صاحب بریلوی نیازی کی خدمت میں لکھا اس کا یہ مضمون تھا۔

یاران طریقت وبرادران معرفت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی وخواجہ شاہ نظام الدین حسین صاحب بریلوی چشتی دام عنا یتہم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ التماس ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آج کل لودھیانہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے دعوٰی کیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پیشتر ہوئے ہیں ان کی وفات ہو چکی جیسے اور انبیاء علیہم السلام کی وفات ہو چکی نہ وہ زندہ ہیں اور نہ وہ آسمان پر اس جسم خاکی وعنصری سے موجود ہیں۔ اور نہ وہ پھر دوبارہ بعد آنحضرت ﷺ کے قیامت کے قریب آئیں گے اور جس عیسٰی علیہ السلام کے آنے کی خبر تھی وہ اسی امت میں سے ایک امتی کی تھی کہ وہ امتی عیسوی رنگ میں رنگین ہوکر اور اس کی خوبو اور اس کی صفات سے متصف ہوکر اس زمانہ میں کہ جس زمانہ میں نصارٰی کا غلبہ اور تثلیث پرستی کا زور شور ہوگا وہ کسر صلیب اور بطلان تثلیث کے لئے آئے گا سو وہ عیسٰی موعود یا مسیح موعود میں ہوں اور عین وقت پر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق تثلیث کے توڑنے اور الوہیت اور تثلیث کے مٹانے کے لئے مجھے بھیجا ہے اور روح القدس سے مجھے

مددوی ہے علم میں روحانیت میں خوارق میں کرامت میں تحریر میں تقریر میں میرا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور جو ان امور میں میرے مقابل کھڑا ہوگا وہ ہزیمت اٹھائے گا اور خدا اس کی مدد نہیں کرے گا اور میری مدد کرے گا مولوی تو اس کے مقابلہ سے عاجز آگئے ان کے پاس سوائے کفر کے اور کچھ نہیں اور لوگ دور نزدیک سے آتے ہیں ☆ اور آپ کو وہی مسیح موعود مان کر بیعت کرتے ہیں اب میں اور نہ ایک میں بلکہ اور بہت لوگ میرے ساتھ ہیں کہ جناب خواہ علمی طور سے خواہ روحانی یعنی باطنی طور سے مرزا صاحب کا مقابلہ کریں اگر مرزا صاحب جھوٹ پر ہیں تو ہم کو معلوم ہو جائے جو وہ سچ پر ہیں اور میرے نزدیک سچ پر ہیں کیونکہ کشفی رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر آپ کی صداقت منکشف کردی ہے۔ (یہ کشف عنقریب لکھا جائے گا مولوی محمد حسین بٹالوی کے مباحثہ کے ذکر میں) تو ان کا صدق کھل جاوے۔ والسلام

یہ خط میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھایا آپ نے پسند فرمایا اور اپنے دستخط کرکے یہ لکھا کہ میں روحانی اور باطنی علمی طور سے مقابلہ کے واسطے تیار ہوں اور جو کچھ صاحبزادہ سراج الحق شاہ صاحب نے لکھا ہے وہ درست ہے اور میں مسیح موعود ہوں اور میں امام مہدی ہوں مسیح بے شک فوت ہو چکے وہ اب نہیں آئیں گے جو میرے ہاتھ پر مجھے مانکر خواہ مولوی ہو خواہ کوئی سجادہ نشین گدی نشین ہو یا امیر یا غریب عام ہو یا خاص بیعت کرے گا وہ سلامت رہے گا ورنہ کاٹا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے حصہ لے گا چونکہ آپ گدی نشین سجادہ نشین صوفی اور پیر ہیں اس معاملہ میں خواہ تحریری خواہ

☆ واقعی بات یہ ہے کہ ادھر کے فتوے شائع ہو رہے ہیں اور ادھر گالیاں اور سب و شتم ہو رہا ہے اور چاروں طرف اخباروں اور رسالوں میں مخالفت ہو رہی ہے خدا کی قدرت کے قربان کہ یہاں سلسلہ بیعت جاری ہو رہا ہے لوگ آتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں انہیں ایام شورش میں میاں کریم بخش صاحب مرحوم بڈھا حضرت گلاب شاہ صاحب کی شہادت لے کر آگئے جس کا مفصل بیان ازالہ اوہام میں درج ہے مولوی محمد حسن متوفی رئیس لودھیانہ نے میاں کریم بخش کو بہت روکا اور سمجھایا کہ یہ شہادت گلاب شاہ کی نہ بیان کرے لیکن وہ باخدا اور خدا ترس متقی نہ رکا۔ منہ

باطنی قوت قلبی یا دعا سے مقابلہ کریں تاکہ حق ظاہر ہو اور باطل مٹ جاوے
خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی از لودھیانہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب رجسٹری کرا کر یہ خط بھیج دو میں نے یہ خط رجسٹری کرا کر تونسہ اور بریلی بھیج دیئے۔

تونسہ یعنی سنگھڑ سے سے تو کچھ جواب نہ آیا ایک دفعہ پہلے بھی ایسا ہوا تھا کہ جب براہین احمدیہ کی چاروں جلدیں چھپیں تھیں تو بعض آدمیوں کے کہنے سے حضرت اقدس علیہ السلام نے کتاب براہین احمدیہ تونسہ میں اللہ بخش صاحب کے نام روانہ کی تھی انہوں نے کتاب پھاڑ کے واپس ڈاک میں بھیج دی تھی اور اس کتاب کے کسی گوشہ پر یہ لکھا تھا کہ ہمیں کسی مجدد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہے ہمیں ہمارے بزرگوں کی ملفوظات کافی ہیں اس متکبرانہ حالت کو دیکھ کر حضرت اقدس علیہ السلام نے افسوس ظاہر فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ جب ان کو کسی مجدد اور مامور الٰہی کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے لوگوں کی ضرورت اور پروا نہیں ہے آنحضرت ﷺ کے بھی مبارک وقت میں اس قسم کے راہب اور درویش تھے جنہوں نے اپنی متکبرانہ حالت سے اس وجود باجود سے انکار کر کے وبال و نکال اور غضب الٰہی سر پر لیا اور اس کے بعد ان کا نام نشان مٹ گیا لیکن بریلی سے بواپسی ڈاک یہ جواب آیا۔

حقائق و معارف آگاہ مکرم حضرت صاحبزادہ شاہ محمد سراج الحق صاحب نعمانی وجمالی دام عنایتہ بعد حیات صوفیانہ وسلام مسنون عرض یہ ہے کہ فقیر میں تو اتنی قوت نہیں ہے کہ جو مقابلہ کر سکے یا اس باطنی و روحانی طور سے مقابل پر کھڑا ہو سکے یہ کام مولویوں اور علماء کا ہے آپ بھی تو صوفی اور درویش اور چار قطب ہانسوی اور امام اعظم رحمتہ اللہ علیھم اجمعین کے پوتے ہیں ہمیں آپ پر حسن ظن ہے اور جیسا کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ ہو رہے گا مجھے آپ معاف فرمائیں راقم فقیر نظام الدین حسین نیازی چشتی از مقام بریلی یہ خط میں نے

حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا آپ نے پڑھا اور فرمایا دیکھو ایک تونسوی متکبر اور یہ کیسے منکسرالمزاج خدا کی قدرت ہے خیر جانے دو لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو ضرور لکھو اور حجت پوری کرو اور یہ لکھو کہ اچھا ہم بطریق تنزل تقریری مباحثہ ہی منظور کرتے ہیں مگر اس شرط سے کہ آپ تقریر کرتے جائیں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر کو لکھتا جاوے اور جب ہم تقریر کریں تو ہماری جوابی تقریر کو بھی دوسرا شخص لکھتا جاوے اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہووے تو دوسرا فریق بالمقابل یا اور کوئی دوران تقریر میں نہ بولے پھر وہ دونوں تقریریں چھپ کر شائع ہو جائیں لیکن بحث مقام لاہور ہونی چاہئے کیوں کہ لاہور دارالعلوم ہے اور ہر علم کا آدمی وہاں پر موجود ہے۔

میں نے یہی تقریر حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی مولوی صاحب کے پاس بھیج دی مولوی صاحب نے لکھا کہ تقریر صرف زبانی ہوگی لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی اور جو جس کے جی میں آئے گا حاضرین میں سے رفع اعتراض و شک کے لئے بولے گا میں لاہور نہیں جاتا مرزا بھی سہارنپور آجائے اور میں بھی سہارنپور آجاؤنگا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا بودا پن ہے اور کیسی پست ہمتی ہے کہ اپنی تحریر نہ دی جائے تحریر میں بڑے بڑے فائدے ہیں۔ کہ حاضرین دغائبین اور نزدیک و دور کے آدمی بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور فیصلہ کرسکتے ہیں زبانی تقریر محدود ہوتی ہے جو حاضرین اور سامعین تک ہی رہ جاتی ہے اور حاضرین و سامعین بھی زبانی تقریر سے پورا فائدہ اور کامل فیصلہ نہیں کرسکتے مولوی صاحب کیوں تحریر دینے سے ڈرتے ہیں ہم بھی تو اپنی تحریر دیتے ہیں گویا ان کا منشا یہ ہے کہ بات بیچ بیچ میں خلط مبحث ہو کر رہ جاوے اور گڑبڑ پڑ جاوے اور سہارنپور میں مباحثہ کا ہونا مناسب نہیں ہے سہارنپور والوں میں فیصلہ کرنے یا حق و باطل کی سمجھ نہیں ہے۔ لاہور آج دارالعلوم اور مخزن علم ہے اور ہر ایک ملک اور شہر کے لوگ اور ہر مذہب و ملت

کے اشخاص وہاں موجود ہیں آپ لاہور چلیں اور میں بھی لاہور چلا چلتا ہوں اور آپ کا خرچ آمد و رفت اور قیام لاہور ایام بحث تک اور مکان کا کرایہ اور خرچ میرے ذمہ ہو گا سہارنپور اہل علم کی بستی نہیں ہے سہارنپور میں سوائے شور و شر اور فساد کے کچھ نہیں ہے یہ مضمون میں نے لکھ کر اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دستخط کرا کر گنگوہ بھیج دیا- مولوی رشید احمد صاحب نے اس کے جواب میں پھر یہی لکھا کہ میں لاہور نہیں جاتا صرف سہارنپور تک آسکتا ہوں اور بحث تحریری مجھے منظور نہیں نہ میں خود لکھوں اور نہ کسی دوسرے شخص کو لکھنے کی اجازت ہی دے سکتا ہوں-

حضرت اقدس نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ ان لوگوں میں کیوں قوت فیصلہ اور حق و باطل کی تمیز نہیں رہی اور ان کی سمجھ بوجھ جاتی رہی یہ حدیث پڑھاتے ہیں اور محدث کہلاتے ہیں مگر فہم و فراست سے انکو کچھ حصہ نہیں ملا صاحبزادہ صاحب ان کو یہ لکھ دو کہ ہم مباحثہ کے لئے سہارنپور ہی آجائیں گے آپ سرکاری انتظام کرلیں جس میں کوئی یورپین افسر ہو اور ہندوستانیوں پر پورا اطمینان نہیں ہے بعد انتظام سرکاری ہمیں لکھ بھیجیں اور کاغذ سرکاری بھیج دیں میں تاریخ مقرر پر آجاؤں گا اور ایک اشتہار اس مباحثہ کی اطلاع کے لئے شائع کرویا جائے گا تاکہ لاہور وغیرہ مقامات سے صاحب علم اور مباحثہ سے دلچسپی رکھنے والے صاحب سہارنپور آجاویں گے۔

ورنہ ہم لاہور میں سرکاری انتظام کرسکتے ہیں اور پورے طور سے کرسکتے ہیں رہا تقریری اور تحریری مباحثہ وہ اس وقت پر رکھیں تو بہتر ہے جیسی حاضرین جلسہ کی رائے ہوگی- کثرت رائے پر ہم تم کاربند ہوں خواہ تحریری خواہ تقریری جو مناسب سمجھا جاوے گا وہ ہو جاوے گا آپ مباحثہ ضرور کریں کہ لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ رہی ہیں-

یہ تقریر میں نے مولوی صاحب کو لکھ بھیجی- مولوی صاحب نے کچھ جواب

نہ دیا صرف اس قدر لکھا کہ انتظام کا میں ذمہ دار نہیں ہو سکتا ہوں پھر میں نے دو تین خط بھیجے جواب ندارد ایک طرف مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور تونسوی اور بریلوی صاحبوں سے خط و کتابت اور دوسری طرف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مباحثہ کی تیاری تھی جو اتفاق سے مولوی غلام نبی صاحب ساکن خوشاب علاقہ پنجاب سے لودھیانہ میں آگئے اور لاہور سے ایک مولوی رحیم بخش صاحب بھی آگئے یہ تو آتے ہی مصدق ہوگئے اور بڑی عمدہ عمدہ میٹھی میٹھی باتیں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیعت کی اور کہا کہ مجھے ایک بات آپ کی طرف کھینچ کر لائی اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں علاوہ فسق و فجور اور کثرت معاصی کے یہ واقعہ بھی گزرا کہ ایک گاؤں میں ایک مسلمان نمازی اور حاجی تھا اس کے ایک لڑکی تھی بیس برس کی عمر تک پہنچ گئی اس کی شادی نہیں کی اور اس کے باپ نے بیٹی سے خود تعلق پیدا کرلیا۔ ایک روز وہ لڑکی رو رہی تھی عورتیں اس سے (کیونکہ یہ راز محلہ والوں پر کھل چکا تھا) پوچھ رہی تھیں کہ آج کیوں روتی ہے کیا تیرے یار نے (باپ نے) مارا ہے اور میں بھی اس وقت اس جگہ آنکلا تب مجھے یہ حدیث سچی معلوم ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت یہود خصلت ہو جائے گی اور جو کام یہود نے کئے تھے یہ بھی طابق النعل بالنعل کرے گی اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئی ہوگی تو میری امت بھی گھسے گی اور جو ماں سے زنا کیا تو یہ بھی کرے گی۔ سو یہ پیشینگوئی میں نے اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لی۔ میں اس انتظار میں تھا کہ امت تو یہودی بن چکی ہے اب اس کے مقابل پر مسیح کب بنے گی سو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آپ کا اشتہار جس کی یہ سرخی تھی کہ لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ پہنچا تو میں آپ کی تصدیق اور آپ سے بیعت کے لئے حاضر ہوا اب یہاں آکر معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی آپ سے مباحثہ کے لئے آئے ہیں وہ زمینی اور آپ آسمانی وہ کہاں مباحثہ کی طاقت رکھتا ہے۔ اور جو مقابل پر آئے گا پسپا ہوگا

اور شکست کھائے گا مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم کے بیان کے مطابق دو باتیں اپنی چشم دید یہ خاکسار بھی لکھتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کی تصدیق

ایک شخص ضلع ہانسی حصار کا باشندہ تھا اس کے تین لڑکیاں تھیں اور دوجوان اور ایک چھوٹی مگر تینوں خوبصورت حسین تھیں اس شخص کی طبیعت اپنی خاص دونوں لڑکیوں پر آگئی اور اس کی نیت بد ہوگئی اس کی بیوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ میرے خاوند کی نیت بدنیت ہے تو مجھے کہلا کر بھیجا کہ تم اسے سمجھاؤ کہ کسی طرح میرا خاوند اس بد اور خبیث ارادہ سے باز آجائے چونکہ وہ شخص دوسرے تیسرے روز مجھے ملا کرتا تھا میں نے یہ بات تو کہنی مناسب نہ سمجھی لیکن میں نے ترکیب کی میں نے سفر کی تیاری کی اور اس سے کہا کہ آؤ چند شہروں کی میر کر آئیں سفر میں بڑی بڑی عمدہ باتیں حاصل ہوتی ہیں پس وہ اور میں چھ سات ماہ تک سفر میں رہے مگر اس کی نیت صاف نہ ہوئی میں نے ہر چند کہا کہ لڑکیوں کی شادی کردے اس نے نہ مانا ایک روز کہنے لگا کہ میں تو پارسی اور آتش پرست مذہب اختیار کروں گا جس میں بیٹی سے شادی کرنا جائز ہے یہ بات سن کر میرا دل کانپ اٹھا اور لرز گیا پھر میں نے یہ تدبیر سوچی کہ حضرت اقدس کی خدمت میں اس کو حاضر کروں پھر میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا اور تین مہینے تک برابر خدمت عالی میں رکھا خدا کی قدرت آپ کی فیض اور صحبت اثر سے وہ اس بد ارادہ سے باز آیا پھر اس نے بیعت کی اور لڑکیوں کی شادی بھی کردی اب اس کا انتقال ہوگیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کھیتڑی کی ریاست میں ایک مقام جیلوپاٹن قصبہ ہے وہاں ایک بزرگ کے سجادہ نشین اور امام جامع مسجد اور عیدین بھی ہیں اور ذات کے سید ہیں اس نے اپنی حقیقی خالہ سے ناجائز تعلق کرلیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس علاقہ میں یہ بات مشہور

ہے لیکن چونکہ لوگ یہود خصلت ہو گئے ہیں اس خبیث آدمی کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مرید بھی ہو جاتے ہیں اور جو کہا جاتا ہے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ پیر کی پیری سے کام اس کے فعلوں سے کیا کام ہے یہ امر جائز ہی ہو گا جو انہوں نے کیا ہے اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ جیسے پیر ویسے مرید۔

المدعاء مولوی غلام نبی صاحب نے لودہیانہ میں آتے ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت کی اور شہر میں جابجا وعظ ہونے لگے۔

ان ہی دنوں میں ایک مولوی صاحب پنجاب کے رہنے والے گنگوہ سے لودھیانہ میں آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تھے تو مخالف تھے مگر حضرت اقدس علیہ السلام کی بھولی بھالی نورانی شکل دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ شخص ایک نور ہے اور واقعی صادق ہے مولوی رشید احمد کی کیا حقیقت ہے کہ آپ کے مقابل ہو سکے نور اور ظلمت مقابل ہوں تو کب ہو سکتے ہیں پھر کہنے لگے کہ مولوی رشید احمد نے اپنے مریدوں اور شاگردوں سے مشورہ کیا کہ آؤ پوشیدہ طور سے مرزا کو دیکھ آئیں آنحضرت ﷺ بھی تو ابن صیاد کو پوشیدہ دیکھنے گئے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان مولویوں کے علم تو سلب ہو گئے تھے پر عقل بھی جاتی رہی آنحضرت ﷺ مولوی صاحب خود بخود بنے اور ہمیں ابن صیاد بنایا۔ کیسی بات بنائی جب ایک شخص محمد مصطفیٰ بن سکتا ہے اور دوسرے کو ابن صیاد اپنی رائے سے بناتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ قادر خالق حکیم و علیم کسی اپنے بندہ کو مسیح ابن مریم نہیں بنا سکتا۔ اور کیا کسی کو یہود نہیں ٹھہرا سکتا اور ان کو یہ خبر نہیں کہ مامور ہونے کا ہمارا دعویٰ ہے ہم آنحضرت ﷺ کے مثیل ہیں۔ جیسا کہ امام مہدی کو خود آنحضرت ﷺ نے اپنا مثیل فرمایا ہے اور اس امت کے آخری زمانہ کے علماء کو مثیل یہود فرمایا ہمارا حق تھا کہ ہم مولوی رشید احمد کو ابن صیاد سمجھتے کس لئے کہ وہ بھی الہام کے مدعی ہیں جیسا کہ انہوں نے ہمارے الہام سن کر کہا تھا کہ ایسے الہام یا ان سے بڑھ کر

ہمارے مریدوں کو الہام ہوتے ہیں اور جب ان کو کہا گیا کہ اپنا کوئی ایسا مرید پیش کرو جو ہمارے الہاموں کے مقابل پر اپنا الہام پیش کرے تو کوئی اپنا مرید پیش نہ کر سکے۔ ہمیں چاہیے تھا کہ مولوی رشید احمد کے الہام سننے کے لئے پوشیدہ ابن صیاد سمجھ کر جاتے ہم مامور ہیں وہ مامور نہیں۔ پھر اس پر بہت دیر تک افسوس فرماتے رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپور تھلہ اور ایک شاگرد یا مرید مولوی رشید احمد گنگوہی میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات وحیات کے متعلق گفتگو ہوئی وہ اس گفتگو میں تو مولوی صاحب کا مرید ناکام رہا کہ حیات مسیح علیہ السلام ثابت کر سکے مگر گفتگو اس پر آٹھہری کہ اتنی لمبی عمر کسی انسان کی پہلے ہوئی ہے اور اب ہو سکتی ہے کہ نہیں اس میں بھی وہ لاجواب رہا۔ آخر کار اس نے ایک خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ ہاں اتنی لمبی عمر یہ تو دو ہزار برس ہی ہوئے زیادہ عمر بھی ہو سکتی ہے دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شیطان اب تک زندہ چلا آتا ہے کتنے ہزار برس ہوئے اس کے جواب میں منشی ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ ذکر تو انسانوں کی عمر کا تھا نہ کہ شیطان کا کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام شیطانوں میں سے تھے جو شیطان کی عمر کی مثال دی۔ اور یہ بھی ایک دعویٰ ہے مولوی رشید احمد صاحب دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں سمجھتے دعویٰ اور چیز ہے اور دلیل اور چیز ہے اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ ہی شیطان آدم والا اب تک زندہ ہے اور اس کی اتنی بڑی لمبی عمر ہے۔

منشی صاحب موصوف کے اس جواب کو سن کر پھر ایک خط مولوی صاحب کو ان کے مرید نے لکھا مولوی صاحب نے یہ جواب دیا کہ تمہارا مقابل مرزائی ہے اس سے کہدو کہ ہم مرزائیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے۔ اور تم بھی مت ملو۔ یہ حال اور یہ علم اور یہ طرز عمل ہے ان مولویوں کا اگر یہ لوگ یہود صفت نہیں

ہیں تو کیا یہودیوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں درخت تو اپنے پھل سے ہی پہچانا جاتا ہے۔

مولوی غلام نبی صاحب کا بیعت کرنا

الغرض لودھیانہ شہر میں مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کی دھوم مچ گئی اور جابجا ان کے علم وفضل کا چرچا ہونے لگا اور مولوی غلام نبی صاحب نے بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور آیتوں پر آیتیں اور حدیثوں پر حدیثیں ہر وعظ میں مسیح علیہ السلام کی حیات کی نسبت پڑھنے لگے۔ خدا کی قدرت کے قربان حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے چلے آپ ہی قتل ہو گئے۔ اور پھر آپ کا وجود باجود آیت اللہ ٹھہرا اور فاروق اعظم کہلائے اور اَلشَّیْطَانُ یُفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ اللہ کے پیارے نے فرمایا اور خود اللہ نے رضی اللہ عنہ فرمایا ایک روز اتفاق سے اسی محلّہ میں کہ جس محلّہ میں حضرت اقدس علیہ السلام تشریف فرماتھے مولوی صاحب کا وعظ تھا ہزاروں آدمی جمع تھے اور اس وعظ میں جتنا علم تھا وہ سب ختم کر دیا اور لوگوں کے تحسین و آفرین کے نعرے لگنے لگے اور مرحبا و صل علیٰ چاروں طرف سے شور اٹھا۔ اس وعظ میں لودھیانہ کے تمام مولوی موجود تھے اور ان کے حسن بیان اور علم کی بار بار داد دیتے تھے اور مولوی محمد حسن اور مولوی شاہ دین اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ اور دو چار اور مولوی جو بیرونجات سے مولوی غلام نبی صاحب کے علم کی شہرت اور علمی لیاقت اور خداداد قابلیت کے شوق میں آئے ہوئے تھے حاضر تھے کیونکہ یہ خاص وعظ تھا یہ سب نعرے اور شور مرحبا ہمارے کانوں تک پہنچ رہا تھا اور ہم پانچ چار آدمی چپکے چپکے بیٹھے تھے اور دل اندر سے کڑھتا تھا اور کچھ ہمارا بس نہ چلتا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام زنانہ میں تھے اور کتاب ازالہ اوہامؑ کا مسودہ تیار کر رہے تھے مولوی صاحب وعظ کہہ کر اور پوری مخالفت کا زور لگا کر چلے اور ساتھ ساتھ

ایک جم غفیر اور مولوی صاحبان تھے اور ادھر سے حضرت اقدس علیہ السلام زنانہ مکان سے باہر مردانہ مکان میں جانے کے لئے نکلے تو مولوی صاحب سے مٹھ بھیڑ ہوگئی اور خود حضرت اقدس علیہ السلام نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور مولوی صاحب نے وعلیکم السلام جواب میں کہہ کر مصافحہ کیا خدا جانے اس مصافحہ میں کیا برقی قوت تھی اور کیسی مقناطیسی طاقت اور کیا روحانی کشش تھی کہ ید اللہ سے ہاتھ ملاتے ہی مولوی صاحب ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ کچھ چون وچرانہ کرسکے اور سیدھے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ مردانہ مکان میں چلے آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور باہر مولوی اور تمام حاضرین وعظ حیرت میں کھڑے رہ گئے اور آپس میں یہ گفتگو ہونے لگی۔

ایک: ارے میاں یہ کیا ہوا۔ اور مولوی صاحب نے یہ کیا حماقت کی کہ مرزا صاحب کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

دوسرا: مرزا جادو گر ہے خبر نہیں کیا جادو کر دیا ہوگا ساتھ جانا مناسب نہیں تھا۔

تیسرا: مولوی صاحب دب گئے مرزا کا رعب بڑا ہے رعب میں آگیا۔

چوتھا: اجی مرزا نے جو اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا خالی نہیں ہے کیا یہ دعویٰ ایسے ویسے کا ہے؟

پانچواں: بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا روپیہ والا ہے اور مولوی لالچی طامع ہوتے ہیں مرزا نے کچھ لالچ دے دیا ہوگا۔

بعض: مولوی صاحب عالم فاضل ہیں مرزا کو سمجھانے اور نصیحت کرنے گئے ہیں مرزا کو سمجھا کے اور توبہ کرا کے آئیں گے۔

اور دوسرے: یہ بات ٹھیک ہے ایسا موقعہ ملاقات اور نصیحت کا بار بار نہیں ملتا اب یہ موقع مل گیا مرزا کو توبہ کرا کے ہی چھوڑیں گے۔

اور عام لوگ: مولوی پھنس گیا اور پھنس گیا۔ خواہ طمع میں خواہ علم میں خواہ اور

کسی صورت سے مرزا بڑا چالاک اور علم والا ہے وہ مولویوں کے گنڈوں پر نہیں ہے۔
مولوی۔ ایک زبان ہوکر: مولوی صاحب مرزا کی خبر لینے کو گئے ہیں دیکھنا تو سہی مرزا کی کیسی گت بنتی ہے مولوی مرزا سے علم میں کم نہیں ہے طامع نہیں ہے صاحب روزگار ہے خدا اور رسول کو پہچانتا ہے فاضل ہے مرزا کو نیچا دکھا کے آئے گا
اور سوائے ان کے جو کچھ کسی کے منہ میں آتا تھا وہ کہتا تھا اور ادھر خدا کی قدرت کا تماشا اور ارادہ الٰہی میں کیا تھا جب مولوی غلام نبی صاحب اندر مکان کے گئے تو چپ چاپ بیٹھے تھے۔
مولوی صاحب: حضرت! آپ نے وفات مسیح کا مسئلہ کہاں سے لیا۔
حضرت اقدس: قرآن شریف سے حدیث شریف سے اور علماء ربانیین کے اقوال سے۔
مولوی صاحب: کوئی آیت قرآن مجید میں وفات مسیح کے بارہ میں ہو تو بتلائیے۔
حضرت اقدس: لو یہ قرآن شریف رکھا ہے آپ نے قرآن شریف دو جگہ سے کھول کر اور نشان کاغذ رکھ کر مولوی صاحب کے ہاتھ میں دیا ایک مقام تو سورہ آل عمران یعنی تیسرے پارہ کا تیسرا پاؤ اور دوسرا مقام سورہ مائدہ کا آخری رکوع جو ساتویں پارہ میں ہے اول میں آیت یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور دوسرے میں فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ تھا۔
مولوی صاحب دونوں مقاموں کی دونوں آیتیں دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گئے اور کہنے لگے یُوَفِّی اُجُوْرَھُمْ بھی تو قرآن شریف میں ہے اس کے کیا معنی ہونگے۔
حضرت اقدس: ان آیتوں کے جو ہم نے پیش کی ہیں اور معنی ہیں اور جو آیتیں تم نے پیش کی ہیں ان کے اور معنی ہیں بات یہ ہے کہ یہ اور باب ہے اور وہ اور

باب ہے ذرا غور کریں اور سوچیں۔

مولوی صاحب دو چار منٹ سوچ کر کہنے لگے: معاف فرمائیے میری غلطی تھی جو آپ نے فرمایا وہ صحیح ہے قرآن مجید آپ کے ساتھ ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا جب قران مجید ہمارے ساتھ ہے تو آپ کس کے ساتھ ہیں۔

مولوی صاحب رو پڑے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہچکی بندھ گئی اور عرض کی کہ یہ خطا کار گنہ گار بھی حضور کے ساتھ ہے اس کے بعد مولوی صاحب روتے رہے اور سامنے مئودب بیٹھے رہے۔

بیرون در اور باہر مکان کے جو کئی ہزار آدمی کھڑے تھے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہے تھے وہ اس انتظار میں خوش ہو رہے تھے اور تالیاں بجا بجا کر کہتے تھے کہ آج مرزا قابو آیا آج مرزا توبہ کر کے رہے گا مولوی صاحب مرزا کو توبہ کرا کے چھوڑیں گے ان کو کیا خبر تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والا معاملہ ہو گا۔ مولوی صاحب خود ہی توبہ کریں گے بعض کی رائے تھی کہ خاموش رہو خدا ہی جانے کیا پیش آوے۔

جب بہت دیر ہو گئی تو لوگوں نے فریاد کرنی شروع کی اور لگے آواز پر آواز دینے کہ جناب مولوی صاحب باہر تشریف لائیے مولوی صاحب نے ان کی ایک بات کا جواب نہ دیا جب وہ بہت زیادہ چلائے تو مولوی صاحب نے کہلا بھیجا کہ تم جاؤ میں نے حق دیکھ لیا اور حق پا لیا۔ اب میرا تم سے کچھ کام نہیں ہے تم اگر چاہو اور اپنا ایمان سلامت رکھنا چاہتے ہو تو آجاؤ اور تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے سرخرو ہو جاؤ اور اس امام کو مان لو میں اس امام صادق سے کس طرح الگ ہو سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا موعود اور آنحضرت ﷺ کا موعود جس کو آنحضرت ﷺ نے سلام بھیجا چنانچہ وہ حدیث شریف یہ ہے کہ مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَلْیَقْرَءْهُ مِنِّیَ السَّلَامُ مولوی صاحب یہ حدیث پڑھ کر حضرت

اقدس علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے سامنے یہ حدیث شریف دوبارہ بڑے زور سے پڑھی اور عرض کیا کہ میں اس وقت بموجب حکم آنحضرت ﷺ آنحضرت ﷺ کا سلام کہتا ہوں اور میں بھی اپنی طرف سے اسی حیثیت کا جو سلام کہنے والے نے سلام کہا اور جس کو جس حیثیت سے کہا گیا سلام کہتا ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس وقت ایک عجیب لہجہ اور عجیب آواز سے وعلیکم السلام فرمایا کہ دل سننے کی تاب نہ لائے اور مولوی صاحب مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کے چہرہ مبارک کا بھی اور ہی نقشہ تھا جس کو میں پورے طور سے تحریر میں نہیں بیان کر سکتا۔ حاضرین و سامعین کا بھی ایک عجیب سرور سے پر حال تھا پھر مولوی صاحب نے کہا کہ اولیاء علما امت نے سلام کہلا بھیجا اور اس کے انتظار میں چل بسے آج اللہ تعالیٰ کا نوشتہ اور وعدہ پورا ہوا۔ یہ غلام نبی اس کو کیسے چھوڑے یہ مسیح موعود ہیں اور یہی امام مہدی موعود ہیں یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ اور مسیح ابن مریم موسوی مرگئے مرگئے مرگئے بلاشک مرگئے۔ وہ نہیں آئیں گے آنیوالے آگئے آگئے آگئے بے شک وشبہ آگئے تم جاؤ یا میری طرح سے آپ کے مبارک قدموں میں گرو تاکہ نجات پاؤ اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور رسول تم سے خوش۔

منتظرین بیرون در کو جب یہ پیغام مولوی صاحب کا پہنچا تو کیا مولوی ملا اور کیا خاص اور عام سب کی زبان سے کافر کافر کا شور بلند ہوا۔ اور گالیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی اور سب لوگ تتر بتر منتشر ہوگئے اور بُرا بُرا کہتے ہوئے ادھر ادھر گلیوں میں بھاگ گئے جو کہتے تھے کہ مرزا صاحب جادوگر ہے ان کی چڑھ بنی۔

مولوی صاحبان شرم کے مارے گردن نیچی کئے ہوئے کہتے چلے جاتے تھے کہ غلام نبی ایک طالب علم تھا اور تھا کیا؟ ہم سے مقابل ہو تو پھر دیکھنا۔ مرزا کو جواب نہ بن پڑے - اتفاقاً ہمارے بھائی ماسٹر صاحب احمدی ادھر سے آتے تھے جب یہ بات انہوں نے مولویوں سے سنی تو کہنے لگے کہ چلو مرزا صاحب تو موجود ہیں

کیوں نہیں مقابلہ کرتے تو مولویوں نے کھسیانے ہو کر کہا کہ مرزا کا مقابل ہونا اس کو عزت دینا ہے کہنے کو تو یہ بات کہدی لیکن شرم کے مارے کچھ بن نہ سکتا تھا آسمان دور اور زمین سخت کریں تو کیا کریں۔

اس کے بعد مولویوں کی طرف سے مولوی غلام نبی صاحب کے پاس مباحثہ کے پیغام آنے لگے۔ اور بعض کی طرف سے پھسلانے کے لئے کہ ہماری ایک دو بات سن جاؤ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ ودل فرش راہ کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

بعد از پیام سلام و مباحثہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کرنا منظور کر لیا لیکن باتیں ہی باتیں تھیں مباحثہ کے لئے کوئی نہ آیا مولوی غلام نبی صاحب نے بھی اشتہار مباحثہ کے لئے شائع کیا کہ میں مباحثہ کے لئے تیار ہوں جس کو علم کا دعویٰ ہو وہ مجھ سے مباحثہ کرلے۔

اسی عرصہ میں امرتسر سے یا لاہور سے خط آیا وہ خط مولوی صاحب کے نام تھا لکھا تھا کہ خواہ تم یا مرزا یا اور کوئی ہو ایک آیت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں پیش کرے تو میں پچاس روپے انعام دوں گا بلکہ جتنی آیتیں ہونگی فی آیت پچاس روپیہ انعام دیئے جائیں گے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں مولوی غلام نبی صاحب نے یہ خط پیش کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ اس شخص کو لکھ دو کہ ہم تیس آیتیں قرآن شریف کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں دیں گے تم کو مناسب ہے کہ اپنے اقرار کے بموجب پچاس روپے فی آیت کے حساب سے پندرہ سو روپیہ لاہور کے بنک میں جمع کرا کر سرکاری رسید بھیج دو۔

اب جھوٹے کی کہاں طاقت تھی جواب ندارد پھر مولوی غلام نبی صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں قرآن شریف کی آیت صریح اور حدیث صحیح پیش کرے تو فی آیت اور فی حدیث دس

روپئے انعام دیئے جاویں گے اور روپے پہلے بنک میں جمع کردیئے جائیں گے اس اشتہار کو بھی سن کر خاموش ہو رہے اور کوئی نہ اٹھا خدا جانے مولویوں کو زمین نگل گئی یا سانپ سونگھ گیا صدائے برنخاست۔

مولوی غلام نبی صاحب تو بس حضرت اقدس علیہ السلام کے ہو رہے اور ان کا ایسا ہردہ اور بحر کھلا کہ جو کوئی مولوی یا اور شخص آتا اس سے بات کرنے اور مباحثہ کے لئے آمادہ ہو جاتے اور حضرت اقدس کا چہرہ ہی دیکھتے رہتے اور خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے اور حضور کا کلام سننے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔

ایک روز زمین و آسمان کی گردش کے متعلق ذکر آیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین کی گردش بھی قرآن شریف سے ثابت ہے اور پھر یہ آیت پڑھی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا یہ آیت سن کر مولوی صاحب وجد میں آگئے اور کہنے لگے کہ حق ہے قرآن کی سمجھ ہم نے قرآن مجید پڑھا لیکن اس طرف نظر نہ گئی اور نہ اس پر غور کیا قرآن شریف سمجھنے کا حق حضرت اقدس علیہ السلام کا ہی ہے جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہی قرآنی نکات اور اسرار و معارف سے واقف ہوتا ہے کیا خوب فرمایا حضرت اقدس علیہ السلام نے۔

خود بخود فہمیدن قرآں گمان باطل است　　ہرکہ ازخود آورد اونجس ومردار آورد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اب تو مولوی صاحب کو حضرت اقدس سے عشقیہ حالت میں ترقی ہونے لگی جب حضرت اقدس علیہ السلام زنانہ مکان میں تشریف لیجاتے تو مولوی صاحب بے قرار دیوانہ وار ہو جاتے تھے اور کبھی ٹہلتے اور کبھی بیٹھے بیٹھے رویا کرتے تھے اور کسی پہلو چین نہ پڑتا اور بار بار کہتے کہ اتنے روز جو میری طرف سے مخالفت ہوئی یا میری زبان سے الفاظ گستاخانہ نکلے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا پھر استغفار کرتے اور سخت بے قراری اور ندامت سے روتے جب حضرت اقدس علیہ السلام تشریف

لاتے تب مولوی صاحبؓ کو چین ہوتا اور دل کو تسلی ہوتی۔

مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کہیں ملازم تھے وہاں سے خط آیا کہ جلد آؤ ورنہ نام کٹ جائے گا اور ملازمت جاتی رہے گی مولوی صاحب نے ملازمت کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور کہا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بیعت میں شرط لی ہے مجھے نوکری کی کوئی پرواہ نہیں ہے حضرت اقدس علیہ السلام کی صحبت کو غنیمت سمجھا ایک روز یہ ذکر آگیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ خود ملازمت کو چھوڑنا نہیں چاہئے اس میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے ہاں خود بخود ہی اللہ تعالیٰ اپنی کسی خاص مصلحت سے علیحدہ کردے تو بات دوسری ہے ضرور ملازمت پر چلے جانا چاہئے پھر رخصت لے کر آجانا کوئی اور راہ اللہ تعالیٰ نکال دے گا حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ ارشاد سن کر مولوی صاحب باکراہ وجبر چلنے کے لئے تیار ہوگئے اور دوبارہ بیعت کی تجدید کی کیونکہ ایک دو روز پیشتر ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ حضور ایک بار تو ہم نے بیعت کرلی کیا دوبارہ سہ بارہ بھی بیعت کرسکتے ہیں فرمایا ہاں سنت ہے۔

جب وہ رخصت ہو کر چلنے لگے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کا دل جانے کو نہیں چاہتا دیکھو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے یہ معنی ہیں۔ پس مولوی صاحب چلدئے اور کچھ دیر کے بعد دیکھیں تو مولوی صاحب مسکراتے ہوئے خوش خوش بغل میں گٹھڑی دبائے ہوئے چلے آتے ہیں ہم سب حیران ہوئے اور حضرت اقدس بھی دیکھ کر ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کہا میرے جاتے جاتے ریل چلدی بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اسٹیشن پر ٹھہرو دوسرے وقت چلے جانا میں نے کہا جتنی دیر اسٹیشن پر لگے اتنی دیر حضرت کی صحبت میں رہوں تو بہتر ہے اسٹیشن پر ٹھہرنے سے کیا فائدہ اور جب اللہ تعالیٰ نے ہی جانا پسند نہ فرمایا تو میں کیسے خلاف مرضی خدا پسند کروں حضرت اقدس کی صحبت کہاں میسّر۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا جزاک اللہ یہ خیال بہت اچھا ہے اللہ تعالیٰ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہے اس میں کچھ حکمت الٰہی ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دوسرا خط آیا کہ تم اپنی ملازمت پر حاضر ہو جاؤ اور جو کسی وجہ سے نہ آیا جائے تو ایک درخواست بھیج دو رخصت کی تاکہ رخصت مل جائے اور میں کوشش کر کے رخصت دلوادوں گا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ریل کے نہ ملنے میں یہ حکمت الٰہی تھی اب رخصت کی درخواست بھیج دو مولوی صاحب نے حسب الارشاد ایک درخواست رخصت کی بھیج دی اور وہ منظور ہو کر آگئی۔ مولوی صاحب کو بہت روز حضرت کی خدمت میں رہنے اور فیض صحبت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔

میں نے بھی مولوی صاحب سے بہت سی حدیثیں پڑھیں جو مخالف آتا پہلے مولوی صاحب گفتگو کرتے۔

ایک روز غزنویوں میں سے کئی شخص آئے ایک ان میں سے شاید مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری کا بیٹا یا بھتیجا تھا اس نے کچھ باتیں شروع کیں جب حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب دیا تو وہ ہکا بکا سا رہ گیا پھر جب وہ چلنے لگا تو آپ نے ان کے لئے چائے بسکٹ منگوائے اور خود زنانہ مکان میں گئے اور خود ہی لے کر آئے ان بدقسمتوں نے انکار کر دیا اور حضرت اقدس نے اصرار کیا کہ پیو چائے کے پینے میں کیا حرج ہے لیکن وہ چین بر جبین ہو رہے تھے انکار ہی کئے گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال چیز سے انکار کیوں مگر انہوں نے ایک بات نہ مانی اور اٹھ کر چلد یئے۔

ایک بات یہ تھی کہ ان غزنویوں نے یہ کہا کہ حدیثوں میں ابن مریم لکھا ہے کہ نازل ہوگا ہم ان حدیثوں کو کیسے چھوڑ دیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف میں مُتَوَفِّیۡکَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ مسیح کی نسبت موجود ہے اور بعد توفی رفع الی اللہ کا

ذکر ہے اور دوبارہ آنے کا کہیں ذکر نہیں اور وفات کے علاوہ حیات کی کوئی آیت نہیں اور حدیثوں میں بھی حیات کا کوئی لفظ نہیں تو ہم قرآن اور حدیثوں کو کیسے چھوڑ دیں۔ اور یہ حدیثیں نزول مسیح کی بمقابلہ آیات اللہ اور حدیث رسول ﷺ تاویل طلب ہیں اب صریح اور قطعی آیات اور احادیث کے مطابق قرآن کو مؤول کر کے مقابلہ میں کیونکر ترک کردیں۔ غزنوی بولے کہ قرآن کے مطلب کو حدیث ہی بیان کرتی ہے پس حدیث کے مقابلہ میں آیات قرآن کی تاویل کرنی چاہئے حدیث مصرح ومفصل ہے اور قرآن مجمل اور مختصر ہے ان کی اس بات پر ہم اور حضرت اقدس علیہ السلام ہنس پڑے۔ اور فرمایا کہ قرآن شریف میں تو تاویل کو جائز سمجھتے ہو جو یقینی اور قطعی ہے اور حدیث میں بمقابلہ قرآن شریف تاویل جائز نہیں سمجھتے جو ظنی ہے اور کئی مونہوں سے نکل کر ہم تک پہنچتی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا

جب وہ چلے گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کے جانے پر اور قرآن شریف کی گستاخی اور بے ادبی پر بہت ہی افسوس کیا اور فرمایا کہ دیکھو ان لوگوں کو کیا ہو گیا قرآن شریف میں تاویل کرنا ان کے نزدیک کوئی بات ہی نہیں لیکن حدیثیں جو احاد اور غایت مافی الباب ظن کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کو قرآن مجید پر مقدم کرتے ہیں۔ جو الٰہی کلام قطع اور یقین تک پہنچا ہوا ہے جس کی شان لاریب فیہ ہے ان لوگوں میں بالکل یہودیت آگئی ہے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی دلوں میں کوئی کسی پہلو سے وقعت نہیں رہی اور نہ یہ حدیثوں کو ہی سمجھ سکتے ہیں ان کے سینوں سے کلام الٰہی اٹھ گیا ان کی سمجھ بوجھ فہم وفراست عقل سب جاتی رہی۔

اس عرصہ میں بہت سے احمدی احباب آتے جاتے رہتے تھے ایک بار مولوی عبدالکریم صاحب اور منشی غلام قادر سیالکوٹ سے اور منشی ظفر احمد صاحب وغیرہ کپورتھلہ سے اور مرزا خدابخش صاحب مصنف کتاب عسل

مصفیٰ لاہور سے آگئے اور سب جگہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت اقدس علیہ السلام کے مباحثہ کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ نواب محمد علی خان صاحب کے مالیر کوٹلہ سے آنے کی خبر گرم تھی لیکن کسی وجہ سے نہ آسکے۔

احمدی نام رکھنا

ایک روز ہم سب میں مشہور ہوا کہ پہلے تو ہم فرقہ محمدی کہلاتے تھے اور اب ہم کو مرزائی کہتے ہیں ہمارا ابھی کوئی نام ہونا چاہئے اور بہتر تو یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام نامی کے ساتھ محمدی تھے اور اب احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ کہ آپ بروزِ ظہور محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ احمدی نام ہونا چاہئے یہی گفتگو تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت اندر زنانہ مکان میں تھے مردانہ میں تشریف لے آئے اور عصر کی نماز کی تیاری ہوئی اور بعد نماز میں نے بموجب مشورہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا فرمایا ہاں تمیزی نام ہونا چاہئے ہم اپنا نام مسلمان رکھیں یا خالص مسلمان رکھیں لیکن اس سے لوگ چڑیں گے پھر فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ نام مقرر کر دے گا ہمارے تو سب کاروبار اللہ تعالیٰ پر ہیں صبر کرو اس زمانہ میں ابتدائی حالت میں ہم کو یہ بصیرت کہاں تھی کہ جواب ہے یہ بات سچ ہے کہ بتدریج سب کام ہوتے ہیں اس وقت ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ جیسے اوروں نے اپنے فرقہ کے نام تجویز کر لئے ہیں کسی نے محمدی کسی نے اہلحدیث کسی نے موحد کسی نے مقلد کسی نے حنفی شافعی مالکی حنبلی کسی نے چشتی قادری اور نقشبندی سہروردی کسی نے کچھ کسی نے کچھ اسی طرح ہم بھی اپنا نام اپنی مرضی سے تجویز کر لیں یہ سمجھ نہ تھی کہ الٰہی سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کا متولی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی پر اس کا نام ہے آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی بتدریج ترقی اور معرفت حاصل کی تھی ایک مدت کے بعد جب ہم اور ہمارا موعود امام علیہ السلام قادیان میں تھے اور مردم شماری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس سلسلہ کا نام

رکھا جائے تو چاروں طرف سے عرائض آنے لگے کہ ہم اپنا نام مردم شماری میں کیا لکھوائیں اس ارادہ الٰہی کے ماتحت حضرت اقدس علیہ السلام کو تحریک ہوئی

خودکنی وخود کنانی کار را   خود دہی رونق تو آن بازار را

حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک روز بوقت نماز عشاء جو بہت سے احباب موجود تھے فرمایا کہ بہت سے لوگوں کے ہر شہر ودیار سے خط آرہے ہیں کہ مردم شماری ہو رہی ہے ہم اپنا کیا نام لکھوائیں چونکہ اس وقت میں مکان پر چلا گیا تھا مجھے مکان سے حضرت اقدس علیہ السلام نے بلوایا اور فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب تم کو اس وقت یوں بلوایا ہے کہ چاروں طرف سے خط آرہے ہیں کہ اپنی جماعت اور سلسلہ کا نام بھی ہونا چاہئے ہم نے سب سے مشورہ طلب کیا ہے کہ کیا نام رکھنا چاہئے۔

اس وقت حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اور حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی قطب الدین صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفٰی موجود تھے اب تم اور یہ سب حاضرین سوچ کر ایک دن۔ دو دن تین دن میں جواب دیں۔

میں نے عرض کیا (صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد) ☆ اوروں کا تو اختیار ہے کہ جب چاہیں مشورہ دیں میں تو اپنی طرف سے جو میری سمجھ میں آیا ہے ابھی عرض کردیتا ہوں۔ فرمایا کہ تم بیان کرو۔

میں نے عرض کیا کہ شاید حضور کو یاد ہو کہ ایک بار لودھیانہ میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب جو اس وقت موجود ہیں۔ اور منشی غلام قادر فصیح سیالکوٹی اور مرزا خدا بخش صاحب اور قاضی خواجہ علی صاحب اور پیر افتخار احمد

(یہ الہام ہے جو عین نماز میں مغرب کی حضرت اقدس علیہ السلام کو مسجد مبارک میں التحیات پڑھتے ہوئے ہوا تھا اور خاکسار پاس تھا آپ نے سب کو سنادیا تھا)

صاحب اور عباس علی صاحب لودھیانوی وغیرہم بھی تھے میں نے مشورۃً کہا تھا کہ اچھا ہو کہ ہمارا نام پہلے محمدی تھا۔ اب احمدی رکھا جاوے اور محمد و احمد آنحضرت ﷺ کے نام ہیں تو گویا ہم دونوں پہلوؤں سے محمدی احمدی ہو جاویں اور میں نے حضور سے بھی لودھیانہ میں عرض کیا تھا اور حضور نے فرمایا تھا کہ جو نام اللہ تعالیٰ چاہے گا رکھ دے گا وقت آنے دو سو وہ وقت آگیا ہے سب فرقوں کے نام ہیں اور وہ نام حکمت اور سنت کے مطابق نہیں ہیں بہتر ہے کہ احمدی نام ہو جاوے فرمایا درست ہے احمدی فرقہ دنیا میں کوئی نہیں ہے اور احمدی نام پر بہت بزرگوں کے نام ہیں مگر کسی فرقہ یا کسی سلسلہ کا نام احمدی نہیں ہے۔

اس وقت سب خاموش رہے الخاموشی نیم رضا لیکن مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ بے شک میری بھی یہی رائے ہے حضرت اقدس علیہ السلام اٹھ کر چل دیئے اور دوسرے روز ایک اشتہار لکھ کر لائے جس میں اپنی جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدی رکھا۔

ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد اپنی جماعت کے احباب کے لوگ شناخت نہیں ہوتے ان کی پہچان کے لئے ایسا نشان ہونا چاہیئے کہ ایک احمدی دوسرے احمدی کو ترت دیکھتے ہی پہچان جائے کسی نے عرض کیا کہ بازو پر لکھا ہوا ہو اور کسی نے عرض کیا کہ ٹوپی یا عمامہ پر لکھا ہوا موٹے حرفوں میں احمدی ہو۔ کسی نے کہا کہ انگوٹھی خاص قسم کی ہاتھ میں ہو میں نے عرض کیا کچھ بھی ہو یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ مہمان آگئے ان میں احمدی اور غیر احمدی بھی تھے بات بیچ کی بیچ میں رہ گئی۔

المدعاء ابھی میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ سرسادہ سے خط آیا کہ جلد آؤ تمہاری بیوی کو ہیضہ ہو گیا ہے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ دو چار روز کے لئے اجازت دیدیجئے اور یہ خط آیا

ہے فرمایا کوئی شخص گھر پر ہے جو علاج کراوے گا میں نے کہا کہ ہاں میرے ماموں نثار علی ہیں وہ علاج کروادیں گے فرمایا وہ علاج کرالیں گے اور ہم دعا کریں گے مت جاؤ تم کیا جاکر زندہ کرلو گے ابھی ہمارا دل تم سے لگ رہا ہے اور شہر میں ایک فتنہ برپا ہے میں خاموش ہو رہا تیسرے چوتھے روز خط آیا کہ تمہاری بیوی کو آرام ہوگیا ہے لیکن تم ایک دو روز کے لئے ہو جاؤ میں نے پھر عرض کیا اور خط ملاحظہ کرایا۔ فرمایا اب تو آرام ہوگیا ہے چلے جانا ابھی مت جاؤ میں پھر خاموش ہوگیا ایک روز میں آپ کے ساتھ ساتھ زنانہ مکان میں چلا گیا وہاں آپ کی ایک مردانہ نشست گاہ تھی اس میں آپ بیٹھ گئے اور باتیں مجھ سے کرنے لگے۔ میں نے یہ موقعہ علیحدگی کا غنیمت جانا عرض کیا کہ حضور اب جوانی کا وقت ہے کوئی وظیفہ ایسا بتلادیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ فرمایا ہاں بے شک اب وقت ہے اور جوان ہو بڑھاپے میں تو کچھ بھی نہیں ہوتا ہے ہم تم کو ایسی ترکیب بتلادیں گے کہ وصل الٰہی اور لقاء الٰہی حاصل ہو جائے گا اور اس طرح حاصل ہو جاوے کہ تم تم نہ رہو تمہاری یہ ہستی نہ رہے صرف تم میں اللہ ہی اللہ ہو جائے اور یہاں تک حاصل ہو جاوے کہ تم بھی نئے اور تمہارا اللہ بھی نیا اور تمہاری ہستی بھی نئی اور رسول اور یہ زمین و آسمان بھی نیا ہو جاوے تم نیست ہو جاؤ اور خدا میں مل جاؤ۔ اور کھانا پینا تمہارا ایسا کم ہو جاوے کہ نصف یا چہارم روٹی پر آجاؤ اور پھر طاقت ویسی کی ویسی بنی رہے چنانچہ ہم نے بحکم الٰہی ایسا ہی کیا کہ ہماری خوراک چہارم روٹی پر آرہی تھی اور پھر یہ بھی تیسرے چوتھے روز خوراک تھی اب قادیان میں ہم جاویں گے تم بھی وہاں چلنا وہاں چل کر ہم اپنے سامنے کراویں گے اور مرتبہ لقاء اللہ اور بقاباللہ تک رسائی کرادیں گے جو ماسوائے اللہ کے تمام شاخیں کٹ جائیں گی صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے گا دیکھو رسول اللہ ﷺ بھی اپنے اصحاب کی نسبت فرماتے ہیں اَللّٰہُ اللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ یعنی اب میرے اصحاب میں اللہ ہی اللہ رہ گیا ہے سوائے اللہ تعالیٰ

کے اور کچھ ان کے وجود میں خیال میں ذہن میں دھیان میں بات میں ہر ایک اغراض میں نہیں رہا ہے یہی مرتبہ تم کو حاصل ہو جاوے گا

ایک وظیفہ اب تم بعد نماز کے دس بار درود شریف اور دس بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور اکتیس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے معنی سوچ سمجھ کر پڑھا کرو اور جو کسی وقت اکتیس مرتبہ لاحول نہ ہو سکے تو اکیس بار اور جو اکیس بار نہ ہو سکے تو گیارہ بار ضرور پڑھ لینا- میں نے دل میں سوچا تھا کہ خدا جانے آپ دریا میں کھڑا ہو کر ہزاروں بار کا وظیفہ بتلادیں گے یا ساری ساری رات کا وظیفہ مہینوں کا بتلا دیں گے میں نے پھر عرض کیا کہ مجھے بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑے تھے اور میں وظائف کا بہت عادی ہوں- آپ کوئی اور وظیفہ فرمادیں آپ نے پھر یہی فرمایا- جو میں نے ابھی لکھا میں نے پھر عرض کیا کہ حضور میں نے اسم اللہ تین لاکھ ساٹھ ہزار بار روز ایک سال تک پڑھا ہے اور سورہ مزمّل تین سو ساٹھ بار ہر روز چھ ماہ یا آٹھ ماہ تک پڑھی ہے اور آیت کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کئی چلہ تک ۴۵ ہزار بار ہر روز پڑھا کرتا تھا- کوئی اور وظیفہ لمبا بتلا دیں اس بات کو سن کر آپ ہنسے اور بہت ہنسے فرمایا صاحب زادہ صاحب وہ دن گئے اب تم اسی قدر پڑھ لو تو مر جائیں گے یہ وظائف بدعت ہیں اور یہ مجاہدے بناوٹی غیر مسنون ہیں یہی پڑھو جو میں نے بتلایا اور جب قادیان آؤ گے تو وہ بتلا دیں گے جو ابھی بیان ہوا پھر میں خاموش ہو رہا اور فرمایا جتنی دیر وظیفہ میں لگے وہ نماز میں خرچ کرو نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بکثرت پڑھو اور رکوع اور سجدے میں بعد تسبیح یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ زیادہ پڑھو اور اپنی زبان میں نماز کے اندر دعائیں کرو اسی میں منازل سلوک طے ہو جاویں گی مومن کا ہتھیار دعا ہے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا درود وظائف سب دعا تھا اور دعا ہی سے وہ سب پر غالب آتے

رہے اور مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتے رہے۔

قرض سے نجات کی دعا

جب میں پہلی دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں قادیان گیا تھا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں قرضدار ہوں آپ دعا کریں اور کچھ پڑھنے کو بتلادیں آپ اس کو علیحدہ مسجد مبارک کی چھت پر لے گئے اور فرمایا تین سو ساٹھ بار یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ پڑھو اور ایک روز فرمایا کہ استغفار درود لاحول حل مشکلات کی کنجی ہے اس سے صفائی قلب اور خوشنودی الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

نماز میں حضور قلب

ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد نماز میں حضور اور لذت اور ذوق وشوق تضرع کیونکر پیدا ہووے۔فرمایا کبھی مکتب میں پڑھے ہو۔عرض کیا ہاں پڑھا ہوں۔فرمایا کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں۔عرض کیا ہاں پکڑائے ہیں۔فرمایا پھر کیا حال ہوا۔عرض کیا کہ میں پہلے تو برداشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ میرے دکھ گئے اور درد ہوگیا اور پسینہ پسینہ ہوگیا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہوگئے فرمایا پھر کیا ہوا عرض کیا پھر استاد کو رحم آگیا اور کان چھڑادیئے۔اور خطا معاف کردی پھر پیار کرلیا۔اور کہا جاؤ پڑھو فرمایا یہی حالت نماز میں پیدا کرو جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور کچھ تکان ہوگا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہوگی اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہوگا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مارے گا پھر حضور اور خشوع و خضوع اور لذت اور ذوق وشوق پیدا ہو جاوے گا لوگ نماز تو جلدی ادا کرلیتے ہیں اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں نظر کہیں ہوتی ہے ہاتھ کہیں ہوتے ہیں۔دل کسی اور طرف لگا ہوا ہوتا ہے حضور کہاں سے ہو حضور اور ذوق جس کو حلاوت ایمانی کہتے ہیں وہ تو نماز میں ہونی چاہئے بعض راگ اور سرود

سے حضور و تضرع اور ذوق حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ فضول ہے وہ ایک آنی اور عارضی ذوق ہوتا ہے جو پائدار نہیں ہوتا جس کو ایک بار سچا اور حقیقی ذوق اور تضرع حاصل ہو جائے قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہیئے اور تہجد کی نماز ضرور پڑھنی چاہیئے میں نے عرض کیا کہ سستی کا بھی کوئی علاج ہے فرمایا اس وقت غسل کر لیا کرو سستی دفع ہو جائے گی ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں نماز تہجد سے انسان مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے مقام محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے پھر فرمایا قوالی تو سنی ہوگی میں نے عرض کیا کہ ہاں سنی ہے فرمایا وجد آیا عرض کیا کہ ہاں آیا فرمایا دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے قوالی کے بعد وجد نہیں آتا اسی طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہیئے جو حقیقی وجد ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجد ہے جو آناً فاناً سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق شوق و وجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے ایک دفعہ فرمایا کہ حقیقی رونا آجاوے تو ہنسنا کیسا۔ لوگ قوالی میں روتے ہیں وجد کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جاتی رہتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور بعد میں سب منہیات اور معاصی کے اسی طرح پابند رہتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حقیقی لذت و وجد کو قرآن شریف میں فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ یہ بات قوالی کے سننے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ عارضی ہے ذوق حقیقی سے ذوق عارضی کو کیا نسبت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ نماز میں لذت و سرور اور ذوق و شوق کیونکر حاصل ہو۔فرمایا تم نے کبھی شراب پینے والوں کو دیکھا ہے۔عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے۔فرمایا اگر ایک پیالی شراب میں نشہ نہ ہو تو شرابی کیا کرے گا۔عرض کیا اور پیئے گا۔فرمایا تب بھی نشہ نہ ہو تو پھر۔عرض کیا اور پی لیوے گا۔فرمایا کب تک۔عرض کیا جب تک نشہ نہ ہو۔فرمایا یہی حال نماز میں پیدا کرو نماز کا ذوق اور حضور نماز سے ہی ملے گا جب تک لذت و سرور حاصل نہ ہو نماز کو زیادہ دیر تک پڑھو لذت

و سرور سب کچھ حاصل ہو جاوے گا فرمایا انسان کی حالت زمین کی حالت سی ہے بعض جگہ پانچ سات ہاتھ پر پانی نکل آتا ہے بعض مقام پر دس بیس ہاتھ پر اور بعض مقام پر پچاس سو ہاتھ پر پانی نکلتا ہے سو انسان جس قدر جدو جہد کرے گا اسی قدر جلد پانی نکلے گا انسان کو دعاؤں اور نمازوں میں تھکنا اور ماندہ ہونا اور سست ہونا نہیں چاہئے جیسے کنواں کھودنے والے ناامید نہیں ہوتے ایک روز ایسا ہوتا ہے کہ پانی نکل آتا ہے سو نماز پڑھنے والا کبھی نہ کبھی رحمت الٰہی کے چشمہ کو پالیتا ہے اور ذوق و شوق کماحقہ حاصل کرلیتا ہے اور یہی انسان کی سعادت اور اس کی خلقت کی علت غائی ہے۔

درحقیقت جیسا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ اسی قدر وظیفہ پڑھو گے تو مرد بن جاؤ گے یہ وظیفہ اور نماز ہی ایسی نکلی کہ بہت مشکل اس کا ادا کرنا ہو گیا اور جب ادا ہوا تو خدا کے فضل سے وہ لذت و سرور اور ذوق و شوق اور کشف حقائق ہوا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو آگے بیان کروں گا۔ ہاں پھر میں نے عرض کیا کہ درود شریف کونسا پڑھا جاوے فرمایا جو درود یاد ہو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنی زبان سے فرماویں تو فرمایا کہ جو نماز میں التحیات کے بعد پڑھا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

پھر میں نے ایک روز موقعہ پاکر عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تو میں سرساوہ ہو آؤں۔ سرساوہ قریب ہے فرمایا کتنی دور ہے عرض کیا کہ سو کوس ہے فرمایا یہ نزدیک ہے؟ میں نے عرض کیا صبح کی نماز لدھیانے پڑھی جاوے تو ظہر کی نماز سرساوہ پڑھی جاوے۔ سرساوہ میں اسٹیشن ہے فرمایا تم جاتے ہو ہمارا دل نہیں لگنے کا میں نے عرض کیا کہ جلد حاضر ہو جاؤں گا فرمایا ایک ہفتہ سے زیادہ

مت لگانا عرض کیا کہ بہت اچھا فرمایا کل صبح کو چلے جانا فرمایا آج کیا دن ہے عرض کیا اتوار ہے فرمایا پیروں کا سفر پیر کو ہی بہتر ہے اور پیر کو ہی واپس آجانا سو میں پیر کو موافق حکم روانہ ہوا اور پیر کو ہی واپس آگیا اگرچہ سب نے تقاضا ٹھہرنے کے لئے تو بہت کیا لیکن میری بیوی نے کہا کہ حکم امام علیہ السلام اور عہد کے خلاف نہیں کرنا چاہئے جب پیر کے روز حاضر ہوا دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے فرمایا۔ آپ تو ہماری مجلس کی رونق ہی لے گئے تھے نور محمد ہانسوی لودھیانہ رہا اور اس عرصہ میں اللہ بندہ ہانسوی بھی ہانسی سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا میں تین چار ماہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔

ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت جب سے آپ سے بیعت کی ہے تب سے سلسلہ بیعت تو جاتا رہا اور لوگ بیعت کے لئے بہت چاہتے ہیں اب کیا حکم ہے آیا بیعت کروں یا نہ کروں فرمایا نیک صالح آدمی دیکھ کر بیعت کرلیا کرو بیعت تو عمدہ چیز ہے پھر اس پر ایک بزرگ کی حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ تھے ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے بھی کوئی نجات کا سامان تیار کیا ہے اس بزرگ نے فرمایا کہ ہاں بہت بڑا سامان تیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ستر آدمی بیعت کئے ہیں جن کو توبہ کرائی ہے اس شخص نے کہا کہ یہ کیا نجات ہوئی یہ تو اور گلے میں بار بوجھ ڈال لیا فرمایا بوجھ بار والوں کے واسطے بوجھ بار ہے لیکن ہمارے واسطے نجات کا سامان ہے کیونکہ میں نے بیعت توبہ لی ہے انہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے سو ہم بھی توبہ میں شریک ہوگئے اگرچہ مجھے حضرت اقدس علیہ السلام نے بیعت لینے کی اجازت تو دیدی تھی لیکن میں نے بیعت لینی مناسب نہیں سمجھی جب امام وقت موجود ہے تو ہماری کیا حاجت ہے اور پھر نیک صالح کی قید لگادی نہ کوئی نیک صالح ملا نہ کسی کو بیعت کیا۔

واقعات مباحثہ لدھیانہ

اب پھر اسی مضمون کو لکھتا ہوں کہ مولوی ابوسعید محمد حسین لدھیانہ آئے اور پیام

وسلام مباحثہ کے پہنچائے رات کے وقت اللہ دین واعظ لدھیانوی اور مولوی عبداللہ مجتہد مرحوم اور مولوی رحیم بخش لاہوری اور مولوی نظام الدین آئے یہ اور ایک میں اور ایک حضرت اقدس بیٹھے تھے ان تینوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو اللہ والے ہیں اور مولوی محمد حسین کالا ناگ ہے اور حنفیوں سے بہت موقعوں پر مباحثہ میں فتح پائے ہوئے ہے۔ اور بہت چلتا پرزہ آدمی ہے آپ اس سے بحث نہ کریں آپ کا کام بحث کا نہیں ہے فرمایا اس کو کوئی اللہ والا نہیں ملا۔ انشاء اللہ بحث ہونے دو اس کی علمیت کی پوری حقیقت کھولدی جاوے گی اور یہ جان جائے گا کہ بحث اس کا نام ہے بیچارے ملانوں سے اس کا پالا پڑا ہے اللہ والے اور صاحب بصیرت سے کبھی کام نہیں پڑا۔ پھر فرمایا کہ اس کے دماغ میں تکبر کا کیڑا ہے وہ جب تک نہیں نکلے گا تب تک ٹھنڈک نہیں پڑے گی۔ پھر مولوی عبداللہ مرحوم نے عرض کیا کہ بحث کس مسئلہ میں ہوگی فرمایا وفات مسیح میں بحث ہوگی اور یہی اصل ہے عرض کیا کہ اگر وہ وفات مسیح میں بحث نہ کرے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ وفات مسیح کے مسئلہ کو نہیں چھیڑے گا وہ تو نزول مسیح کے مسئلہ میں گفتگو کرے گا فرمایا نزول مسیح کی بحث سے کیا تعلق ہے نزول مسیح تو ہم خود مانتے ہیں اگر نزول مسیح ہم نہ مانتے تو ہمارا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کب چل سکتا تھا پھر تو ہمارا دعویٰ اور بنائے دعویٰ ہی غلط تھا اور جو اس نے نہ مانا اور وفات مسیح کی بحث ترک کی اور نزول مسیح پر ہی زور دیا تو لامحالہ وفات مسیح کی بحث تو ضرور آوے گی پھر اس پر ایک مثال فرمائی کہ ایک زمیندار کسی کے کھیت میں چلا گیا اور کچھ بالیں توڑلیں مالک آگیا اور کہا کہ میرے کھیت میں سے بالیں کیوں توڑیں اس نے جواب دیا کہ کل تو نے اپنے بیٹے کی شادی کی میرے پاس کوئی آدمی بلانے کے لئے اور مشورہ کے لئے کیوں نہ پہنچا اس نے کہا کہ ذکر تو بالوں کے توڑنے کا ہے اور تو شادی کا ذکر لے بیٹھا اس نے جواب دیا کہ گلاں وچوں گلاں نکل آوندیاں نیں۔ پنجابی الفاظ میں یہ جملہ اس وقت حضرت اقدس

علیہ السلام نے فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ یہ ہوا کہ باتوں میں سے باتیں نکل آتی ہیں پھر آپ نے ہنس کر فرمایا کہ وفات میں کھینچ کر لے آنا تو سہل ہے پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب مباحثہ نمرود بادشاہ سے ہوا تو آپ نے دلیل پیش کی کہ خدا وہ ہے جو مارتا اور زندہ کرتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ عقل میں کمزور اور سمجھ میں ناقص ہے تو جھٹ پٹ اس دلیل سے پھر کر فرمایا کہ میرا رب وہ ہے کہ جو آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے تو اگر سچا ہے تو مغرب سے لے آ۔ اس پر وہ مبہوت ہوگیا مولوی محمد حسین صاحب سے بحث تو ہونے دو دیکھا جائے گا۔

مولوی نظام الدین کا بحث کو آنا اور بیعت کرکے جانا

دوسرے روز صبح کو آٹھ نو بجے مولوی نظام الدین اور مولوی محمد حسین اور دو تین اور شخص تھے مولوی محمد حسن کے مکان پر آپس میں گفتگو ہوئی۔ مولوی نظام الدین نے کہا کہ حضرت مسیح کی زندگی پر بھی قرآن شریف میں کوئی آیت ہے۔ مرزا تو آیت پر اڑ رہا ہے تو مولوی محمد حسین نے کہا بیس آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں مولوی نظام الدین مرحوم ومغفور نے کہا تو میں اب مرزا صاحب کے پاس جاؤں اور گفتگو کروں انہوں نے کہا کہ ہاں جاؤ پس مولوی نظام الدین مرحوم جلدی جلدی حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولوی عبدالکریم اور منشی غلام قادر صاحب فصیح اور فضل شاہ صاحب اور شہزادہ عبدالمجید صاحب اور مولوی تاج محمد صاحب۔ اور مولوی عبدالقادر صاحب جمال پوری اور قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم ومغفور اور عباس علی مرتد اور نور محمد ہانسوی مرحوم اور اللہ بندہ ہانسوی اور منشی ظفر احمد صاحب اور دیگر اور صاحب اور خاکسار حاضر تھے آتے ہی کہا کہ مرزا جی تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ قرآن شریف ہے مولوی نظام الدین مرحوم نے کہا کہ

اگر قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کی آیت موجود ہو تو آپ مان لیں گے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ہم مان لیں گے مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں ایک دو نہیں بیس آیتیں قرآن شریف کی حضرت عیسیٰ کی زندگی پر لادوں گا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا بیس آیت کیا اگر تم ایک ہی آیت لادو گے تو میں قبول اور تسلیم کرلوں گا اور اپنا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا چھوڑ دوں گا اور توبہ کرلوں گا۔

فرمایا۔ مولوی صاحب یاد رہے تم کو یا کسی کو ایک آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں نہیں ملے گی مولوی نظام الدین نے کہا دیکھنا پکے رہنا تم ایک ہی کہتے ہو میں بیس آیتیں ابھی لاکر دیتا ہوں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے ایک آیت بھی لادی تو میں ہار گیا اور تم جیت گئے اب عباس علی کو کھٹکا ہوا۔ اور مجھ سے چپکے سے کہنے لگا کہ مرزا صاحب کیوں اڑتے ہیں ادھر بھی تو مولوی ہیں وہ کیا جھوٹ بولتے ہیں اگر آیت مسیح کی زندگی میں نکل آئی تو ہمیں منہ دکھانے کی جگہ نہ ہوگی میں نے کہا عباس علی صاحب ہرگز بھی حضرت مسیح کی زندگی کی کوئی آیت نہیں ہے۔ کیا یہ تحدی حضرت اقدس کی یوں ہی ہے اگر حضرت مسیح کی زندگی کی کوئی آیت قرآن شریف میں ہوتی تو اتنے مولوی دنیا میں موجود ہیں اور خاص کرلدھیانہ میں مولوی ہیں وہ کبھی کے پیش کردیتے ان کا پیش نہ کرنا اور زبانی باتیں کرنا اور دعویٰ کرنا ہی بتلاتا ہے کہ ایک بھی آیت حیات مسیح کے بارہ میں نہیں ہے بس مولوی نظام الدین چادر اور جوتہ اور دوپٹہ وہیں چھوڑ کر برہنہ پا دوڑتے ہوئے ان مولویوں کے پاس گئے اور کہا کہ میں مرزا صاحب کو ہرا آیا ہوں اور توبہ کرا آیا ہوں مولوی صاحبان اس بات کو سن کر خوش ہوئے اور کہا کس طرح سے مولوی صاحب مرزا کو ہرا آئے شاباش شاباش تم نے اس وقت بڑا کام کیا ہے مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں بیس آیتوں کا وعدہ کر آیا ہوں کہ قرآن شریف کی حضرت عیسیٰ کی زندگی میں لادوں گا اب

مجھے بیس آیتیں قرآن شریف سے نکال کردو مولوی محمد حسین بولے کہ حدیثیں نہیں پیش کیں کہا کہ حدیثوں کا تو ذکر ہی نہیں مقدم قرآن شریف ہے مولوی محمد حسین نے کھڑے ہو کر اور گھبرا کر دوپٹہ یعنی عمامہ سر سے پھینک دیا اور کہا کہ تو مرزا کو ہرا کے نہیں آیا ہمیں ہرا آیا اور ہمیں شرمندہ کیا میں مدت سے مرزا کو حدیث کی طرف لا رہا ہوں اور وہ قرآن شریف کی طرف مجھے کھینچتا ہے قرآن شریف میں اگر کوئی آیت مسیح کی زندگی میں ہوتی تو ہم کبھی کی پیش کردیتے ہم تو حدیثوں پر زور دے رہے ہیں قرآن شریف سے ہم سرسبز نہیں ہوسکتے اور قرآن شریف مرزا کے دعوے کو سرسبز کرتا ہے تب ☆ تو مولوی نظام الدین کی آنکھیں کھل گئیں اور کہا کہ جب قرآن شریف تمہارے ساتھ نہیں ہے تو اتنا دعویٰ تم نے کیوں کیا تھا اور کیوں بیس آیتوں کے دینے کا مجھ سے وعدہ کیا تھا اب میں کیا منہ لیکے مرزا کے پاس جاؤں گا اگر قرآن شریف تمہارے ساتھ نہیں- تمہارا ساتھ نہیں دیتا اور مرزا کے ساتھ ہے اور مرزا کا ساتھ دیتا ہے تو میں بھی مرزا کے ساتھ ہوں تمہارے ساتھ نہیں یہ دنیا کا معاملہ نہیں ہے جو شرم کرنی چاہئے یہ دین کا معاملہ ہے جدھر قرآن شریف ادھر میں اس پر مولوی محمد حسین نے کہا کہ مولوی صاحب یہ مولوی نظام الدین تو کم عقل آدمی ہے اس کو ابو ہریرہ والی آیت نکال کر دکھا دو- مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں تو خالص اللہ تعالیٰ کی آیت لوں گا ابو ہریرہؓ کی آیت نہیں لینے کا دونوں مولوی بولے ارے بیوقوف آیت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے لیکن ابو ہریرہؓ نے نقل کی ہے اب مولوی نظام الدین وہاں سے چلنے لگے ..... مولوی محمد حسین نے جب دیکھا کہ مولوی نظام الدین ہاتھ سے گیا اور تو کوئی بات نہ سوجھی کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن صاحب تم اس کی روٹی بند کردو آئندہ اس کو روٹی مت دینا بات یہ ہے کہ مولوی نظام الدین ہمیشہ کھانا مولوی محمد حسن صاحب کے ہاں کھایا کرتے

☆ (میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی محمد حسین نے یہ باتیں کیں اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے (سراج الحق)

تھے اس وقت روٹی کا دباؤ دیا مگر مولوی نظام الدین خدا کے فضل سے ایسا بودا اور ضعیف الایمان تھوڑا ہی تھا کہ روٹی کے احسان میں دب جاتا ہاتھ جوڑ کر ظرافت سے مولوی نظام الدین کہنے لگے کہ مولوی صاحب میں نے قرآن شریف چھوڑا روٹی مت چھوڑواؤ اس بات کے کہنے سے محمد حسین شرمندہ ہوا اور کہا جا بیٹھ جا مرزا کے پاس مت جانا حضرت اقدس علیہ السلام مولوی نظام الدین مرحوم کی اس ظرافت اور لطیفہ کو اکثر بیان کرتے تھے اور حضرت اقدس کا ہاتھ جوڑ کر مولوی نظام الدین کی نقل بیان کرنا ایسا پیارا معلوم ہوتا تھا کہ دل کو لبھا لیتا تھا۔ اور جب مولوی نظام الدین حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ضرور ان سے یہ بیان کرواتے کہ مولوی صاحب کیوں کر یہ معاملہ گزرا اور مولوی نظام الدین اسی طرح سے ہاتھ جوڑ کر بیان کرتے اور ہنستے اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی ہنستے بالآخر مولوی نظام الدین وہاں سے چلے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں آکر اور شرمندہ سے ہو کر رہ گئے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب بیس آیت انیس آیت دس پانچ دو چار ایک آیت لائے مولوی نظام الدین صاحب مرحوم خاموش دو چار بار کے دریافت کرنے سے رو کر عرض کیا کہ حضرت وہاں تو یہ معاملہ گزرا میری روٹی ہی بند کردی اب تو جدہر قرآن شریف ادھر میں پھر مولوی صاحب نے بیعت کرلی ان کا بیعت کرنا تھا اور مولویوں میں ایک شور مچنا تھا۔

عباس علی کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ اور مولویوں کے پاس تو حیات مسیح کی کوئی دلیل نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے پاس اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے میں نے کہا کہ عباس علی تم تو بہت روز سے حضرت اقدس کی صحبت میں ہو اور مجھ سے بھی پہلے کے ہو تم کو اتنی بد ظنی کیوں ہے اس روز سے کچھ بد ظنی کا مادہ عباس علی میں پیدا ہونے لگا عباس علی کو کیمیا کی بھی دھت تھی اور مہوسی کا بھی شوق تھا ایک روز نواب صاحب کی کوٹھی پر صبح ہی صبح عباس علی آئے اور کہنے

لگے کہ سونا چاندی بن سکتا ہے کہ نہیں اس کا کوئی نسخہ یاد ہو تو بتلاؤ میں نے کہا سونا چاندی ہرگز نہیں بن سکتا کیونکہ میں نے صدہا فقیروں اور مہوسوں کو دیکھا ہے ان کو بناتے نہیں دیکھا ایک آنچ کی کسر ضرور رہ جاتی ہے اور میرا بچپن سے یہ اعتقاد تھا کہ کیمیا کوئی شے نہیں ہے عباس علی بولے کہ کیا کرامت سے کیا معجزہ سے بھی نہیں بن سکتی۔ میں نے کہا ہرگز نہیں بن سکتی ہے اس واسطے صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ قلب ماہیت حقیقی جائز نہیں ہے گو عارضی ہو جاوے جیسے سفید کپڑا رنگا جاتا ہے لیکن بعد مدت کے وہ پھر اصلیت پر آجاتا ہے آپ معجزہ کرامت کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ میرا کہنا تھا اور عباس علی کا بگڑنا تھا پھر ہم دونوں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں گئے اور میں نے عرض کیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ سونا چاندی معجزات سے کرامات سے یا جڑی بوٹی سے اور یا اور طرح سے نہیں بن سکتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا سچ ہے معجزہ کی حقیقت یہی ہے کہ آئندہ کے واقعات بتلائے جاتے ہیں اور امور مستقبلہ پیش آمدہ سے اطلاع دیجاتی ہے اسی واسطہ نبی کو نبی یعنی مستقبل کا خبر دہندہ کہا گیا ہے اور رسول کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ ہدایت اور نور کی رسالت کرتا ہے اور آئندہ کے لئے جو عذاب الٰہی نافرمانی سے آتا ہے اسکی پیغامبری کرتا ہے خواہ وہ عذاب دنیا میں آوے خواہ قیامت کے روز۔

الحمد للہ کہ خاکسار کو بچپن سے جب سے کہ میں نے ہوش سنبھالا ہے چار چیزوں پر کبھی یقین نہیں ہوا ایک کیمیا پر دوسرے دیوانوں کے ولی اللہ سمجھنے پر تیسرے دست غیب پر جو لوگ وظیفے پڑھتے ہیں کہ روپیہ روز یا پانچ روپیہ روز بستر کے نیچے سے یا مصلّے کے نیچے سے غیب سے مل جایا کریں چوتھے اسبات سے مرا دل کراہت کرتا رہا کہ انگریزوں کی بادشاہت جاتی رہے۔ لوگ تو ہمیشہ یہی چاہتے رہے کہ سلطنت برطانیہ جاتی رہے انگریزوں کا راج جاتا رہے۔ اور مسلمان بادشاہ آجاوے۔ جو یہ کہتا میرے تن بدن میں آگ کا شعلہ بھڑک جاتا تھا اور اس

بات پر لڑائی بھی ہو جاتی تھی اور میرے دل سے یہ بات پیدا ہوتی کہ خدا کرے انگریزی سلطنت قائم رہے ان کا بول بالا رہے۔ مسلمان بادشاہ آکر ہمیں کیا دے گا یہ چاروں باتیں حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی بیان کی تھیں اور میری بات اور میرے یقین کی تصدیق کی تھی اور فرمایا کہ آج اگر مسلمانوں کی بادشاہت ہوتی تو اس طرح سے ہم کب تبلیغ و اشاعت دین اور مقاصد سلسلہ احمدیہ کر سکتے تھے یہ خدا کا فضل اور رحم ہوا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے پہلے انگریزوں کی سلطنت کو اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا۔

بٹالوی سے آغاز مباحثہ

پھر مولوی محمد حسین سے مباحثہ قرار پایا اور دن مباحثہ کا مقرر ہو کر مباحثہ کے لئے مولوی محمد حسین حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر آئے اور ساتھ مولوی محمد حسن اور سعد اللہ نو مسلم اور پانچ سات اور شخص بھی آئے اور ایک سوال لکھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کے آگے رکھ دیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کا جواب لکھ دیا اور مجھ* سے فرمایا کہ کئی قلم بنا کر میرے پاس رکھ دو اور جو ہم لکھتے جائیں اس کی نقل کرتے جاؤ چنانچہ میں نقل کرنے لگا اور آپ لکھنے لگے جب سوال و جواب اسدن کے لکھ لئے گئے تو مولوی محمد حسین نے خلاف عہد زبانی وعظ شروع کر دیا اور بیان کیا کہ مرزا صاحب کا جو یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف حدیث پر مقدم ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے بلکہ عقیدہ یہ چاہئے کہ حدیث قرآن شریف پر مقدم ہے اور قرآن شریف کے متعلق مسائل کو حدیث کھولتی ہے اور وہی فیصلہ کن ہے خلاصہ مولوی صاحب کی تقریر کا یہی تھا پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے چونکہ یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ زبانی تقریر کوئی نہ کرے مولوی صاحب نے اس معاہدہ کے خلاف تقریر کی ہے سو میرا بھی حق ہے

---

* حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ ہر روز کئی کئی قلم مجھ سے بنوا کر رکھ لیتے اور جو میں نہ ہوتا تو جیسا قلم ہاتھ میں آجاتا ٹوٹا پھوٹا ویسے سے ہی لکھ لیا کرتے تھے بعض وقت سیاہی نہ ہوتی تو قلم کو لب لگا کر لکھ لیتے تھے۔ منہ۔

کہ میں بھی کچھ تقریر زبانی کروں پھر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ کسی طرح بھی صحیح اور درست نہیں ہے کہ حدیث قرآن شریف پر مقدم ہے ناظرین! سننے کے لائق یہ بات ہے کہ چونکہ قرآن شریف وحی متلو ہے اور تمام کلام مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جمع ہو چکا تھا اور یہ کلام الٰہی تھا اور حدیث شریف کا ایسا انتظام نہیں تھا اور نہ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھی گئی تھیں اور وہ مرتبہ اور درجہ جو قرآن شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کو نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت در روایت پہنچی ہیں اگر کوئی شخص اس بات کی قسم کھاوے کہ قرآن شریف کا حرف حرف کلام الٰہی ہے۔ اور جو یہ کلام الٰہی نہیں ہے تو میری بیوی پر طلاق ہے تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق وارد نہیں ہو سکتا۔ اور جو حدیث کی نسبت قسم کھالے اور کہے کہ لفظ لفظ حرف حرف حدیث کا وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے منہ سے نکلا ہے اگر نہیں ہے تو میری جورو پر طلاق ہے تو بے شک وشبہ اس کی بیوی پر طلاق پڑ جاوے گا یہ حضرت اقدس کی زبانی تقریر کا خلاصہ ہے اس بیان اور تقریر پر اور نیز اس پرچہ تحریری پر جو حضرت اقدس علیہ السلام سناتے تھے چاروں طرف سے واہ واہ کے اور سبحان اللہ کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ اور یہاں تک ہوتا تھا کہ سوائے سعد اللہ اور مولوی صاحب کے ان کی طرف کے لوگ بھی سبحان اللہ بے اختیار بول اٹھتے تھے دو تین شخصوں نے کہا کہ ہمارا خیال تھا کہ مرزا صاحب جو زبانی بحث نہیں کرتے اور تحریری کرتے ہیں وہ تقریر نہیں کر سکتے۔ مگر آج معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو زبانی تقریر بھی اعلیٰ درجہ کی آتی ہے اور ملکہ تقریر کرنے کا بھی اول درجہ کا ہے اور آپ جو تحریر کو پسند کرتے ہیں اس لئے نہیں کہ آپ تقریر کرنے میں عاجز ہیں بلکہ اس واسطے کہ تحریر سے حق وباطل کا خوب فیصلہ ہو جاوے اور ہر ایک پوری طرح احقاق حق اور ابطال باطل میں تمیز کر لے اور حاضر وغائب پر پورا پورا سچ اور جھوٹ کھل جاوے۔ مولوی صاحب اس پر خفا ہوتے اور کہتے

کہ لوگو تم سننے کو آئے ہو یا واہ واہ اور سبحان اللہ کہنے کو آئے ہو اور جو دونوں طرف کی تحریریں ہیں وہ طبع ہو چکی ہیں ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اس مباحثہ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حدیث اور قرآن شریف پر سیر کن بحث کی ہے اور آئندہ کے لئے تمام بحثوں کا خاتمہ کردیا ہے چھ سات روز تک یہ مباحثہ حضرت اقدس علیہ اسلام کے مکان پر ہوا اب مولوی صاحب نے پیر پھیلائے اور چاہا کہ کسی طرح سے پیچھا چھوٹے۔ بہانہ یہ بنایا کہ اتنے روز تو آپ کے مکان پر مباحثہ رہا اب میری جائے فرود گاہ یعنی مولوی محمد حسن غیر مقلد کے مکان پر مباحثہ ہونا چاہئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ بھی منظور فرمالیا اور باقی دنوں تک مولوی محمد حسن کے مکان پر مباحثہ رہا جب حضرت اقدس علیہ السلام وہاں تشریف لے جاتے تو میں حاضر ہو جاتا ورنہ مجھے بلوا لیتے اور جب تک میں حاضر نہ ہولیتا تو آپ تشریف نہ لے جاتے آخر کار یہ ہوا کہ چالاکیاں تو مولوی محمد حسین نے بہت کیں مگر کوئی چالاکی نہ چلی لیکن ایک پرچہ پھر بھی چرالیا جس کا مباحثہ میں حوالہ دیا گیا۔

مولوی محمد حسن کے مکان پر دو چار ہی لوگ ہوتے تھے تیرہ روز تک یہ مباحثہ رہا اور لوگ بہت سے تنگ آگئے اور چاروں طرف سے خطوط آنے لگے۔ اور خاص کر لودھیانہ کے لوگوں نے غل مچایا کہ کہاں تک اصول موضوعہ میں مباحثہ رہے گا اصل مطلب جو وفات و حیات مسیح کا قرار پایا ہے وہ ہونا چاہئے خدا کرے ان اصول موضوعہ مولوی صاحب کا ستیاناس ہووے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی بار بار فرمایا کہ مباحثہ تو وفات و حیات مسیح میں ہونا ضروری ہے تاکہ سب مسائل کا یکدم فیصلہ ہو جاوے --------- مگر مولوی صاحب اس اصل مسئلہ کی طرف نہ آئے پر نہ آئے مولوی صاحب کے پاس چونکہ دلائل حیات مسیح کے نہ تھے اس واسطہ اس بحث کو ٹالتے رہے شہر میں یہ چرچا ہوا کہ دو شخص بحث کر رہے ہیں ایک خود مذہب ایک لامذہب خود مذہب حضرت اقدس

علیہ السلام کو کہتے تھے اور لا مذہب مولوی محمد حسین کو کہتے تھے۔

ایک دن عباس علی نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت اس مولوی محمد حسین نے جو چوری کی ہے اس چوری کا حال بھی آپ جتلا دیں فرمایا ہاں ہاں موقعہ آنے دو۔ جتلا دیں گے اور وہ چوری یہ ہوئی کہ کتاب ازالہ اوہام جو امرتسر میں شیخ نور احمد صاحب کے اہتمام میں چھپتی تھی اس کا ایک پروف روزانہ حضرت مولانا نور الدین صاحب کی خدمت میں جموں جایا کرتا تھا اور غزنویوں میں سے ایک حضرت مولانا کا داماد بھی تھا اس نے کچھ ورق ازالہ اوہام کے چرا کر مولوی محمد حسین کے پاس بھیج دیئے تھے جن کا حوالہ مولوی محمد حسین نے اپنے مباحثہ کے تحریری پرچہ میں دیا ہے۔

غزنوی مولوی ثم امرتسری کا یہ فتویٰ ہے کہ غیر مذہب والے کی چوری جائز ہے خواہ حنفی ہو یا شافعی یا وہابی یا شیعہ یا خارجی اور دیگر مذاہب کے ہاں چوری بالاولیٰ جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو تو کافر ہی جانتے ہیں۔ اس واسطہ اس سرقہ کے مرتکب ہوئے۔

ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ ایک آدمی غزنویوں کا ہمارے پاس رہا کرتا تھا جب سودا منگواتے تو وہ دونی چونی ہر روز لے آتا۔ ہم نے ایک روز دریافت کیا کہ تو یہ کہاں سے لے آتا ہے اس نے کہا کہ ہمارے مولویوں کا یہ فتویٰ ہے کہ سوائے اہل حدیث کے اور کوئی مسلمان نہیں ہے سب کی چوری کرو۔ اور ان کا مال حلال ہے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ اس کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اپنے پاس سے نکال دیا یا کیا۔

ایک پشوری شخص حضرت اقدس علیہ السلام کا مرید ہوا اور وہ نانبائی تھا۔ لنگر میں روٹی پکایا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے کتنے ہی حنفیوں کا مال چرا لیا۔ اسباب چرا لیا۔ روپیہ پیسہ چرا لیا اور میں نے یہ فتویٰ امرتسری غزنویوں سے سنا تھا کہ چوری کرنی غیر مذہب والوں کی خواہ وہ حنفی ہوں مقلد ہوں یا کوئی ہوں جائز ہے۔

یہ چوری چوری نہیں ہوتی اب حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کرکے توبہ کی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوا کہ کسی کی بھی چوری جائز نہیں ہے خواہ وہ ہندو ہو عیسائی ہو یہود ہو شافعی ہو۔ مقلد ہو وہابی ہو موحد ہو۔ وہ اپنے واقعات سرقہ کے بہت سنایا کرتا تھا اور پھر روتا اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا یہ ہے ان مولویوں کی مولویت اور علم و عمل اور فتویٰ۔ یہ آیت ان ہی لوگوں اور ایسے ہی لوگوں کے واسطے ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۝ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں عالم فاضل اور خاص عام بگڑ جاتے ہیں اور اپنے نزدیک وہ ملائکۃ اللہ بنے ہوئے ہوتے ہیں لیکن خدا کی نظر میں وہ ابلیس ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنا مامور و مرسل بھیج کر انکی تلبیس کھولتا ہے تب وہ چیختے چلاتے ہیں اور فریاد و شور کرتے ہیں اور مصلح کو مفسد اور صادق کو کاذب اور مامور مرسل کو مفتری کہنے لگتے ہیں۔

غرض جب تیرہواں روز مباحثہ کا ہوا تو عیسائی مسلمان ہندو وغیرہ کا بہت ہجوم ہو گیا میں نواب صاحب مرحوم موصوف کی کوٹھی پر تھا اور روانگی کا ارادہ کر رہا تھا۔ حضرت اقدس معہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور منشی غلام قادر صاحب فصیح اور قاضی خواجہ علی صاحب اور الہ دین صاحب واعظ وغیرھم مولوی محمد حسن کے مکان پر تشریف لے گئے اور میرے پاس مولوی نظام الدین مرحوم اور مولوی عبداللہ مجتہد مرحوم کو بھیجا کہ جلد صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو لے آؤ پس میں چلا اور مکان کا دروازہ مولوی محمد حسن نے باشارہ مولوی محمد حسین بند کرادیا تھا کہ آدمی مرزا صاحب وغیرہ کا مضمون سننے کے لئے نہ آوے۔ چونکہ مضمون میرے پاس تھا اور رات بھر میں میں نے اصل سے نقل دینے کے واسطے کرلی تھی اس واسطے اور بھی حضرت اقدس کو میرا انتظار ہوا جب میں آیا تو

دردازہ بند پایا اور دردزہ پر اور سینکڑوں آدمی تھے بمشکل تمام دروازہ مولوی نظام الدین صاحب مرحوم نے کھلوایا میرے ساتھ سب آدمی اندر گھس گئے اور مولوی محمد حسن اور مولوی محمد حسین کا چہرہ زرد ہوگیا۔ مجھے مولوی محمد حسن نے کہا کہ تم کیوں آگئے میں نے کہا ہم کیسے نہ آویں مباحثہ تو گویا ہمارے ساتھ ہے اور کاتب مباحثہ میں ہوں حضرت اقدس علیہ السلام نے مضمون سنانے سے پہلے فرمایا کہ مولوی صاحب اب یہ مباحثہ طول پکڑ گیا ہے اس کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے اصل مطلب وفات وحیات مسیح علیہ السلام میں بحث ہونی مناسب ہے مگر مولوی صاحب کب ماننے والے تھے ان کے ہاتھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں کیا دھرا تھا جب حضرت اقدس علیہ السلام نے پرچہ سنانا شروع کیا تو مولوی صاحب کا چہرہ سیاہ پڑگیا اور ایسی گھبراہٹ ہوئی اور اس قدر ہوش وحواس باختہ ہوئے کہ نوٹ کرنے کے لئے جب قلم اٹھایا تو زمین پر قلم مارنے لگے دوات جوں کی توں رکھی رہ گئی اور قلم چند بار زمین پر مارنے سے ٹوٹ گیا اور جب یہ حدیث آئی کہ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو حدیث میری معارض قرآن ہو وہ چھوڑ دی جائے اور قرآن کو لے لیا جائے اس پر مولوی محمد حسین کو نہایت غصہ آیا اور کہا یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے۔ اور جو یہ حدیث بخاری میں ہو تو میری دونوں بیویوں پر طلاق ہے اس طلاق کے لفظ سے تمام لوگ ہنس پڑے اور مولوی صاحب کو مارے شرم کے کچھ نہ بن پڑا اور بعد میں کئی روز تک لوگوں سے مولوی صاحب کہتے رہے کہ نہیں نہیں میری دونوں بیویوں پر طلاق نہیں ہوا اور نہ میں نے طلاق کا نام لیا ہے اب جو دس بیس سو دو سو کو خبر تھی تو مولوی صاحب نے ہزاروں کو خبر دیدی مولوی صاحب پر غضب اور مغلوب الغضب تو تھے ہی غصہ میں خدا جانے کیا کیا زبان سے نکلا۔

عباس علی کا ارتداد

مباحثہ تو ختم ہوگیا اور مولوی صاحب کا غصہ اور بھی بھڑک گیا عباس علی مباحثہ کے ایام میں مولوی

محمد حسین کے مکان پر جانے لگے اور جانے کی یہ ضرورت ہوئی کہ ایام مباحثہ میں جو پرچہ مولوی محمد حسین کا نقل کے بعد منگوایا جاتا تو عباس علی کو بھیجا جاتا۔ پس یہ جانا عباس علی کا غضب ہوگیا اور یہ پھنس گیا مولوی محمد حسین اور محمد حسن ان کو کھانا کھلانے لگے اور جب یہ جاتے تو سروقد تعظیم کو کھڑے ہو جاتے اور کہتے میر عباس علی صاحب تم تو سید ہو آل رسول ہو تمہارا تو وہ مرتبہ ہے کہ لوگ تم سے بیعت ہوں اور تم افسوس مرزا کے مرید ہوگئے جو دین سے پھر گیا برگشتہ ہوگیا امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ امام مہدی تو سیدوں میں سے ہوگا۔ یہ مغل چغل کہاں سے بن گیا نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ دونوں مولوی عباس علی کے ہاتھ چومتے اور دو ایک روپیہ بھی نذرانہ کا دیتے اور کہتے کہ تمہاری شان اعلیٰ وارفع وہ ہے کہ تم درود میں شریک ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ تم اس رتبہ کے آدمی ہو کر افسوس کہاں اور کس مرتد کے مرید ہوگئے عباس علی تھے کہ پھول کے کپا ہوگئے اور ان کے اعتقاد میں تزلزل واقع ہوگیا سید تو تھے نہیں خوامخواہ سید بن گئے تھے اب تو ان دونوں دابتہ الارض مولویوں نے سید ہونے پر مہر لگادی۔

ایک روز یہ مخالف ہو کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں تو تمہارا مرید ہو کر شرمندہ ہوا۔ اور تم نے ایسا دعویٰ کر لیا کہ جس سے ہم کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ میر صاحب میں نے جھوٹا دعویٰ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ میری بات پر گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو مسیح موعود اور مہدی موعود کہا اور بنایا اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اور قسم کھا کر کہ اس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہتا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور سچا ہوں اور راست گو ہوں کیا اتنے روز سے تم نے میرا کوئی جھوٹ سنا یا مجھ کو جھوٹ بولتے دیکھا یا میں نے کوئی افترا کیا یا کوئی منصوبہ باندھا میں مسیح موعود ہوں اور مہدی موعود ہوں۔ اس تقریر کو سن کر خلیفتہ المسیح مولانا نور

الدین سلمہ اللہ تعالیٰ کو ایسا وجد ہوا کہ وجد کی حالت میں کھڑے ہو گئے۔ اور ایک چکر لگایا لیکن اس بد قسمت ترش رو عباس علی نے انکار ہی کیا اور حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑی مدلل اور مبسوط تقریر فرما کر سمجھایا جب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام اس قدر شفقت سے سمجھاتے تھے اور اپنے صدق پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں تو انہوں نے اٹھ کر کہا کہ بس حضرت جانے دیجئے یہ مردود ہو چکا۔ پھر عباس علی کو بڑے غصہ سے کہا کہ او گستاخ رائیں بچے تیری یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مرسل اور مامور اور مسیح تو محبت سے بولتا ہے اور تیری گستاخی بڑھتی ہے چل بد معاش اور نکل ہٹ تیری ایسی تیسی کریں۔ بہت سر چڑھ گیا ہے محمد حسن و محمد حسین ہی دابتہ الارض تیرے ہاتھ چومیں گے اور رائیں بچہ کو سید بنادیں گے بس عباس علی تو اس دھمکی سے کافور ہو گیا۔ اور اٹھ کر چلدیا اور حضرت اقدس علیہ السلام خاموش ہو گئے پھر عباس علی روز بروز قسی القلب ہو تا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے مخالفت کا اشتہار دیا اور ذلت کی موت سے مرا اور ایسا ہی مولوی شاہدین مجنون اور مختل الحواس ہو کر مرا۔ اور وہ تینوں مولوی ذی ثلث شعب بھی بری حالت میں اور مقدمات میں گرفتار ہو کر ذلت کی موت سے مرے ان پر مقدمات قائم ہوئے اور گرفتار ہوئے یہ ہے ذلت جو خدا کے مرسل کے ساتھ مخالفت کرنے سے ہوا کرتی ہے اور ادھر حضرت اقدس علیہ السلام کی دن دونی رات چوگنی عزت و حرمت بڑھتی رہی روز بروز جماعت بڑھتی گئی وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ایک روز مولوی محمد حسین نے جب عباس علی پر قابو پالیا اور وہ مذبذب ہو گیا۔ میری طرف بھی متوجہ ہوئے یہاں تو اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ کانوں میں پڑی ہوئی تھی کہ فرمودہ الٰہی صادق ہے مجھے کہلا کر بھیجا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مجھے آپ کی خدمت میں کچھ علیحدہ تخلیہ میں عرض کرنا

ہے مہربانی فرماکر تخلیہ کا وقت بتلادیں تاکہ میں خدمت شریف میں حاضر ہوں اور جو آپ تشریف لادیں تو ہماری کہاں ایسی قسمت کہ آپ جیسے بزرگ اور بزرگ زادہ کے قدم مبارک آویں ابھی تک مجھے عباس علی کے حال سے اطلاع نہیں تھی میں نے کہلا کر جواب میں بھیجا کہ مولوی صاحب علیحدہ تخلیہ میں ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسے اور لوگ آتے ہیں آپ بھی آویں اور تخلیہ میں بات چیت کریں میں موجود ہوں اور مجھے ہر وقت فرصت ہے۔ اور یہ مکان تو نواب علی محمد صاحب کا مکان ہے یہاں کسی کی بندی نہیں ہے یہ جواب میرا سن کر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ اور کچھ صدائے برنخاست کا مضمون ہوا اور اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ سچ ہوا۔

ہاں یہ بات قابل نوشت اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے ضروری ہے کہ جس روز مولوی محمد حسین صاحب معہ اپنے خدم و حشم کے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ رسالت پر بحث کے لئے آئے تو میں نے کبھی مولوی صاحب کو نہیں دیکھا تھا میری زبان سے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ دو تین بار بلند ہوا مولوی عبدالکریم صاحب اور منشی غلام قادر صاحب فصیح نے دریافت کیا کہ یہ نعرہ اللہ اکبر اس وقت کیسا کیا بات دیکھی اور حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا تب میں نے کہا کہ میرا رویا میرا کشف آج خدا تعالیٰ نے پورا کر کے دکھلا دیا ان سب نے پوچھا وہ کیا کشف و رؤیا تھا پھر وہ کشف میں نے بیان کیا اگرچہ وہ کشف مختصر ازالہ اوہام میں حضرت اقدس علیہ السلام نے میرے نام کے ساتھ ارقام فرمایا ہے اور میں نے بھی ایک رسالہ میں جس کا نام (کشف صحیح بتصدیق مثیل مسیح) ہے لکھدیا ہے اور چھپ گیا ہے لیکن وہ رسالہ اب نہیں ملتا ہے ایک بار ہی چھپا ہے اس لئے اب دوبارہ بوضاحت تمام پھر لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کی دلچسپی کا زیادہ باعث ہو اور بعض کی ہدایت کا سبب ہو اور تاکہ یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں کیونکر

حاضر ہوا اور وہ یہ ہے۔

اپنی سابقہ حالت کا نقشہ

مجھے بچپن سے قرآن شریف کے پڑھنے کا بہت شوق تھا یہاں تک کہ ایک پارہ روز کی بجائے ایک منزل ہر روز پڑھتا تھا پھر ایک مدت کے بعد ایک قرآن شریف ہر روز کئی سال تک پڑھا اور ساتھ ہی نماز اشراق اور چاشت اور زوال اور اوابین اور تہجد بھی پڑھتا تھا۔ پھر ایک دفعہ شوق وظائف جو ہوا تو کئی مہینے تک سوا لاکھ بار ہر روز یا و ہاب پڑھا اور کئی مہینے تک اَللّٰهُ الصَّمَدُ سوا لاکھ بار پڑھتا رہا پھر ایک بار ایک سال تک اسم ذات یا اللہ تین لاکھ ساٹھ ہزار بار پڑھتا رہا ایک دفعہ ایک سو دن تک ہر روز لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پنتالیس ہزار بار روز پڑھتا رہا جن دنوں میں یہ پڑھا کرتا تھا ایک درویش ولایتی بھی وہاں رہتے تھے وہ مجھے دیکھ کر ہنستے اور کہتے شمار میکنی اسم باری تعالیٰ نمی خوانی یک بار بخواں و از دل بخوان ایک دفعہ میں بارہ ہزار مرتبہ یَا بَدِیْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ پڑھتا تھا پھر مہینوں اللہ ھو کی بیس بیس ہزار بار ضربیں لگاتا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی بھی بارہ بارہ ہزار ضربیں لگاتا اور درویشوں فقیروں علما کی صحبت میں بھی بہت جاتا۔ ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ صلوٰۃ المعکوس بھی پڑھنی چاہئے۔ اور سنا تھا کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بارہ برس تک کنویں میں الٹے لٹک کر پڑھی ہے لیکن اتفاق سے کتاب سیرۃ الاولیاء جو حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے مل گئی۔ اس کو میں نے اول سے آخر تک پڑھا تو ایک مقام پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ نے اپنے پیر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ دہلوی سے عرض کیا کہ مجھے صلوٰۃ المعکوس پڑھنے کی اجازت مل جائے انہوں نے فرمایا کہ فرید الدین اس میں کیا دھرا ہے۔ آخر کار بار بار کے عرض کرنے سے اجازت دیدی تو انہوں نے ایک چلہ تک معکوس نماز پڑھی اور دو چار منٹ کے لئے الٹے

کنویں میں لٹکتے جب چلہ ہو چکا تو کوئی فائدہ اور نتیجہ بہتر مترتب نہ ہوا شیخ فرید الدین" بہت پچھتائے اور تمام عمرافسوس کرتے رہے کہ پیر کے خلاف بھی ہوا اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اس روایت کو میں نے دیکھ کر اس کا ارادہ ترک کردیا اور پھر معلوم ہوا کہ خدا نے تو ہمیں سیدھا پیدا کیا اور ہم الٹے ہو کر نماز پڑہیں۔ اور قران شریف کی یہ آیت بھی ایک روز تلاوت کرتے ہوئے نکل آئی اَفَمَنْ یَمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ یعنی کیا وہ شخص کہ جو الٹا منہ کے بل چلتا ہے ہدایت پر ہے یا وہ شخص کہ جو سیدھا صراط مستقیم پر چلتا ہے غرض میں بھی اکثر جاتا کہ شاید یہیں کوئی باخدا اہل دل مل جاوے چونکہ ہمارے ہاں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے لیکر نسلاً بعد نسلٍ درویشی اور پیری و مریدی بلا انفصال چلی آتی ہے مگر میں کبھی خاندانی فخر اور تکبر میں گرفتار نہیں ہوا لیکن کلام مجید کا ورد بھی اس میں رہا اور یہ ترک نہیں ہوا اور پھر ترجمہ بھی لکھا ہوا پڑھتا تھا۔ اور کچھ کچھ زبانی بھی یاد کرتا تھا فارسی بھی کچھ پڑھی لیکن گلستان بوستاں تک یا کریما وغیرہ چھوٹی کتابیں الا مجاہدوں کی طرف بہت رغبت تھی اور بہت سے چلے کئے لیکن یہ ضرور ہے کہ اسماء الٰہی پڑھتا بزرگوں کے نام جیسے صوفی پڑھتے ہیں چنانچہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ نہیں پڑھے اور جو کبھی پڑھنے کی رغبت بھی ہوئی تو خود بخود غیب سے کوئی روک پڑگئی۔ سورہ اَلَمْ تَرَکَیْفَ بھی بارہ ہزار بار روز پڑھتا تھا۔ دریاؤں پر بیٹھ کر چلے کئے۔ اور جنگلوں میں اور خانقاہوں میں چلّے کئے لیکن نماز کا سب سے زیادہ التزام رہا اور کتابوں میں وعظوں میں یہ دیکھ کر اور سنکر کہ حضرت امام مہدی پیدا ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے نہایت شوق تھا اور خدا سے دعائیں کرتا کہ الٰہی ہمارے زمانہ میں بھی امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ہونگے اور ہمیں بھی کبھی زیارت ہوگی۔ پھر خیال آتا کہ امام مہدی و عیسیٰ کہاں اور ہم کہاں پھر خیال ہوتا کہ اگر عیسیٰ ہوئے بھی تو ہم جیسوں کو زیارت کب

نصیب ہوگی وہاں تو عالم فاضل غوث قطب ابدال۔ امیر کبیر بادشاہ نواب تمام دنیاکے جمع ہونگے تیرے جیسوں کی رسائی اس دربار میں کب ہوسکے گی پھر میں نے درخت پر چڑھنے کی مشق کی کہ اگر حضرت امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ہمارے زمانہ میں ہو بھی جاویں اور ان کے دربار میں باریابی نہ ہوتو وہ لڑائی کو جنگ کو یا کوئی اور صورت سے سواری نکلے گی تو درخت پر بیٹھ کر ہی زیارت کرلیں گے پھر دعائیں کرتا اور رو رو کر دعائیں کرتا کہ الٰہی ان کی زیارت نصیب ہو جوانی میں ہو ضعیفی میں ہو خواہ کسی طرح سے ہو ایک دفعہ میرے دوست ولی محمد سرسادی نے ایک قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کا پرانا بوسیدہ کرم خوردہ لاکر دیا اور کہا کہ تم کو بڑا شوق ہے کہ حضرت امام مہدی کی زیارت ہو سو تم کو مبارک ہو اس قصیدہ کے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو لئے مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی اور ہر روز اس قصیدہ کو پڑھتا اور چومتا کبھی اس کو پڑھتا اور کبھی اور کتابوں کے موافق زمانہ کے حالات خراب پر نظرڈالتا تو معلوم ہوتا کہ ضرور یہ زمانہ امام مہدی و مسیح کا ہے پھر جو دل میں سماتا کہ لاکھوں آدمیوں میں حضرت امام مہدی کی زیارت کیسے نصیب ہوگی تو اس ناامیدی سے چیخ مار کر رو دیا کرتا تھا میرے دیکھا دیکھی ہمارے جدی بھائیوں سے برکت علی بھی وظیفے پڑھنے لگا اس کو خواب میں ممانعت ہوجاتی لیکن بخلاف اس کے مجھے بڑی عجیب عجیب رویا ہوتی اور کشف بہت ہوتا فرشتوں ولیوں اور نبیوں کی زیارت خواب میں ہوتی اور بعض باتیں آئندہ کی کسی کے متعلق موت و زندگی کی معلوم ہوجاتی تھیں اور وہ کشف اور وہ اخبار صحیح ہوتے دعائیں بہت قبول ہوتی تھیں تسخیر خلق اس قدر ہوتی کہ میں ملاقات سے گھبراجاتا ایک بار میں نے دو سال تک گوشت نہیں کھایا اور قسم قسم کے وظیفے پڑھے سفر میں بھی روزے رکھتا اگرچہ یہ وظائف اور اوراد بدعت تھے چونکہ بے خبری تھی اور خدا تعالیٰ کسی کی محنت و مشقت کو ضائع نہیں کرتا اس لئے مجھے ضائع نہیں کیا کیونکہ حضرت امام مہدی و مسیح علیہ السلام

کی خدمت کے لئے مجھے چن رکھا تھا اور اسی لئے پیدا کیا تھا۔ اور میرا نام بھی میرے والد نے نصیرالدین رکھا تھا پھر سراج الحق رکھ دیا اور صغر سنی میں میرے والد مجھے جنگلوں میں لے جاتے۔ اور مجاہدے کراتے اور بارہا فرماتے کہ سراج الحق تیری قسمت میں ایک ایسی نعمت ہے کہ جو ہمیں نصیب نہیں ہوگی اور ہم اس سے محروم رہیں گے وہ اپنے نور فراست سے دیکھتے تھے کہ امام وقت کا زمانہ اس کو نصیب ہوگا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَتِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنی مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی خوردبین سے دیکھتا ہے پس ایک دفعہ میں بمقام جیند آیا اور درود شریف اور استغفار میں مشغول رہا یہ زمانہ ۹۶ ہجری کا زمانہ تھا۔

کشف صحیح بتصدیق مسیح

ایک روز بعد نماز عشاء مجھے کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک مکان کے اندر سے ہندو اور عیسائی اور مسلمان آتے ہیں اور میں مسجد میں وضو کر رہا ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے جو ہندو تھے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آرہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں گئے تھے وہاں سے آرہے ہیں پھر میں نے یہ سوچا کہ مسلمانوں سے کیا دریافت کرنا یہ تو مانتے ہی ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں سے آپ کی تعریف پوچھنی چاہئے پس میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے حضرت رسول کریم ﷺ کو کیسا پایا تو انہوں نے کہا سبحان اللہ جیسا سنتے تھے ویسا ہی پاک اور مقدس رسول پایا تب میں بھی اٹھ کر اسی طرف چلدیا اور مکان کے اندر گیا دیکھا تو آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سامنے فرش پر کچھ لوگ بڑے بڑے عمامہ والے پنجابی شکل ولباس کے آدمی بیٹھے ہیں اور سامنے رسول اللہ ﷺ کے ایک شخص سفید پوش بیٹھا ہے اور آپ ؐ کے بائیں جانب ایک شخص برہنہ بدن برہنہ سر کانوں تک بال چیچک رو برہنہ پا صرف ایک میلا سا تہمد باندھے بیٹھا ہے اور آنحضرت ﷺ کو

پشت دیکر بیٹھا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بھی سفید کپڑے ہیں اور چادر سفید اوڑھے ہوئے چار زانوں تشریف رکھتے ہیں آنکھوں میں سرمہ ہے------ مگر فرش پُر تکلف نہیں ہے پس میں وہاں جاکر سب کے پیچھے ادب سے بیٹھ گیا اور یہ دل میں خیال آیا کہ یہ مجلس مبارک آنحضرت ﷺ کی ہے۔ جہاں جگہ ملے وہیں پر بیٹھنا چاہئے پس میں وہیں بیٹھ گیا ان دنوں میری اور محمد یوسف جینڈی اور نیم حاجی عبداللہ کی بحث رہا کرتی تھی ان کو مجھ سے عداوت تھی کیونکہ تمام شہر کے بڑے بڑے لوگ مجھ سے مرید تھے جیسے قاضی صاحبوں کا خاندان جو عثمانی ہے اور یہ خاندان قدیم سے ہمارے خاندان کا مرید ہے ہمارے بزرگوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فرمان کاغذات ان کے یہاں موجود ہیں کیونکہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ بادشاہی وقت میں عہدہ قضا پر مامور تھے۔اور جو کہیں قاضی ہوتا تھا وہ آپ کی رائے اور تحریر پر قاضی ہوتا تھا اور سوا اس کے حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ جن کے بھائی ولی کامل کی اولاد سے حضرت مولانا داولٰنا نور الدین خلیفتہ المسیح ہیں ان کا دستور تھا کہ جب کسی کو خلافت دیتے تو فرماتے کہ مولانا جمال الدین احمد کی خدمت میں جاؤ اگر وہ خلافت منظور کرلیں تو درست ورنہ نہیں سو ایسا ہی ہوتا رہا کہ جس کی خلافت حضرت قطب جمال الدین منظور کرلیتے حضرت باباصاحب بھی منظور فرمالیتے اور جو قطب صاحب نامنظور کرتے تو بابا صاحب بھی نامنظور کرتے اور لکھا ہے کہ بعض کے خلافت نامے قطب صاحب نے منظور نہیں کئے اور پھاڑ ڈالے اور انہوں نے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو بابا صاحب نے فرمایا کہ دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت اور پھر اس کو خلافت نہیں ملی چنانچہ جن کے خلافت نامے قطب صاحب نے چاک کئے ان کے یہ نام ہیں نظام الدین اور شیخ صابر یہ سب حال سیرالاولیاء سبع سنابل اقتباس الانوار چشتیہ بھشتیہ آئین اکبری تاریخ فرشتہ وغیرہ میں لکھا ہے۔

مناقب نورالدین اعظم

اب مجھے خلیفۃ المسیح کی بارگاہ میں کئی قسم کا شرف ہے ایک تو یہ کہ آپ ہمارے مرشدوں کی اولاد سے ہیں اور دوسرا اس سے زیادہ شرف یہ کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود امام زمان عالی جناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم القیام کے خلیفہ اور جانشین ہیں اور ایک یہ شرف کہ حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے صاجزادہ صاحب ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے درس قرآن میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو اگر تم نے دو تین سیپارہ بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جاوے گا یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی اور در حقیقت میں اسرار قرآنی اور تفسیر کلام رحمانی سے نا آشنا اور ناواقف تھا پس میں حضرت اقدس علیہ السلام کے فرمانے سے درس میں بیٹھنے لگا اور قرآن شریف سننے لگا اور پھر ایک لطف ایسا آنے لگا کہ جس کا بیان میری خیز تحریر سے باہر ہے اور آپ کی ہی برکت سے مجھے قرآن شریف کی تفہیم ہوتی گئی اور خود حضرت اقدس علیہ السلام بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے اور مطالب قرآن شریف سمجھایا کرتے تھے اور ایک شرف مجھے آپ سے یہ ہے کہ میں نے بخاری شریف کا کچھ حصہ آپ سے پڑھا ہے اور تھوڑے سے حصہ میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مدظلہ العالی بھی میرے شریک اور ہم سبق رہے در حقیقت قرآن شریف اور بخاری شریف کے سمجھنے کا حق بعد حضرت اقدس علیہ السلام نورالدین ہی کا ہے جس کا نام ہی نوردین ہو وہ نور قرآن سے حصہ نہ لے تو اور کون لے حضرت خلیفۃ المسیح کو قرآن شریف کا یہاں تک عشق و محبت ہے کہ کوئی وقت آپ کا قرآن شریف سے خالی نہیں ہے اور اندر زنانہ مکان میں جابجا قرآن شریف رکھے ہوئے ہیں تاکہ دیکھنے میں دیر نہ لگے اور سستی

دکسل برپا نہ ہو۔ جہاں ہوں وہیں قرآن شریف دیکھ لیں ایک دفعہ آپؓ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں اور طلب کروں تاکہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں سناؤں۔

میں پیرزادہ ہوں صاحبزادہ ہوں صاحبزادوں میں اکثر تکبر اور غرور پیرزادگی بہت ہوا کرتی ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام اس کو محسوس کر لیتے تھے حضرت خلیفتہ المسیح سے بعض اوقات جو پیرزادگی کا خیال آجاتا تو مروڑ سے ہی رہتا۔ اور حضرت خلیفتہ المسیح مجھ پر مہربانی فرماتے رہتے اور کبھی بھی اپنی زبان سے ازروئے الطاف مربیانہ کچھ نہ فرماتے اور تعظیم و تکریم ہی کرتے رہتے اور حضرت اقدس علیہ السلام جو آپ کی تعظیم و تکریم و توقیر کرتے تو لامحالہ مجھے بھی کرنی پڑتی اور دل سے آپ جانتے کہ یہ صاحب زادہ ہے اس کو قرآن شریف سے خبر نہیں ہے اور درحقیقت مجھے کچھ بھی اس وقت تک خبر نہیں تھی اور کبھی کبھی زبان سے فرما دیتے کہ آئیے ذرا ہمارے درس میں بھی بیٹھا کیجئے اور خود حضرت خلیفتہ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ میری جگہ پر مجھ جیسے گنہگار کے پاس تشریف لے آیا کرتے تھے اور بعض وقت جو میں اپنی نشست گاہ پر اشعار عاشقانہ خوش الحانی سے پڑھتا اور چپ ہو جاتا تو فرماتے کہ پیر صاحب اور پڑھئے ہم تو آپ کے پڑھنے کے مشتاق ہی رہ گئے ہمیں اشتیاق میں چھوڑ کے چپ ہو گئے ایک روز میں مسجد مبارک سے زینہ کی راہ سے اترتا تھا اور کچھ عاشقانہ اشعار خوش الحانی سے پڑھتا تھا اور حضرت خلیفتہ المسیح زینہ کے نیچے کھڑے سن رہے تھے جب میں آپ کو دیکھ کر خاموش ہو گیا تو فرمایا پیر صاحب کیوں چپ ہو گئے ہمیں تو وجد ہی آگیا تھا۔

حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی بیمار ہو جاتے تھے یا لکھتے لکھتے تھک جاتے تو فرماتے کہ صاحبزادہ صاحب کو بلاؤ ان سے کوئی غزل سنیں گے اور میں سنا دیتا تو آپ کو تکلیف میں تسکین ہو جاتی ایک روز فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب کوئی

غزل سناؤ کہ تمہاری آواز بہت پیاری معلوم ہوتی ہے ہم میں بھی چشتیت ہے ایک روز جہاں چھاپہ خانہ ضیاء الاسلام ہے وہاں رہتا تھا اور میرے گھر کے آدمی سرساوہ تھے صرف میں اکیلا تھا حضرت اقدس علیہ السلام کے سر میں درد شدت سے تھا وہاں حضرت اقدس علیہ السلام میرے پاس آکر لیٹ گئے اور فرمایا ہماری پنڈلیاں دباؤ میں دبانے لگا پھر فرمایا صاحب زادہ صاحب کوئی غزل پڑھو میں نے یہ غزل نظیر کی خوش الحانی سے سنائی - فرمایا قوالی طرز میں پڑھو پھر میں نے پڑھی۔

غزل

کیا کہیں دنیا میں ہم انسان یا حیوان تھے | خاک تھے کیا تھے غرض اک آن کے مہمان تھے
غیر کی چیزیں دبا رکھنی بڑی سمجھے تھے عقل | چھین لی جب اسنے تب جانا کہ ہم نادان تھے
ایک دن ایک استخواں پر پڑگیا جو میرا پیر | کیا کہوں اسدم مجھے غفلت میں کیا کیا دھیان تھے
پیر پڑتے ہی غرض اس استخواں نے آہ کی | اور کہا ہم بھی کبھی دنیا میں صاحب جان تھے
دست وپا کام وزباں گردن شکم پشت وکمر | دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کی خاطر کان تھے
رات کے سونے کو کیا کیا نرم ونازک تھے پلنگ | بیٹھنے کو دن کے کیا کیا تخت اور ایوان تھے
لگ رہے تھے دل کئی چنچل پری زادوں کے ساتھ | کچھ نکالی تھی ہوس کچھ اور بھی ارمان تھے
ایک ہی تھپڑ اجل نے آنکر ایسا دیا | پھر نہ ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سامان تھے
ایسی بیدردی سے مجھ پر پاؤں مت رکھو نظیر | او میاں ہم بھی کبھی تیری طرح انسان تھے

جب میں اس مصرعہ پر کچھ نکالی تھی ہوس الخ پہونچا فرمایا پھر کہو پھر پڑھا پھر فرمایا پھر پڑھو پھر فرمایا یہ مصرعہ بہت اچھا ہے اور یہی مصرعہ اس غزل کی جان ہے تمام غزل سننے کے بعد آپ تشریف لے گئے۔

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا نور الدین کی شکل

حضرت اقدس کی ہو گئی ہے یہ خواب میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سنایا فرمایا مولوی صاحب واقعی عقیدت وارادت میں یکتا ہیں اور ہم میں فنا ہیں۔ اور ایسا ہی ہونا چاہئے صاحبزادہ صاحب مولوی صاحب کی پیروی اور اتباع کرد مولوی صاحب اسی لائق ہیں جی چاہتا ہے کہ نور الدین جیسی صلاحیت تقویٰ سب میں ہو۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش الحان اور خوش آواز پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

فونوگراف سے تبلیغ

ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے جو فونوگراف جناب نواب محمد علی خان صاحب نے منگوایا تھا فرمایا ہمارے پاس بھی لاؤ ہم بھی سنیں گے پھر نواب صاحب لائے اور آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ آلہ بھی خدا نے ہمارے لئے اور ہمارے مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ایجاد کرایا ہے اس میں ہم آواز اپنی بھر کردو آدمیون کو غیر بلاد میں بھیجیں گے تاکہ تبلیغ احکام الٰہی پوری ہو جائے اس کے ذریعہ سے ہر ایک سن لے گا۔ اور یوں وعظوں کی مجالس میں یورپینوں کو شامل ہونا موت کا سامنا ہوتا ہے لیکن اس ذریعہ سے وہ سن لیں گے اور فرمایا ہم ایک نظم لکھتے ہیں وہ صاحبزادہ صاحب کی آواز سے بھروالو ان کی آواز اچھی ہے مگر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ میں اپنی آواز بھردوں گا آپ نے فرمایا اچھا اور فرمایا کہ دوسرے بلاد میں ہماری آواز چاہئے کس واسطے کہ خدا نے ہمیں مبعوث کیا ہے اور مبعوث من اللہ کی آواز میں برکت ہوتی ہے یہ اس پر فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم چاہتے تھے کہ میں اپنی آواز بھروں گا پھر قادیان شریف کے آریوں شرمپت وغیرہ نے فونوگراف سننا چاہا ان کے لئے تبلیغ اسلام کی ایک نظم لکھی تاکہ وہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم سن لیں پھر ہندو عورتیں آگئیں آپ نے اسی ذریعہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکام سنوائے اور اسلام

کی خوبی ان کے کان میں ڈالی اور آپ اس سے نہایت خوش ہوئے۔

وسعت اخلاق حضرت اقدس علیہ السلام سے جو عرض کرتا کہ میں نے نظم لکھی ہے وہ سنانی چاہتا ہوں خواہ وہ پنجابی زبان میں ہو خواہ فارسی میں خواہ عربی میں آپ بے تکلف فرماتے کہ اچھا سناؤ اور آپ شوق سے سنتے خواہ وہ کیسی ژولیدہ طور سے ہوتی کسی کا دل نہیں توڑتے اور جزاک اللہ فرماتے لیکن میں نے خوب غور سے دیکھا کہ آپ کے جسم یا کسی عضو کو غزل قصیدہ نظم سننے کے وقت کسی قسم کی حرکت نہ ہوتی تھی اور آپ چپ چاپ بیٹھے سنا کرتے تھے اور بات چیت کرتے وقت یا وعظ کے وقت کبھی آپ کا عضو حرکت نہ کرتا تھا نہ آنکھ نہ رخسار نہ ہاتھ جیسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ باتیں کرتے وقت ہاتھوں سے آنکھوں سے چہروں سے حرکت کیا کرتے ہیں اور جسم کی بوٹی بوٹی پھڑکا کرتی ہے اور جو اس طرح سے بات کرتا آپ ناپسند کیا کرتے تھے مولوی عبداللہ مجتہد لودھیانوی پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہو وہ کہا کرتے تھے کہ تم صاحبزادہ صاحب غور کر کے دیکھنا اور میں نے تو خوب غور کیا ہے کہ حضرت اقدس باتیں کرتے ہیں اور ہنستے ہنساتے ہیں اور باتیں لوگوں کی سنتے ہیں اور لوگوں میں بیٹھتے ہیں لیکن آپ کے چہرہ اور بشرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور وہ آیا اور کھڑے ہوئے گویا جیسے کسی عاشق کو اپنے معشوق کا انتظار ہوتا ہے سو واقعہ میں یہی حالت حضرت اقدس علیہ السلام کی دیکھی کہ حضرت رب العزت سے وہ لُو لگ رہی تھی اور آپ ذات باری تعالیٰ میں ایسے محو مستغرق معلوم ہوتے تھے کہ کسی چیز کی کوئی پروا نہیں تھی۔ اور ذات احدیت میں فنا ہیں۔

میں نے ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام سے وطن کے جانے کی اجازت چاہی فرمایا ابھی جا کے کیا کرو گے میں نے عرض کی کہ حضور ایک کام ضروری ہے فرمایا کیا کہیں عرس میں جانا ہے اور قوالی سننے کو جی چاہتا ہوگا پھر آپ ہنسنے لگے میں

نے عرض کیا کہ عرس میں تو نہیں جاتا ہے جب سے حضور کی خدمت میں آنا ہوا ہے عرس و قوالی تو ہم سے رخصت ہوئی آپ کی صحبت میسر ہو اور پھر قوالی کو جی چاہے ایسا کہیں ہو سکتا ہے۔

بعض وقت میں کوئی لطیفہ سنا دیتا تو ہنستے اور فرماتے کہ صاحب زادہ صاحب اتنے لطیفے تم نے کہاں سے یاد کر لئے ایک شخص نماز نہیں پڑھا کرتا تھا وہ اتفاق سے ایک کام کیلئے مسجد مبارک میں گیا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کہا آج تم کیسے مسجد میں آگئے نماز تو پڑھتے نہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کچھ نہ فرمایا میں نے کہا کہ حضرت اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک مراثی کا گھوڑا چھوٹ کر مسجد میں گھس گیا لوگوں نے اس کو دھمکایا اور کہا کہ مراثی تیرے گھوڑے نے مسجد کی بے ادبی کی مراثی نے جواب دیا کہ جناب گھوڑا حیوان تھا اس نے مسجد کی بے ادبی کی اور مسجد میں گھس گیا کبھی مجھے بھی دیکھا کہ میں نے کبھی مسجد کی بے ادبی کی ہو اور مجھے کبھی مسجد میں گھستے اور بے ادبی کرتے ہوئے دیکھا ہے حضرت اقدس علیہ السلام ہنسنے لگے اور فرمایا اس شخص پر یہ مثال خوب صادق آئی بے شک یہ آج بھولے سے مسجد میں آگیا ہے وہ شخص ایسا خفیف اور شرمندہ ہوا کہ اسی روز سے نماز پڑھنے لگا۔

فاتحہ خلف الامام

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ایک دفعہ فرماتے تھے کہ ایک شخص سیالکوٹ یا اس کے گردونواح کا رہنے والا تھا اور ہر روز ہم اس کو امام کے پیچھے نماز میں الحمد پڑھنے کو کہتے تھے اور ہم اپنی دانست میں تمام دلیلیں اس بارہ میں دے چکے مگر اس نے نہیں مانا۔ اور الحمد للہ امام کے پیچھے نہ پڑھی اور یوں نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیتا ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں قادیان شریف آگیا ایک روز اسی قسم کی باتیں ہونے لگی صرف حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز میں الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے اور کوئی دلیل قرآن شریف یا حدیث

شریف سے بیان نہیں کی وہ شخص اتنی بات سن کر امام کے پیچھے نماز میں الحمد شریف پڑھنے لگا۔اور کوئی حجت نہیں کی۔ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد جو شخص نماز میں الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کرنا چاہئے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں یہ سوال کرنا اور دریافت کرنا چاہئے کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے کہ نہیں ہم کہتے ہیں کہ ضرور پڑھنی چاہئے ہونا نہ ہونا تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے حنفی نہیں پڑھتے اور ہزاروں اولیاء حنفی طریق کے پابند تھے اور خلف امام الحمد نہیں پڑھتے تھے جب ان کی نماز نہ ہوتی تو وہ اولیاء اللہ کیسے ہوگئے چونکہ ہمیں امام اعظم سے ایک طرح کی مناسبت ہے اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ نماز نہیں ہوتی۔اس زمانہ میں تمام حدیثیں مدون و مرتب نہیں ہوئی تھیں اور یہ بھید جو کہ اب کھلا ہے نہیں کھلا تھا۔ اس واسطہ وہ معذور تھے اور اب یہ مسئلہ حل ہوگیا اب اگر نہیں پڑھے گا تو بے شک اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچے گی ہم یہی بار بار اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ الحمد نماز میں خلف امام پڑھی چاہئے۔

ایک روز میں نے دریافت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد الحمد کس موقعہ پر پڑھنی چاہئے فرمایا جہاں موقعہ پڑھنے کا لگ جاوے میں نے عرض کیا کہ امام کے سکوت میں فرمایا۔جہاں موقعہ ہو پڑھنا ضرور چاہئے۔

رکوع سے رکعت

ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر جماعت ہو رہی ہے اور مقتدی کو رکوع میں ملنے کا موقعہ ملا اب اس نے الحمد نہیں پڑھی وہ رکعت اس کی ہوجاوے گی۔ مولوی عبدالکریم صاحب بولے کہ وہ رکعت اس کی نہیں ہوگی حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ رکعت اس کی ہوگئی۔ نہیں کیسے ہوگی۔ بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس کو موقعہ ملتا کہ وہ الحمد پڑھ لیتا تو کیا وہ الحمد نہ پڑھتا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ پڑھتا کیوں نہیں اس

کا اعتقاد تو یہی ہے کہ الحمد پڑھ لوں فرمایا نیت کے ساتھ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ دارومدار ہے اس کو اتنی مہلت نہیں ملی دل میں تو اس کا اعتقاد ہے وہ رکعت اس کی ضرور ہو گئی۔

ایک دیوانہ کا قصہ

ایک روز دارلامان میں پلیٹ فارم پر جہاں اب مدرسہ اور مہمان خانہ ہے میں تہجد کی نماز پڑھتا تھا اور ایک شخص میراں بخش نام مجنون آگیا اور وہ بھی نیت باندھ کر میرے ساتھ کھڑا ہو گیا اور زور زور سے الحمد پڑھنے لگا پھر جو اس کو جنون اٹھا تو بجائے الحمد کے پنوں سسی گانے لگا میں نے دو رکعت بمشکل تمام پوری کی اور بعد سلام میں نے کہا دور ہو کمبخت میری نماز میں تو نے خلل ڈالا۔ وہ بولا کہ میں نہیں جانتا تو اکیلا نماز پڑھتا تھا میں نے نماز جماعت کی پڑھوائی اور میں تو نماز ہی پڑھتا تھا۔ میں نے کہا نماز تو خیر پڑھتا تھا لیکن یہ پنوں سسی کیوں گانے لگا اس نے میری بات کا جواب نہ دیا جنون میں اور کچھ بکواس کرنے لگا میں نے کہا جا یہاں سے چلا جا۔ اس نے کہا میں نہیں جاتا میں نے کہا یا تو یہاں سے چلا جا نہیں تو میں تجھے ماروں گا اور کچے کو کھا جاؤں گا وہ تب بھی نہ گیا پھر میں نے اس کو دھکہ دیکر وہاں سے دفع کیا حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت مسجد مبارک کی چھت پر نماز تہجد کی پڑھ کر ٹہلتے تھے اور یہ ہماری باتیں سب سن رہے تھے اور خدا جانے اس روز کس طرح ہماری باتیں سن لیں ورنہ حضرت اقدس کی یہ عادت تھی کہ کوئی کچھ باتیں کرتا ہو آپ دھیان نہیں کرتے بلکہ آپ سے مخاطب ہو کر کوئی بات کرتا تب بھی آپ بات تو سن لیتے اور جواب بھی دیدیتے مگر سنتے بھی نہ تھے اور آپ متوجہ بھی ہوتے اور توجہ بھی نہ کرتے اور کسی طرف دیکھتے بھی نہیں تھے حالانکہ دیکھتے بھی تھے ------ ------ ------ ------ ------ ------ ------ ------ ------

الغرض ہماری تکرار دونوں کی سن رہے تھے ------- ------- ------- --------

------- ------- ------- ------- ------- جب صبح ہوئی تو میں مسجد مبارک

میں گیا کہ میں ہی ازان کہوں گا اور مجھے حضرت اقدس علیہ السلام کی کچھ خبر نہ تھی کہ آپ ٹہل رہے ہیں اور ہماری باتیں اور تکرار سن رہے ہیں جب میں مسجد مبارک کی چھت پر گیا تو دیکھا حضرت اقدس علیہ السلام ٹہل رہے ہیں۔ اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں میں نے السلام علیکم کہا فرمایا وعلیکم السلام۔ آگئے میں نے عرض کیا کہ ازان دینے کے واسطے آیا ہوں فرمایا ازان کا وقت ہوگیا میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد سفیدی ظاہر ہوگئی فرمایا ازان دو میں نے ازان دی بعد ازان کے آپ نے فرمایا آج تمہارا اور میراں بخش سودائی کا کیا جھگڑا ہو رہا تھا میں ڈر گیا کہ خدا جانے حضرت اقدس کیا فرمادیں گے ہماری ساری باتیں سنی ہونگی میں نے ڈرتے ڈرتے سب حال سنایا فرمایا یہ سودائی مجنون مرفوع القلم ہوتے ہیں یہ ایسی حالت میں جو کچھ کہیں یا جو کریں تو ان کی کچھ بھی پکڑ نہیں ہے ایسے لوگوں کو دنیا مخدوب ولی اللہ اور قطب صاحب خدمت کہا کرتی ہے لیکن دراصل یہ لوگ مخدوب اور ولی اللہ نہیں ہوتے یہ لوگ محروم ہوتے ہیں یعنی تمام نعماء الٰہیہ سے محروم رہتے ہیں چنانچہ عقل سے ذہن سے لباس سے کھانے پینے کی لذت بیوی بچوں کی اور ان کی پرورش کی نعمتوں اور ثواب سے محروم اللہ تعالیٰ کی شناخت اور معرفت سے محروم اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے علوم سے محروم رسول نبی کی شناخت اور ان کی اتباع اور پیروی سے محروم قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے معانی اور اسرار اور معارف اور نکات سے محروم شریعت و طریقت سے محروم پھر نماز جو معراج المومنین ہے اور روزہ جس کی خاص اللہ تعالیٰ ہی جزا ہے اور حج کے طریقوں اور زکوٰۃ اور پھر ان کے حصول ثواب اور درجات سے محروم ہیں تم کو ایسے شخصوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے۔ کہ تم کو تمام نعمتوں اور فیوضوں سے متمتع فرمایا اور محروم نہیں کیا عقل دی ذہن دیا قرآن شریف کی تلاوت اور اس کا علم اور اسرار و معارف و نکات سے بہرہ ور کیا ہر ایک چیز حلال و حرام کی تمیز دی۔ رسولوں کی شناخت کی

توفیق دی اپنی ذات اور صفات کا علم دیا- ولی اللہ اس کو کہتے ہیں جو اوامر ونواہی کا پابند ہو اس کے کرنے سے جو نتیجہ ہوتا ہے اس کا نام کشف والہام اور رویدار الٰہی یا لقاء اللہ کہتے ہیں انسان کا فرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اختیار کرے پھر جو اس پر اس کا نتیجہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ عنائیت فرماوے گا ایسے محروموں اور مجنونوں سے الگ رہنا مناسب ہے اگرچہ پاس ہو تو سوال کرنے پر ویدے ورنہ الگ رہے اور خدا تعالیٰ کا شکر کرے کہ ہمیں محروم نہیں کیا اور بے نصیب نہیں کیا نماز ایسی چیز ہے کہ سب مراتب ولایت اور قرب الٰہی کے مدارج اسی میں طے ہو جاتے ہیں افسوس لوگوں نے نماز کو تو چھوڑ دیا اور بے ہودہ وظائف کے پیچھے پڑگئے نماز ہی سے انسان خدا سے ملتا ہے اس کو بہت سنوار کر پڑھنا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے نماز کو جس قدر درستی اور آہستگی سے پڑھو گے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرو گے اور خدا تعالیٰ کو نزدیک پاؤ گے دعاء سیفی حزب البحر قصیدہ غوثیہ وغیرہ سے جو وظائف لوگوں نے نکالے ہیں وہ سب اختراع بدعت ہے جتنی دیر وظیفوں میں صرف ہو اتنی دیر نماز میں لگانی چاہئے خشوع وخضوع سے نماز پڑھنا اور قرآن شریف ترتیل سے اسی قدر زیادہ فائدہ مترتب ہو گا-

دلائل الخیرات کا ورد

ایک روز ایک شخص نے سوال کیا کہ دلائل الخیرات کا ورد اور پڑھنا کیسا ہے فرمایا دلائل الخیرات میں جتنا وقت خرچ ہو اگر نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں خرچ ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے یہ کتابیں قران شریف اور نماز سے روک دیتی ہیں- یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور حکم ہے- اور انسانوں کا بناوٹی وظیفہ ہے فرمایا قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا بھی لوگ وظیفہ کرتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور نا سمجھی سے ایسا کرتے ہیں- قرآن شریف وظیفہ کے لئے نہیں ہے یہ عمل کرنے کے لئے اور اخلاق کو درست کرنے کے لئے ہے اگر آنحضرت ﷺ صحابہ کو تسبیح ہاتھ

میں دیگر حجروں میں بٹھا دیتے تو دین ہم تک کب تک پہنچتا وہاں تو تلوار تھی اور جہاد تھا اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی جنت تلواروں کے سایہ میں ہے ہمارا زمانہ بھی منہاج نبوت کا زمانہ اور ہمارا طریق بھی منہاج نبوت کا طریق ہے اب لوگوں کو چاہئے کہ حجروں میں آگ لگادیں تسبیح ہاتھ سے پھینک دیں رنگے کپڑوں کو جلا کر راکھ کردیں اور جہاد کے لئے اور دین کی حمایت کے لئے مال سے جان سے ہاتھ سے جس طرح سے ہو سکے کریں جب جہاد سیفی جہاد تھا اور اب جہاد لسانی و قلمی ہے جہاد جب بھی تھا اور اب بھی ہے لیکن صورت جہاد بدل گئی ہے مومن کبھی قشر پر راضی نہیں ہوتا وہ مغز چاہتا ہے لفظ پرستی کفر ہے نرے لفظوں کے پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا اس پر عمل کرنے سے اس کے مطابق چلنے سے کام چلتا ہے۔

تعویذ گنڈہ اور اعجاز مسیحا

حضرت اقدس کبھی تعویز آج کل کے درویشوں فقیروں مولویوں کی طرح سے نہیں لکھتے تھے پانچ چار دفعہ آپ کو تعویذ لکھنے کا کام پڑا ہے اور وہ یوں پڑا ہے کہ خلیفہ نورالدین صاحب ساکن جموں کے اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے اولاد کے بارہ میں دعا کرائی آپ نے فرمایا ہاں ہم دعا کریں گے خلیفہ صاحب نے عرض کی کہ ایک تعویذ مرحمت ہو جائے فرمایا لکھدیں گے پھر ایک دفعہ عرض کی فرمایا ہاں یاد دلا دینا لکھ دیں گے اب خلیفہ صاحب نے ادب سے تعویز کے لئے خود عرض کرنا مناسب نہ جانا اور جناب حضرت صاجزادہ مرزا محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ چھوٹے سے تھے ان سے کہا کہ تم تعویذ حضرت اقدس سے لادو ان کو حضرت اقدس علیہ السلام کے پیچھے لگا دیا۔ یہ جب جاتے تو کہتے ابا خلیفہ جی کے واسطے تعویذ لکھدو دو چار دفعہ تو ٹالا لیکن یہ پیچھے لگ گئے ایک دن انہوں نے کہا ابا تعویذ لکھدو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں تو تعویذ لکھنا نہیں آتا محمود کو جس بات کی ضد پڑ جاتی ہے مانتا نہیں تعویذ لکھ کر دیدیا۔ آپ نے معہ بسم

اللہ تمام الحمد للہ لکھ کر تعویز محمود احمد صاحب کو دیدیا یہ لے کر خلیفہ جی کو دے آئے بس تعویذ کا باندھنا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہ طفیل دعاء مسیح ان کی بیوی حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا۔

ایک شخص کا حیدر آباد کی طرف سے خط آیا اور وہ غیر احمدی تھا لکھا کہ ایک تعویذ اپنے دست مبارک سے لکھ کر مجھے بھیج دو۔ حضرت اقدس نے مجھے فرمایا صاجزادہ صاحب ہمیں تو تعویذ لکھنا نہیں آتا لاؤ الحمد شریف لکھ دیں اسی میں ساری برکتیں ہیں آپ نے الحمد لکھ کر مجھ کو دیدی اور فرمایا خط میں بھیج دو۔

ایک شخص کا خط مارواڑ سے آیا اور لکھا کہ ہمارے گھر میں آگ لگ جاتی ہے اور خود بخود لگ جاتی ہے اور طرح طرح کی ہیبتناک آوازیں آتی ہیں اور ہمارے بال بچے اکثر اور ہم بھی بیمار رہتے ہیں کوئی تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر مرحمت فرمائیے تاکہ اس آسیب سے کوئی جن ہے یا خبیث ہے نجات ملے فرمایا تم ہی کچھ لکھ دو ہم آسیب واسیب کچھ نہیں جانتے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے کہنے کے مطابق یہ لکھ دیا کہ مکان کے چاروں کونوں میں رات کو ہر روز اذان کہہ دیا کرو۔ پھر میں نے یہ خط حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھایا فرمایا بہتر ہے یہ خط بھیج دو۔ دو تین ہفتہ کے بعد اس کا خط آیا کہ اب آگ بھی نہیں لگتی اور خواب پریشان بھی نہیں آتے اور خدا تعالیٰ نے ہم سب کو تندرست کردیا۔ پھر میں نے تعویذ کے لئے عرض کیا تو فرمایا ہاں لکھ دیں گے پھر ایک روز الحمد لکھ دی اور فرمایا بھیج دو۔

قادیان کی بعض عورتیں اور گاؤں کی عورتیں آجاتیں کہ مرزا جی ہمیں اپنے ہاتھ کا تعویذ دو۔ آپ فرمادیتے صاحب زادہ صاحب کے پاس جاؤ وہ تعویذ لکھ دیں گے تم جانتی ہو کہ صاجزادہ صاحب کون ہیں وہ لمبے قد والے پیر صاحب وہ کہدیتی کہ ہاں ہم جانتے ہیں قادیان اور نواح قادیان میں سب مرد و عورت مجھ سے واقف ہیں کوئی پیر صاحب کوئی بڑا پیر کہتے تھے۔ پھر وہ عورتیں میرے پاس

آتیں اور کہتیں کہ مرزا صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہے تعویذ لکھ دو میں بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے دیکھا دیکھی الحمد شریف ہی لکھ دیا کرتا تھا۔

سورہ فاتحہ کا عمل

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں سرساوہ سے چل کر قادیان شریف حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مولانا مرشد نا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح علیہ السلام بھی آئے ہوئے تھے اور صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ پیر صاحب بہت سے پیر دیکھے کہ وہ عملیات اور تعویذ کرتے ہیں کوئی عمل آپ کے بھی یاد ہے جس کو دیکھ کر ہمیں بھی یقین آجائے کہ عمل ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں یاد ہے فرمایا دکھاؤ اور میں نے عرض کی کہ ہاں وقت آنے دیجئے۔ دکھلا دوں گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ضرور صاجزادہ صاحب کو یاد ہوگا ان کے بزرگوں سے عمل چلے آتے ہیں کوئی دو گھنٹہ کے بعد ایک شخص آیا جس کو ذات الجنب یعنی پسلی کا درد شدت سے تھا میں نے عرض کی کہ دیکھئے اس پر عمل کرتا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ہاں عمل کرو۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ ہاں عمل کرو میں نے اسی شخص پر دم کیا اس کو درد سے بالکل خدا تعالیٰ نے آرام کر دیا اور شفا دی۔ جب اس کو آرام ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ مسمیریزم ہے میں نے اس زمانہ میں مسمیریزم کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ اور نہ میں جانتا تھا کہ مسمیریزم کیا چیز ہوتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا صاجزادہ صاحب تم نے کیا پڑھا تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک و علیٰ محمد میں نے الحمد شریف پڑھی تھی-------

القصہ جب میں حضرت ﷺ کی مجلس میں بحالت کشف ادب سے بیٹھ گیا تو میں نے جو میرے پاس ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے ان سے کہا کہ تم آنحضرت ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کر دو کہ مرشد کے قدم چومنے جائز ہیں کہ ناجائز

ہیں سو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! سراج الحق دریافت کرتا ہے کہ مرشد کے قدم چومنے جائز ہیں کہ ناجائز ہیں وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کے سامنے سفید پوش بیٹھے تھے لمبا ہاتھ کر کے اور ہلا کر زور سے کہا کہ نہیں نہیں مجھے اس وقت یہ خیال ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے دریافت کیا تھا نہ کہ اس سے یہ کون ہیں جو خود بخود بول اٹھے پس میں اس خیال کے آتے ہی اس جگہ سے اٹھا اور سید ھا جہاں کو نمبروار پاس چھوٹے چھوٹے نقطہ دیئے ہوئے ہیں جا کر حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس چپکے سے جا بیٹھا میں نے دریافت کرنا چاہا تو آنحضرت ﷺ نے میری طرف نیچی نگاہ سے دیکھا اور ایک پیر مبارک میری طرف یعنی داہنا پیر پھیلا دیا۔ میں نے دیکھا تو آپ کے پائے مبارک میں سوتی جراب سفید تھی پس میں نے قدم مبارک دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چوم لیا۔ اور آنکھوں سے لگایا پھر آپ ﷺ نے پائے مبارک اکٹھا کر کے سکیڑ لیا اور سوتی جراب قدم مبارک سے اتار کر مجھ کو عنایت فرمائی میں نے وہ جراب بڑے ادب سے لے لی اور جب میں پہلی جگہ سے اٹھ کر آپ ﷺ کے پاس گیا تو جاتے ہوئے بائیں طرف پانچ چار آدمی میلے کپڑے پہنے ہوئے اور اکڑو بیٹھے ہوئے دیکھے اور ان کے آگے پیالیاں بھنگ وغیرہ کی رکھی ہیں۔ اور دو تارہ ڈھولک بجا رہے ہیں اور کچھ گا رہے ہیں جو سمجھ میں نہیں آیا اس وقت میں نے خیال کیا کہ اللہ اللہ آنحضرت ﷺ تو تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہ گانے بجانے والے بھی ایک طرف موجود ہیں اور پھر دل میں کہا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف جو شخص پشت دے کر برہنہ بدن اور سر بیٹھا ہے یہ کون بے ادب اور گستاخ ہے جو آنحضرت سید کائنات سید المرسلین ﷺ کو پشت دیئے ہوئے بیٹھا ہے اور کوئی اس گستاخ کو منع نہیں کرتا اور وہ لوگ جو حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت کو ہندو مسلمان عیسائی وغیرہ جاتے تھے وہ یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ حضرت رسول کریم ﷺ عرب سے ہجرت کر کے اب ہند میں آگئے

اس کے بعد یہ کشفی حالت جاتی رہی اور ایک لذت باقی اس نظارہ عجیب کی رہ گئی اور دو تین روز وہ ذوق وشوق رہا کہ بیان سے باہر ہے پھر میں نے یہ کشف شیخ یوسف علی نعمانی مرحوم مذکور الصدر سے جو وہ بھی اس وقت موجود تھا بیان کیا اور شیخ عباس علی صاحب بخشی فوج ریاست جیند اور قاضی غلام نبی صاحب رئیس جیند سے اور شیخ برکات علی جمعدار وغیرہ سے یہ کشف بیان کیا پھر ایک روز مجلس مولود تھی اور میں ہی پڑھنے والا تھا اس وقت بھی یہ کشف دوبارہ ہوا چونکہ کشف میں بھی ایک قسم کی ربودگی ہوتی ہے اور قوائے مدرکہ اس عالم سے ٹوٹ کر دوسرے عالم کی طرف مصروف ہو جاتے ہیں تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ سوتا ہے کیونکہ بیان بند ہوا اور زبان میں جو ایک قسم کی تیزی اور سرعت ہوتی ہے اور کبھی لڑکھڑا جاتی ہے پس ایک صاحب جو اس وقت شاید ناظم تھے مجلس میں حاضر تھے کہنے لگے کہ حضرت میاں صاحب یہ وقت سونے کا ہے یا پڑھنے کا ہے جب انہوں نے مکرر سہ کرر یہ کہا تو میری کشفی حالت بند ہوئی اور میں نے کہا کہ میں سوتا نہیں ہوں بلکہ ایک نظارہ عجیب دیکھ رہا ہوں- وہ جو میں نے دیکھا تھا پھر بیان کیا اسوقت دو تین سو آدمی تھے اس نظارہ کشفی کے دو سال کے بعد میں لدھیانہ گیا کسی شخص نے کہا کہ کوئی گاؤں قادیان ہے وہاں ایک مرزا غلام احمد بڑے نیک اور ولی اللہ سنے جاتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں ہونگے ولیوں سے تو کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا خدا جانے دنیا میں سینکڑوں ولی اللہ ہونگے پھر دو تین روز کے بعد بھی یہی ذکر ہماری مجلس میں ہوا میں نے ان کو کہا کہ تم نے کیوں کر جانا کہ ولی اللہ ہیں اور انہوں نے کہا کہ ان کی تعریف دو چار شخصوں کی زبانی معلوم ہوئی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم مجدد اس صدی کے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پچھلے زمانہ کے اولیاءاللہ جیسے سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی اور سید معین الدین حسن اجمیری اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ علیہم وغیرہ تو واقعی طریقہ رسول اللہ ﷺ پر تھے اور وہ سب اہل اللہ اور برگزیدہ الٰہی تھے

اور اب کے صوفیوں کی راہ اور طریق جادہ مستقیم سے گر گئی اور انہوں نے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے یہ دو باتیں سن کر میرے دل کو ایک لگاؤ حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف ہو گیا۔ اور خواہش ملاقات دل میں پیدا ہوئی کہ ایسے شخص سے ملنا چاہئے جو پہلوں کا حوالہ دیتا ہے اور اپنے آپ کو مجدد کہتا ہے بے شک وہ مجدد ان بزرگوں میں سے ہی ہو گا اور چودہویں صدی شروع ہونے والی ہے خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ مجدد ہوں اور مجدد کا ہونا ضروری ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتا رہے گا اور اب سینکڑوں فرقے نکل آئے علما میں اختلاف صوفیاء میں اختلاف امراء میں حالت خراب غرباء ضعفاء کی عادات خراب چاروں طرف فتنہ برپا ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور فضل ہے جو ہمارے زمانہ میں مجدد ہو اور مجھے زیادہ تریوں انتظار تھا کہ ہمارے بہنوئی حافظ رونق علی عرف محمد جان ساکن رامپور ضلع سہارنپور نے بھی یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ اس صدی چار دہم کا میں مجدد ہوں گا اس سے بھی دل کو ایک خوشی تھی کہ ہمارے ہی خاندان میں مجددیت ہو گی اور پھر ایک مولوی امیر علی اجمیری کا بھی دعویٰ تھا کہ اس چودھویں صدی کا مجدد میں ہوں گا

آخر کار ان مولوی صاحب نے تو چودہویں صدی لگتے ہی توبہ کر لی کہ مجھ کو غلطی لگی میں مجدد نہیں ہوں لیکن حافظ صاحب موصوف کا تو اب تک کہ تیس برس چودہویں صدی کے گذر گئے مجددیت کا دعویٰ ہے اور اس تیسویں سال کا تو یقیناً ان کا اعتقاد ہے اور دو شخص ان کے معتقد ہیں اور وہ دونوں بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں اور ایک درویش اجمیر میں تھا اس کا بھی دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔

مجدد الوقت کون ہے؟

جب میں اوّل دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تھا تو میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ نے بھی دعویٰ مجددیت کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں منجملہ اوروں کے (ا) ایک سوڈانی مہدی ہے جس پر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اور مجدد ہے اب ہم آپ کو مجدد مانیں یا ان میں سے کسی ایک کو- فرمایا جس کے پاس دلیل ہو دعویٰ بلا دلیل تو تسلیم نہیں ہوتا دلیل یہی ہے کہ مکالمہ و مخاطبہ الہیہ ہو اور وحی کا نزولؑ ہو اور منہاج نبوت پر ان کا طریق ہو درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور یہی شناخت ولی نبی رسول کی ہے جس کے ساتھی ہمراہ مرید صحابی اچھے اور نیک صالح ہوں اور ان میں تبدیلی فوق العادت پیدا ہو جاوے اور وہ اپنے اندر ایک نور نمایاں تاباں دیکھ لیں تب جانو کہ وہ اچھا ہے اور ولی ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا کامل تعلق اور پیوند ہے اور قوت روحانی اور کشش ربانی موجود ہے اور جس کے پیرد اور ہم صحبت خراب ہوں اور کوئی تبدیلی کسی قسم کی نہ پاویں اور گندی زیست اپنے اندر رکھتے ہوں تو معلوم کرلو کہ وہ خود بھی گندہ ہے اور اس میں خدا کا انوار اور نعمت روحانی نہیں ہے اور نہ اس میں خدا ہے اور نہ خدا کے انوار و فیض سے کچھ بہرہ ہے دیکھو جب برسات ہوتی ہے تو سینکڑوں بوٹیاں جنگل میں خراب بھی پیدا ہوتی ہیں اور گل بوٹے بھی عمدہ پیدا ہو جاتے ہیں مگر جو فائدہ مند ہیں وہ باقی رہتے ہیں اور جو نکمے اور کار آمد نہیں ہوتے وہ جل بھن کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں تم دیکھو گے کہ جس کو خدا نے بھیجا ہے اور جو خدا کی طرف سے منصب مجددیت لے کر آیا ہے وہ باقی رہ جاوے گا اور سرسبز ہوگا اور جو خدا کی طرف سے نہیں ہیں وہ تمام تباہ اور ہلاک ہو جاویں گے- آنحضرت ﷺ کے وقت مبارک میں بھی بہت سے مدعیان نبوت کھڑے ہو گئے تھے اور مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی تو کیا وہ رہ گئے اور وہ سرسبز ہوئے ہرگز نہیں ہوئے-

ان کا نام ونشان مٹ گیا اور وہ ایسے ہلاک ہوئے کہ چند روز میں ہی نیست ونابود ہوگئے سو حقیقت میں جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ جوں کا توں ہوا سوائے آپ کی ذات مبارک اور وجود باجود کے تمام ناکام ونامراد رہ کر نیست ونابود ہوگئے۔

دیگر مدعیان مجددیت کا انجام

(۲) چنانچہ حافظ محمد جان تو دیوانہ ہوگئے اور ان پر ایسی خدا کی مار پڑی کہ نماز روزہ عبادت سب چھوٹ گیا عیش وآرام سب گیا اللہ تعالیٰ کا نام بھی منہ سے نہیں نکلتا ہے ایک بازاری عورت فاحشہ رنڈی ان کی مرید ہوئی تھی سو وہ بھی مرکھپ گئی اس کا دنیا سے نام مٹ گیا اور اب وہ اندھے ہوگئے اور محلہ میں سے جو روٹی مل جاتی ہے وہ کھالیتے ہیں بس اسی پر گزارہ ہے حافظ قرآن تھے وہ قرآن شریف بھی بھول گئے بات یہ سچ ہے کہ جو شخص مرسل الٰہی سے روگردانی میں ہے وہ طرح طرح کی آفات ومصیبتوں میں مبتلا ہوجاتا ہے اور خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اسی جہاں میں ہوجاتا ہے ان کے علاوہ۔

(۳) ایک مولوی ابوالقاسم ساکن امروہہ ہیں انہوں نے بھی مجددیت کا اور مہدویت کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی دیوانے اور مجنون ہوئے اور اب خدا جانے زندہ ہیں یا مردہ۔ یہ حضرت فاضل امروہی مولانا سید محمد احسن صاحب کے رشتہ دار بھی ہیں۔

(۴) ایک ارکاٹ میں مولوی عبدالعزیز تھے انہوں نے دعویٰ مہدویت کیا اور اپنا طریقہ عزیزیہ نکالا ایک رسالہ ان کا میں نے دیکھا ہے اس میں انہوں نے اپنی مہدویت کا اعلان کیا اور معراج لکھی کہ مجھے معراج ہوئی وہ بعینہ ترجمہ حدیث بخاری کا ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنا حال معراج کا بیان کیا ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اس میں نام محمد ﷺ اور اس میں نام ہر جگہ عبدالعزیز مہدی ہے یہ رسالہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سنایا فرمایا یہ

لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں صاجزادہ صاحب کیا خدا تعالیٰ کے ہاں اندھیر ہے یا اس کی خدائی کمزور اور ضعیف ہے دنیا کی گورنمنٹ میں اندھیر نہیں جو ذرا بھی سر اٹھادے اور اپنے آپ کو ملازم بتادے تو وہ پکڑا جاتا ہے اور وہ تو احکم الحاکمین اور شہنشاہ اور مالک و خالق و قادر توانا ہے وہ نہیں گرفتار کرے گا دو ہی سال کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مولوی عبدالعزیز دیوانہ ہوگیا اور برہنہ پھرنے لگا اور خورونوش کی بھی تمیز نہیں رہی۔ اور یہاں تک حالت گزری کہ بعض دفعہ گوہ اور گوبر بھی کھالیتا تھا اسی حالت خراب میں مرگیا۔

(۵) ایک شخص لاہور میں تھا کہ جو گلی کوچوں میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَھْدِیُ رَسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ لگاتا پھرتا تھا اور کوئی اس کو نہیں پوچھتا تھا اور نہ کسی نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا اور نہ کسی نے بازپرس کی ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام جو لاہور تشریف لے گئے اور مسجد شاہی میں جاتے تھے اور ہزاروں آدمی ساتھ تھے یہ دیوانہ مہدی بھی آگیا۔ اور دوڑ کے حضرت اقدس علیہ السلام کے گلے میں کپڑا ڈال لیا بمشکل تمام لوگوں نے ہٹایا اور کپڑا آپ کی گردن سے نکالا وہ بھی اسی جنون کی حالت میں مرگیا اور کچھ خبر نہیں ہے کہ اس کو کس نے دفنایا کس نے کفنایا کہاں گاڑا۔

(۶) ایک شخص لاہوری الور میں گیا اور دو شخص اس کے ساتھ تھے وہ بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور سب سے جہاد کا طالب تھا ایک ہمارے دوست وزیر محمد صاحب صباغ موحد کے مکان پر بھی دو تین روز تک رہا ان کا بیان ہے کہ یہ کبھی کبھی روتا اور چلاتا اور کہتا کہ ہائے مجھے کوئی نہیں پوچھتا اور کبھی کہتا کہ خدا ہی جانے میں مسیح علیہ السلام ہوں یا مہدی علیہ السلام ہوں اور کبھی کہتا کہ میں ہی مسیح بھی ہوں اور میں ہی مہدی بھی ہوں اور اس کو مالیخولیا بھی تھا۔ صرف اردو پڑھا ہوا تھا لیکن قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا تھا اور کبھی کہتا کہ وزیر محمد تم میرے

ساتھ ہو تا کہ انگریزوں سے جہاد کریں وزیر محمد نے کہا کہ ہم کو جہاد کی کون سی ضرورت پیش آئی ہمارے احکام اسلام یا تبلیغ اسلام میں کوئی روک ہے یا ہم اپنے دین کو پھیلا نہیں سکتے ہمیں کس چیز کی دقت اور مشکل ہے خدا کے فضل سے بہ نسبت بادشاہ اسلام ہمیں ہزار درجہ اس انگریز راج میں آرام ہے اگر جہاد کا وقت ہو تا اور خدا تم کو سچا مہدی بناتا تو خود بخود سامان جہاد بھی ہو جاتا تم کوئی دیوانے ہو جو ہمیں جہاد کی اشتعالک دیتے ہو جو خدا اور رسول کے خلاف ہے اور اب جہاد وہاد کچھ نہیں امن چین آرام کے دن ہیں پھر وہ چلا گیا اور اس کا پھر پتہ نہیں لگا کہ کہاں گیا زمین نگل گئی شیر بھیڑیا کھا گئے مر گیا۔ کیا ہوا۔

(۷) ایک شخص سید اصغر علی نام ریواڑی میں تھا۔ وہ میرا دوست تھا اور وہ رافضیوں کی صحبت میں رہ کر تفضیلیہ ہو گیا تھا اور رفتہ رفتہ رافضی بن گیا تھا اس کو ابتدا سے فطرت مانیہ تھا پھر اس کو خون مالیخولیا ہو گیا میں جب ریواڑی گیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ اب کے سال امام مہدی ظاہر ہو جاویں گے اور اسی سال میں ان کا ظہور ہو گا۔ اور وہ حج بھی کریں گے اور کھٰیٰعٓصٓ سے عجیب عجیب قسم سے عدد نکال کر تاریخ اور سال مہدی بتلایا کرتا تھا اور وہی سن و سال بتلایا کہ جن میں حضرت اقدس علیہ السلام نے دعوئ مہدویت اور مسیحیت کا کیا میں نے کہا ابھی ایک سال تک تو مہدی مسیح نہیں آسکتے اور یہ میرا خیال جب پیدا ہوا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے دعوئ مجددیت کیا کیونکہ ایک مجدد کو جب سو برس گزر جاویں تو تب اور مجدد ہو جب چودھویں صدی کے مجدد حضرت اقدس علیہ السلام ہو گئے تو اب مہدی و مسیح کا ہونا تو محال ہوا۔ اور ان کی ضرورت نہیں ہے پندرھویں صدی پر بات جاپڑی میں نے کہا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد چودہویں صدی ہو گئے اگر مہدی و مسیح آئے بھی تو پندرھویں صدی پر آویں گے اس نے کہا کہ مرزا صاحب ہرگز مجدد نہیں ہیں مہدی و مسیح اسی چودہویں صدی میں اسی سال میں جو چودھویں صدی کا چہارم سال ہے آجاویں

گے خدا کی قدرت اسی سال میں حضرت اقدس علیہ السلام کا اشتہار مہدی و مسیح موعود ہونے کا نکلا ہے میں نے اس کو خط بھی لکھا اور ملاقات کے وقت کہا کہ دیکھو تمہارا حساب ٹھیک نکلا مہدی بھی موجود ہوگیا اور عیسیٰ بھی آ گیا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوۃ السلام) ہیں وہ مجھ سے لڑنے مرنے کو تیار ہوگیا اور کہا کہ میں نے مرزا صاحب کا اشتہار دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے کذاب ہے پہلی کتابوں سے چرا چرا کر مضمون لکھ لیتا ہے پھر اس نے خود مہدی کا نائب اپنے آپ کو بیان کیا اور مجھ سے کہا کہ جہاد کی تیاری کرو اب امام مہدی آویں گے اور ہم تم ان کے ساتھ ملکر جہاد کریں گے میں نے کہا اب جہاد کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ جو مہدی آیا اور مسیح ہوا، اس نے ایسے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دیدیا ہے اور حدیث شریف میں یضع الحرب بخاری میں موجود ہے کہ مسیح کے وقت جہاد و حرب رکھ دیا جائے گا یعنی جہاد سیفی و شمشیری نہیں ہوگا۔ اس پر بھی وہ جھلایا اور دہلی میں آیا۔ دہلی کی جامع مسجد میں بیان کیا اور لوگوں سے کہا کہ لوگو تم ہمارے ساتھ ہو اور تلوار و بندوق توپ جو کچھ تم سے مہیا ہو سکے درست کرلو جہاد کرو۔ لوگوں نے جواب دے دیا پھر اس نے خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں امام مہدی موعود ہوں۔ اس حالت میں بھی اس نے میرے سے ملاقات کی اور اس کا جنون دن بدن ترقی کرتا گیا میں نے کہا کہ پہلے تو تم کہتے تھے کہ مہدی آویں گے عیسیٰ آویں گے پھر نائب مہدی بنے اب تم خود مہدی بن گئے اس بات پر میری اور اس کی لڑائی ہوگئی۔ بارہ ہزاری سید ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جو ریواڑی کے وسط شہر میں واقع ہے سخت تکرار ہوئی اور میں نے اس کو مارا دوسرے روز پھر وہ آیا اور منت سماجت کرنے لگا اور مجھ سے معافی مانگی اور دعویٰ مہدویت پیش کیا ایک رات کو سوتے سوتے جو اس کو دیوانگی ہوئی تو ہاتھ میں برہنہ شمشیر لے کر اور ایک جھنڈا پرانے کپڑے کا بوسیدہ بانس پر باندھ کر گھر سے نکلا اور کہا کہ میں مہدی ہوں یہ نشان اور یہ تلوار

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے آسمان سے لاکر دی اور کہا اللہ تعالیٰ نے یہ شمشیر و نشان تمہیں عطا کیا ہے تم جاکر اس سے جہاد کرو جب یہ بازار میں نکلے ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں نشان تھا پولیس کو خبر ہوگئی پکڑ لیا اور قید کیا گیا اور بعد تھوڑے روز کے ان کو گوالیار میں بھیجدیا ان کے بیوی بچے ریواڑی رہے کئی سال کے بعد پوشیدہ طور پر پھر ریواڑی آگئے کیونکہ ان کے ہاں میت ہوگئی تھی لیکن گھر سے باہر پھر نہیں نکلے پھر سرکار کو خبر ہوگئی تو پھر ان کو گوالیار بھیج دیا جب ان کا جنون ذرا کم ہوا تو یہ ریواڑی آگئے اور سرکار نے اپنی رحم دلی سے معافی دیدی انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام پر ایک مقدمہ بھی دائر کیا تھا اس کی پیروی کے لئے جناب مولوی محمد علی صاحب اور جناب مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰی گوڑگانوہ آئے تھے بہرحال وہ مقدمہ حضرت اقدس علیہ السلام کے حق میں ہوا۔

ایک دفعہ انہوں نے اعلان کیا کہ وَلَا اَصْغَرُ وَلَا اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ جو قرآن شریف ہے وہ میرے حق میں ہے۔ چونکہ ان کا نام اصغر علی تھا آیت میں بھی اصغر علی ہے ایک روز ایک پادری سے ان کی تکرار ہوئی اصغر علی نے بھی مکہ چلایا اور پادری صاحب یوریپین تھے انہوں نے بھی تھپڑ اٹھایا اصغر علی ڈر کر بھاگ آیا اور دو تین روز تک گھر میں چھپا بیٹھا رہا۔

اب وہ فاقے اٹھا کر اور طرح طرح کے مصائب و شدائد میں گرفتار ہو کر مرگیا اب اس کا ایک بھائی اور مجنون اس کا جانشین کھڑا ہوا ہے اس کا دعویٰ فی الحال قطبیت کا ہے اور کچھ نہیں ہے ایک دفعہ مولوی سلطان الدین احمد صاحب مبین جمالی ریواڑی گئے تھے یہ صاحب ثانی الذکران کے مکان پر بھی آئے لیکن باہر دروازہ کے کھڑے رہے کسی نے کہا مولوی صاحب سید صاحب آئے ہیں جو اپنے آپ کو قطب وقت اور غوث زمان کہتے ہیں مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہاں سے جاکر بازاروں میں گلیوں میں کہتے پھرے کہ

مولوی صاحب نرے مولوی ہیں کچھ انکو باطنی مس نہیں ہے دوسرے روز پھر وہ آئے تو مولوی صاحب نے ان کو بلایا اور آٹھ آنہ انکو دے دیئے۔ بس یہ آٹھ آنے دینے تھے کہ سید صاحب زربر سرفولاد نہی نرم شود معتقد ہوگئے اور کہنے لگے کہ اب آپ نے مولوی صاحب ہماری شان پہچانی مولوی صاحب نے کہا ہاں سید صاحب اب معلوم ہوا کہ آپ بھی کچھ ہیں سید صاحب کہنے لگے کہ کچھ کیا بہت کچھ ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں میں بھول گیا تھا آپ بہت کچھ ہیں۔ اب سید صاحب مولوی صاحب کی تعریف گلی کوچوں میں کرتے پھرتے ہیں کہ مولوی صاحب بڑے صاحب نسبت ہیں۔ یہ حال ہے ان لوگوں کی قطبیت اور غوثیت اور مہدویت کا۔

رشید احمد گنگوہی کا حال

(۸) منجملہ ان مدعیان مجددیت کے ایک مولوی رشید احمد گنگوہی تھے ان کو ان کے مرید مجدد وقت لکھا کرتے تھے اور خاص کر مولوی محمد حسین فقیر بُنیؒ دہلوی کا تو یہی عقیدہ تھا مولوی صاحب نے کبھی نہیں کہا کہ مجھ کو مجدد مت لکھو میں مجدد نہیں ہوں گویا ان کی مرضی تھی کہ میں بھی مجدد ہوں مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی کفر میں حد کردی اشتہار دیا کہ علانیہ سب وشتم کرو مرزا مسیلمہ ہے اسود عنسی ہے۔ کذاب ہے۔ مفتری ہے۔ دجال ہے نعوذ باللہ منہا۔ مولوی صاحب پر ایک تو یہ وبال پڑا۔ اور دوسرا وبال یہ پڑا کہ مجدد کہلایا۔ اس وبال ونکال کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیوی مری بیٹا مرا دو بیٹوں کی بیویاں مریں صرف اکیلا رہ گیا پھر نابینا ہوگیا اور حدیث جو پڑھایا کرتا تھا وہ پڑھانا جاتا رہا کئی ایک مرید جو اس کے تھے اور بڑے تھے مرگئے اور سارا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ اور مولوی عبد القادر صاحب جو ان کے مرید اور خلیفہ تھے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مرید ہوگئے اس مولوی گنگوہی کو سخت ہم وغم ہوا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے مباہلہ کے لئے بھی بہت مولوی رشید احمد

متوفیؒ سے تحریری اور زبانی کہا لیکن مباہلہ نہ کیا اور ایک وبال مولوی صاحب پر یہ پڑا کہ بار بار ان کی زبان سے نکلا کہ جیسے الہام میرزا غلام احمد قادیانی کو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر ہمارے مریدوں کو بھی ہوا کرتے ہیں گویا مفتری علی اللہ بھی بنا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار دیا تھا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور احمد اللہ امرتسری اور رسل بابا وغیرہم مجھ سے مباہلہ کرلیں گیارہ عذابوں میں سے ایک یہ عذاب ضرور ان پر اگر یہ مقابلہ مباہلہ نکریں گے پڑے گا منجملہ ان عذابوں کے ایک یہ عذاب تھا کہ سانپ کاٹے اور پھر وہ جانبر نہ ہوسکے۔ سو مولوی رشید احمد گنگوہی متوفیؒ کو سانپ نے کاٹا۔ حالانکہ مولوی صاحب کو سانپ کے کاٹے کا علاج دعویٰ سے تھا۔ اور سینکڑوں کوس تک ان کا پڑھا پانی جاتا تھا لیکن یہ عذاب الٰہی تھا اور سانپ نہیں تھا بلکہ غلاظ شداد فرشتوں سے ایک فرشتہ تھا اور سانپ کے ڈسنے کے بعد تین چار روز تک زندہ بھی رہا لیکن اسی زہر سے مرگیا خدا تعالیٰ نے دکھادیا کہ اب یہ مامور د مرسل کی مخالفت کا عذاب ٹل نہیں سکتا۔ ان کے مرنے سے تین ماہ یا دو ماہ پیشتر مجھے ایک کشفی نظارہ میں دکھائی دیا کہ راستہ میں ایک مکان کو چھوڑ کر برے کپڑے پہنے ہوئے مولوی رشید احمد زمین پر لیٹ گئے میں نے یہ اپنا کشف حضرت اقدس علیہ السلام سے بیان کیا اور اس وقت حضرت فاضل امروہی بھی تشریف رکھتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کی موت آگئی سو ایسا ہی واقعہ ہوا الحمد للہ علے ذلک۔

(۹) منجملہ ان کاذب مدعیان مہدیت کے ایک شخص شیخ محمد یوسف سہارنپور کا تھا اس کو کچھ علم عربی تھا سیاہ فام پستہ قد ایک قسم کا اس کو قطرب مانیا تھا اس نے بھی دعویٰ مہدیت کیا تھا اتفاق سے وہ قادیان بھی آیا تھا میں اور جناب محترم سید السادات میر ناصر نواب صاحب ابو الضعفاء سلمہ اللہ تعالیٰ ہم اس سے ملنے کے لئے گئے تھے اور وہ ایک مسجد میں ارائیوں کی ٹھہرا تھا وہ ہمارے

ساتھ ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس روز تو کوئی تھوڑی سی باتیں غیر متعلق ہوتی رہیں۔ دوسرے روز وہ پھر آیا اور مغرب کی نماز مسجد مبارک میں اس نے پڑھی اور بعد نماز شام اس نے اپنا دعویٰ مہدویت پیش کیا اور ایک حدیث اپنے دعویٰ مہدویت میں بیان کی لیکن اس کا ترجمہ اور جب اصل مانگی گئی تو کہا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے مشکوٰۃ شریف منگوائی گئی اس نے بہت سی ورق گردانی کر کے کہا کہ تم نکال دو یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت فاضل امروہی سلمہ یا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے مشکوٰۃ شریف ہاتھ میں لے کر کھولی اور حدیث نکالنی چاہی لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے منع کر دیا اور فرمایا ہمیں تمہیں کیا غرض ہے جو حدیث نکالیں ان کو خود ہی نکالنی چاہئے جو مدعی ہے تاکہ ہم اس کا علم بھی دیکھ لیں اور حدیث دانی معلوم کر لیں پھر کتاب بند کر کے اس کے ہاتھ میں دیدی اس کے ہاتھ کانپ گئے اور زبان میں لکنت پیدا ہو گئی حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کے ثبوت پیش کئے اور بڑے زور سے تقریر کی اس تقریر اور ثبوت کو سن کر ایک سید صاحب جو پہلے عیسائی تھے اور عیسائیت میں شاید شادی بھی کر لی تھی وہ معہ بیوی کے حضرت اقدس علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان اور بیعت ہوئے تھے اور وہ شاید جہلم کی طرف کے رہنے والے تھے ایک ایسا وجد آیا کہ جیسے صوفی قوالی میں لوٹتے ہیں اور ان پر اس لذت میں ایسی بے ہوشی ہوئی کہ کچھ کسی کی خبر نہ رہی اس مدعی کاذب نے اس تقریر اور ثبوت کی جو حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان کئے تھے تکذیب کی اور اس کی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور تیرا دعویٰ جھوٹا ہے پس اس سید نے اٹھ کر ایک ایسی دوہتڑ اسکی کمر میں ماری کہ وہ دہرا ہو گیا۔ اور چلا اٹھا۔ پھر لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے اس مدعی کاذب کو اپنی طرف کھینچ لیا پس اس نے گھبرا کر لڑکھڑائی ہوئی زبان سے کہا کہ حضرت مجھ کو میرے جائے فرودگاہ تک پہنچا دو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ دو آدمی

ان کو بحفاظت تمام پہنچا دو اس نے کہا کہ کسی پر مجھ کو اطمینان نہیں ہے میرے ساتھ صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو جو میرے ہموطن بھی ہیں اور جناب میر ناصر نواب صاحب کو بھیج دو ان پر مجھے اطمینان ہے پس حضرت اقدس علیہ السلام نے ہم دونوں کو حکم دیا کہ جاؤ ان کو ان کی جائے فرودگاہ پر چھوڑ آؤ پھر ہم دونوں اس کے ساتھ ہوئے اور وہ لرزتا اور کانپتا آگے پیچھے دیکھتا ہوا چلا کہ کوئی اور آکے میری خبر نہ لے لے میں نے اور حضرت میر صاحب نے کہا کہ ڈرو مت ہم تمہارے ساتھ ہیں اب تم کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا مگر تم نے بڑا غضب کیا کہ منہ پر ایسے گندے الفاظ بولے اس نے کہا میری غلطی ہوئی اور میں تو رات کو ہی یہاں سے چلا جاؤں گا ہم اس کو اس کی جگہ مسجد میں چھوڑ آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے واسطے کھانا تو بھجوا دو پھر کھانا لے کر گیا اور کھانا کھلا کر واپس آیا اور میں نے کہا کچھ اور ضرورت ہے کہا کہ میرے پاس خرچ نہیں ہے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ ان کو خرچ کی ضرورت ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے جیب سے بٹوا نکالا اور چار روپے مجھے دئے کہ دے آؤ میں وہ چار روپیہ لے کر اس مدعی کاذب کے پاس گیا اور روپیہ دئے کہا کہ مرزا صاحب تو بڑے خوبیوں کے آدمی ہیں میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہدینا کہ میری خطا معاف فرمادیں پس وہ اسی وقت ایک چھوٹا سا بقچہ جو لپٹا ہوا اور میلا تھا اور شاید ایک جوڑا کپڑوں کا وہ بغل میں لے کر چلدیا میں نے بہت کہا اور ٹھہر کھانے کا تو کوئی فکر ہی نہیں ہے لنگر سے آتا رہے گا اور جس قسم کا کھانا تم کھاؤ گے وہ بھی تیار کرادوں گا اس نے نہ مانا اور چلدیا خدا جانے وہ کہاں جا کر ٹھہرا ہو گا اور کہاں گیا ہو گا پھر اس کا کوئی پتہ ہمیں نہیں ملا۔

نواب صدیق حسن خان کا حال

(۱۰) ایک شخص مدعی مجددیت نواب صدیق حسن خان مرحوم بھی تھے گو کھلم کھلا دعویٰ نہیں کیا لیکن اپنی تحریروں میں اس قسم سے اپنا دعویٰ

لکھا ہے کہ ان کی کتابیں پڑھنے والے خوب جانتے ہیں مگر انہوں نے صدی کو نہیں پایا بجائے دعویٰ مجددیت کے اپنی عزت و ثروت اور نوابی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے حضرت فاضل امروہی دام فیضہ ان کی قوت بازو اور مددگار تھے بعض کتابیں جو دوسروں کی غیر مشہور تھیں کاٹ تراش کر اور مقدم و مئوخر مضامین کر کے اپنے نام سے مشہور کردیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی تو ایک جلد نواب صاحب کے پاس بھی بھیج دی نواب صاحب نے کتاب چاک کر کے واپس بھیج دی۔ اور کہا کہ ہم کو ایسی کتابوں کی کوئی ضرورت نہیں ان کتابوں کے پاس رکھنے سے گورنمنٹ برطانیہ کی ناراضگی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک مضمون جو براہین احمدیہ کے پرچہ منضمہ میں لکھا ہے وہ انہیں کی نسبت ہے اس میں ایک جملہ ایسا حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جو بظاہر توعلم پر دلالت کرتا ہے مگر جو دیکھا جاوے تو نواب صاحب کی بے عزتی اور تباہی اور امراض مہلکہ کی خبردے رہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنمنٹ آپ پر مہربان رہے اصل الفاظ حضرت صاحب کے ذیل میں درج ہیں۔

"تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ اس خاکسار نے ایک نواب صاحب کی خدمت میں کہ جو بہت پارسا طبع اور متقی اور فضائل علمیہ سے متصف اور قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجہ غایت خبر رکھتے ہیں کتاب براہین احمدیہ کی اعانت کیلئے لکھا تھا سو اگر نواب صاحب ممدوح اس کے جواب میں یہ لکھتے کہ ہماری رائے میں کتاب ایسی عمدہ نہیں جس کیلئے کچھ مدد کی جائے تو کچھ جائے افسوس نہ تھا مگر صاحب موصوف نے پہلے تو یہ لکھا کہ پندرہ بیس کتابیں ضرور خریدیں گے اور پھر دوبارہ یاددہانی پر یہ جواب آیا کہ دینی مباحثات کی کتابوں کا خریدنا یا ان میں مدد دینا خلاف منشا گورنمنٹ انگریزی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی کچھ امید نہ رکھیں سو ہم بھی نواب صاحب کو امید

گاہ نہیں بناتے۔ بلکہ امید گاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے خدا کرے گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب پر بہت راضی رہے ☆

اس کے بعد نواب صاحب معزول کئے گئے اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہوئے اور ایسی بیماری ان کو ہوئی کہ جس سے وہ جانبر نہ ہوئے آخر الامر وہ سمجھ گئے کہ یہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی بے ادبی کا نتیجہ ہے اور دو شخص معافی کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے اس گستاخی کی معافی دی اور دعا دی اور شاید آپ کو الہام بھی ہوا کہ ان کا خطاب نوابی مل جاوے گا اور دعا حضرت اقدس علیہ السلام کی قبول ہوگئی چونکہ خطا چھوٹی خطا نہیں تھی اس واسطے زندگی میں انکو عہدہ نہ ملا اور وہ خطاب اور عہدہ اس وقت ان کو پہنچا کہ جب نواب صاحب انتقال کر گئے تھے اس حقیقت سے حضرت فاضل امروہی خوب واقف ہیں اور تفصیل اس کی آپ کو خوب معلوم ہے نواب صاحب کو مولوی محمد حسین بٹالوی اور دوسرے غیر مقلدوں نے مجدد مان لیا تھا۔

(۱۱) ایک شخص انبالہ اور تھانیسر میں تھا اس نے بھی امام اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بہت سے الہام شائع کئے تھے مگر وہ بھی ناکام و نامراد اور خراب و خستہ ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور اس کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔

(۱۲) ایک الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری تھا جس نے اپنے دعویٰ اور الہام میں حد کر دی اور ایک کتاب عصاء موسیٰ لکھی اور شائع کی اور وہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ دنیا سے گیا اور ابدی لعنت اپنے ساتھ لے گیا۔

(۱۳) ایک صوفی درویش اجمیر میں تھا جس کا دعویٰ تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد میں ہوں گا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا جب اس سے دریافت کیا گیا کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو اور احکام شرعی کیوں نہیں بجالاتے ہو تو اس کا جواب یہ تھا کہ میں

☆ براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۳۲۰

مکلف نہیں ہوں ابھی نابالغ ہوں نابالغ پر نماز کب جائز ہے شرعی بالغ پندرہ سولہ برس میں ہو جاتا ہے اور روحانی بالغ چالیس سال میں ہوتا ہے ابھی میری پینتیس سال کی عمر ہے جب میں چالیس برس کا ہو جاؤں گا تب احکام شرعی و روحانی کا پابند ہوں گا اور اپنے دعویٰ میں یہ کریما کا شعر پڑھا کرتا تھا کہ

چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نگشت

بس ان کے دعویٰ اور دلائل کا کریما ہی انتہا تھا قرآن شریف سے ناواقف تھا صوفیائے کرام کی کتابوں سے بھی ناواقف تھا اور دعوے ایسے تھے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین بھی اس کے نزدیک گویا ایک طفل مکتب تھے نعوذ باللہ منہا۔ اب اس کا پتہ نہیں چلتا کہ وہ مرگیا گل گیا۔ کیا ہوا۔

(۱۴) منجملہ مدعیان امامت و مجددیت وغیرہ کے ایک مولوی فضل الرحمان گنج مراد آبادی بھی تھے وہ تو نہیں لیکن ان کے مرید پیران نمے پرند بلکہ مریدان مے پرانند و مدعی ست گواہ چست بیان کرتے تھے کہ مولوی فضل الرحمان شاہ صاحب ہی اس چودھویں صدی کے مجدد ہیں بہرحال مولوی صاحب نے دعویٰ نہیں کیا لیکن جب تک کوئی شخص اپنے پیر کی زبان سے اشارۃً یا کنایۃً تھوڑی بہت بات نہ سنے تو ایسی عظیم الشان بات منہ سے نہیں نکال سکتا۔ سو وہ بھی اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ اور چودھویں صدی کا کچھ کسی قدر بھی کافی حصہ نہیں لیا۔

(۱۵) منجملہ مدعیان کے ایک چراغ الدین ساکن جموں تھا اس کا بیان لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بہت کچھ حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھ دیا ہے ہماری طرف سے اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔

مرزا امام الدین کا حال

(۱۶) ایک مرزا امام الدین بیگ ساکن قادیان تھا اس نے بھی بھنگیوں خاکروبوں کا پیشوا ہونے کا دعویٰ کیا تھا لیکن تھا دہریہ اس کا سارا جلسہ ساری کارروائی شروع سے

عین موت کے وقت تک کی میں نے بھی دیکھی ہے اور میری اس سے ملاقات تھی خدا کو نہیں مانتا تھا رسول کا تو کیا ذکر ہے شروع بات یہ ہوئی کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام کا دعویٰ مجددیت کا اعلان ہوا اور لوگ دور دور سے آنے لگے تو اس کے بھی جی میں آئی کہ ہم بھی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں جیسے کہ حضرت اقدس مشہور و معروف ہو گئے ہم بھی ہو جاویں گویا خدائی میں اندھیر سمجھا کہ اندھا راجہ چھوٹی نگری بس اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اور سوچا کہ ہندو مسلمان عیسائی تو اہل علم ہیں عقلمند ہیں رہے چمار سو وہ بھی ہندوؤں میں شامل ہیں ایک قوم خاکروبوں کی ہے شاید ان میں پٹڑی جم جائے بس اس نے جھٹ پٹ ایک اشتہار دیدیا جس میں اپنے آپ کو لال گرو کا پیرو بتایا خاکروب بیچارے بے عقل تو تھے ہی وہ معتقد ہو گئے اور نذر نیاز آنے لگی ان کو دس احکام کی تعلیم دی جو توریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے اس وقت کھلم کھلا دہریہ نہیں تھا کہ بلکہ وجودی تھا ایک درویش ضعیف العمر جس کو میں نے دیکھا ہے وہ سخت وجودی تھا اور ایک پستہ قد چگی ڈاڑھی پتلا دبلا بے علم تھا اس کی صحبت اس نے اختیار کی رفتہ رفتہ دہریہ ہو گیا چنانچہ اس کے آخری رسالوں سے ثابت ہے۔ ایک روز مولوی امام علی صاحب جہلمی اکسٹرا اسسٹنٹ نے ایک خاکروب سے دریافت کیا کہ تم خاکروب ہو خاکروبوں میں سے تمہارا پیشوا ہونا چاہئے تھا اس نے کہا نہیں جی پہلے بھی لال بیگ مغل تھا اور اب مغل ہونا چاہئے جو یہ امام الدین بیگ ہے یہ تو مغلوں کا ہی حق ہے جب خاکروب زیادہ آنے لگے مردار خواری ان سے چھڑانی چاہی چند شخصوں نے چند روز کے لئے چھوڑ دی تھی جب کام نہ چلا تو پھر کھانے لگے پھر اس نے گول چبوترہ بنایا وہ مسجد لال بیگیان قرار پائی اور یہ حکم دیا کہ دو وقت عبادت کے طلوع و غروب آفتاب ہیں پس دو بار انہی وقتوں میں نماز پڑھنی چاہئے اس گول چبوترہ کے بیچ میں ایک جھنڈا نصب کیا اس کے پاس امام کھڑا ہوتا تھا اور چاروں طرف گول حلقہ باندھ کر

مقتدی کھڑے ہوتے تھے امام کا منہ پہلے جانب شرق ہوتا اور امام کا نام ناقوس رکھا پس وہ ناقوس پہلے زور سے کہتا کہ یا ہو یا من ہو۔ پھر سب مقتدی اس لفظ کو کہتے پھر وہ ناقوس جانب شمال منہ کرتا اور کہتا چارون طرف دسیندا ڈہول میندا۔ یعنی چاروں طرف دکھائی دیتا ہے معشوق ہمارا ڈھول دولہ کا بگاڑا ہوا لفظ پنجابی ہے پھر مغرب کی طرف منہ کرکے کہتا وہ پنجابی جملہ ہے میرے یاد نہیں رہا۔ پھر دکن کی طرف منہ کرکے کوئی جملہ ادا کرتا۔ بس یہ نماز تھی اسلام سے سخت نفرت دلاتا تھا کئی شہروں گاؤں میں دورہ کرتا تھا بہت خاکروب جمع ہوتے ایک دفعہ میں فیروز پور میں تھا اور یہ امام الدین بیگ بھی وہاں بھنگیوں کے مجمع میں بیٹھا ہوا تھا پھر اس کی سواری چلی آگے آگے ڈہول ڈھپڑی تاشے بجتے تھے لیکن اپنا پکوا کر کھاتا صرف ان سے نقد لے لیتا مجھے اس نے دیکھ لیا کہنے لگا او پیر اقادیاں چلاتیں مرزا غلام احمد کول۔ میں نے کہا کہ میں ابھی تو آیا ہوں ایک مہینہ کے بعد جاؤں گا باقی اس کا حال آیندہ کہیں موقعہ پر لکھا جائے گا۔

مجدد امام رسول نبی بننا اور نرا زبان سے دعویٰ کر دینا تو آسان ہے لیکن وہ کام کرکے دکھانا کہ جو اس کے منصب امامت کے لائق ہے اور جس کام کے لئے وہ مبعوث ہوا۔ ذرا کارے دارد۔ یہ کام اسی شخص کا تھا جو کہہ گیا اور کرکے دکھا گیا جتا گیا بتلا گیا سوتی دنیا کو اپنے علم خداداد سے تقریر سے تحریر سے نشانات سے کرامات سے حال سے قال سے رفتار سے کردار سے ہلا ہلا کر جگا کے بیوقوفوں کو وقوف دلا کے اپنی صداقت کے بیّن نشان دکھلا کے ظاہر کر گیا کہ درحقیقت میں خدا کا بھیجا ہوا مامور ہوں چنانچہ فرمایا

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
مصطفٰی پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام دل کو یہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

ترے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد تری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تجھ سا بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں لاجرم در پہ ترے سرکو جھکایا ہم نے
ہم ہوئے خیرام تجھ سے ہی اے خیر رسل تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
کافرد ملحدودجال ہمیں کہتے ہیں نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

ہر میدان میں فتح ہر موقع پر منصور ہر ایک مقام پر مظفر وہ کون تھا وہ وہی تھا جس کا نام نامی واسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھا علیہ الصلوۃ والسلام۔

خمسہ

جس نے دیکھے نین متوالے ترے مست و بے خود ہو نہ وہ تو کیا کرے
اک نظر جس پر پڑے کہتا پھرے من ندیدم چوں تو ہرگز دلبرے
سر کشے عاشق کشے غارتگرے

وہ تجلی ہے تمہاری اے جناب دونوں عالم جس نے کرڈالے خراب
آدمی ہوں کس طرح لاؤں میں تاب در زمین پنہاں بماند آفتاب
گربرائے ما بداد از منظرے

وہ بھی دن ہوگا کبھی عالی ہمم میرے گھر تک آپ کے آئیں قدم
میں پکاروں شوق سے یہ دمبدم من سرے دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہم سرے

درحقیقت مامورین و مرسلین کی من جملہ اور شناختوں کے یہ بھی ایک اعلیٰ درجہ کی شناخت ہے کہ وہ خدا کے فضل سے دنیا میں آکر ایک عالم کو حیران کردیتے ہیں اور اپنی فتح اور دوسروں کی شکست اپنا وقار دوسروں کا ادبار اپنی نصرت دوسروں کی ہزیمت کا موجب ہوتے ہیں ورنہ یوں تو رمالی جفری بھی کچھ نہ

کچھ علم غیب کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں لیکن وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں اور انکا کیا کام ہوتا ہے بخلاف مامورین و مرسلین اپنا ادبار اور دوسروں کا وقار اپنی ہزیمت دوسروں کی نصرت اپنا افلاس و نکبت اور دوسروں کی عزت و حرمت آپ ایک ایک پیسہ کے واسطے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے اور زائچہ نکالتے اور پانسہ پھینکتے ہیں دوسروں کو عزت کی روپیہ کی دولت وغیرہ کی بشارتیں دیتے ہیں لیکن آپ ذلت وخواری وافلاس میں رہتے ہیں دوسروں کے دروں پر جاتے ہیں ان کو ان سے کیا نسبت بڑے جاہل اور کودن اور احمق ہیں وہ لوگ جو پیشگوئیوں کو رمالوں اور نجومیوں کے زائچہ سے ملاتے ہیں اور نسبت دیتے ہیں یہ لوگ کبھی عزت نہیں پاتے ہمیشہ ذلت وخواری کے گڑھے میں پڑے رہتے ہیں خدا تعالیٰ سے انکا کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ لوگ ذرا سی ابتلا میں گھبرا جاتے ہیں جان دیدیتے ہیں اور اول تو انہیں ایمان نہیں ہوتا اور جو ذرہ برابر ایمان ہو وہ بھی کھو بیٹھتے ہیں نہ انہیں تقویٰ نہ طہارت نہ خشیت صرف اپنی امانی وخواہشوں کے پیرو ہوتے ہیں بات بات میں جھوٹ قدم قدم پر لغزش اور خدا کے فرستادے ابتلاؤں میں قدم آگے بڑھاتے ہیں کیسے ہی ہولناک نظارے پیش آویں کسی قسم کے پہاڑ سر پر گریں یہ پیسے جاویں رگڑے جاویں مگر نتیجہ میں کامیاب انجام میں بہرہ مند بہرہ ور اور بارور ہوتے ہیں گھر میں بیٹھے ہیں تو بادشاہ ہیں خدا سے تعلق خدا سے ہم کلام خدا سے راز و نیاز دنیا و مافیہا سے بے تعلق دریائے رحمت الٰہی کی بارش برستی ہے گھر سے باہر جاویں تو دریائے رحمت الٰہی ساتھ ہے ان کی آنکھ میں برکت ان کی نظر میں سب کچھ ان کے قدموں میں برکت ان کے ہاتھوں میں برکت ان کی ہر ایک چیز میں رحمت و برکت ان کے ساتھیوں میں وَلَهُمْ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ برکت و رحمت پاکیزگی خود پاک دوسروں کو پاک بنانے والے اور خود نور کے پتلے منوّر اور ساتھ ہی منوِّر غرضیکہ ان لوگوں کے علاوہ اور بھی لوگ تھے جنہوں نے دعویٰ مجددیت کیا تھا اور وہ ناکام و نامراد دنیا سے اٹھ گئے اور حضرت

اقدس علیہ السلام کا فرمانا صحیح و درست ہوا۔

جب میں حضرت اقدس سے مل کر اور شرف صحبت حاصل کر کے واپس سرساوہ آیا تو میں نے لوگوں سے بیان کیا کچھ مصدق ہوئے اور بہت سے حیرت زدہ اور بہت سے مکذب ہو گئے لیکن میری بیوی نے صدق دل سے تصدیق کی۔

ایک خواب

ایک ہفتہ کے بعد میری بیوی کہنے لگی کہ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک بزرگ جن کے سر و ریش میں مہندی لگی ہوئی ہے اور بال سفید ہیں مونڈھوں تک لٹکتے ہیں اور درمیانہ قد اور دہرا بدن ہے گندمی رنگ ہے وہ ایک مکان میں کھڑے ہیں اور دنیا میں چاروں طرف قتل عام ہو رہا ہے اور کہیں آگ لگ رہی ہے اور کسی جگہ طوفان آرہا ہے اور کسی طرف تلواریں اور نیزے چل رہے ہیں۔ اور روئے زمین پر کہیں امن کی جگہ نہیں لوگ غل مچا رہے ہیں روتے ہیں اور چلاتے ہیں بچے عورتیں بڑے چھوٹے حیران و پریشان اور مضطرب ہیں اور میں بھی حیران کھڑی ہوں اور دل میں کہتی ہوں کہ الٰہی کدھر جاؤں کوئی جگہ امن کی نہیں ملتی میری نظر اس مکان کے بالاخانہ پر پڑی وہ بزرگ مجھے دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹی اوپر آجاؤ میں یہ غنیمت سمجھ کر کہ کچھ تو امن کا مکان ملا اوپر بالاخانہ پر اس بزرگ کے پاس گئی انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ تم یہاں آگئیں دنیا میں سوائے ہمارے اب کوئی جگہ امن کی نہیں ہے تم بھی رہو میں نے یہ بات اس بزرگ کی زبانی سنی خدا کا شکر کیا پھر میری آنکھ کھل گئی بتلاؤ وہ کون بزرگ تھے اور یہ کیا بات ہے میں نے کہا یہ حلیہ یہ صورت یہ لباس اور یہ ہیئت جو تم نے بیان کی ہے یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی ہے اور یہ مکان بھی وہی ہے جو میں دیکھ کر آیا ہوں کہنے لگی شاید وہی ہوں اور شاید دنیا میں پھر غدر پڑ جاوے اور بے امنی ہو جاوے اور قادیان میں ہی امن ملے چلو وہیں چلے چلیں میں نے کہا کہ تم عورت ہو عورتوں کے ایسے ہی چھوٹے خیال ہوا کرتے ہیں اب غدر

کہاں اور ایسی بے امنی کیسی یہ بے امنی روحانیت اور عذاب الٰہی کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ میں جو اب قادیان شریف گیا تھا تو حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے جو ہندوستان کا تھا اور شاید وہ اس ضلع گورداسپور میں ملازم تھا اتفاق سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ایک شخص نے آپ کے دعویٰ مجددیت پر اعتراض کیا اور پھر اس نے استخارہ کیا اور اس کو استخارہ میں یہ آیت معلوم ہوئی آیت تو یاد رہی نہیں لیکن اس کا مطلب یہ تھا کہ جو اس کو نہیں مانے گا وہ ہمیشہ کی جہنم میں ڈالا جاوے گا سو ایسی ہی بات معلوم ہوئی ہے کہ لوگ انکار کریں اور اس انکار کی نوبت دور تک پہنچے اور لوگوں پر طرح طرح کے عذاب آویں جب ہم کئی برس کے بعد قادیان گئے تو میری بیوی ساتھ تھی جب اس نے حضرت اقدس علیہ السلام کی شکل دیکھی تو دیکھتے ہی پہچان گئی کہ وہ جو میں نے خواب میں دیکھا تھا ہو بہو یہ وہی بزرگ ہیں اور دوڑی آئی اور مجھ سے کہنے لگی کہ خدا کی قسم جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ یہی حضرت اقدس ہیں اور وہی مکان ہے یہ خواب میری بیوی نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ خواب تمہارا سچا ہے پھر میری بیوی نے بیعت کی۔ اور صدق دل سے بیعت کی پھر ایک مدت کے بعد یہ خواب یوں سچا نکلا کہ دنیا نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تکذیب کی اور دنیا پر عذاب کبھی زلزلہ کی شکل میں کبھی طاعون کی شکل میں کبھی طوفان کی شکل میں کبھی اور رنگ میں غرض کہ روحانی وجسمانی عذاب دنیا پر نازل ہوا اور لوگوں میں پریشانی پھیلی اور سوائے قادیان کے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے خواب میں میری بیوی سے فرمایا تھا کہیں امن وامان نہ رہا اور دارالامن ہوا تو قادیان ہی ہوا۔

دوسرا خواب ایسا ہی ایک خواب میرے بھانجے حضرت احمد نے ایک روز دیکھا صبح کو اٹھ کر کہنے لگا کہ ماموں صاحب تم مرزا صاحب

کی بیعت توڑ دو۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ میں نے کہا کیوں کہنے لگا رات کو میں نے ایک خطرناک پُروحشت خواب مرزا صاحب کی نسبت دیکھا ہے چونکہ وہ نوجوان بچہ تھا وہ اپنی ناسمجھی سے مبشر خواب کو منذر سمجھ گیا علم رؤیا ایک عجیب علم ہے خدا کے پاکیزہ علوم اور اسرار سے ہے اس کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ سکھلاتا اور بتلاتا ہے میں نے کہا اچھا وہ خواب بیان کرو اس نے بیان کیا کہ ایک بڑا وسیع مکان ہے اس میں مرزا صاحب بیٹھے ہیں اور سامنے ایک لاٹھی رکھی ہوئی ہے اور چاروں طرف بت پتھر کے رکھے ہیں

سب کا منہ مرزا صاحب کی طرف ہے اور میرزا صاحب ان کو دیکھ رہے ہیں اور وہ تمام بت ہاتھ جوڑ رہے ہیں اور تمام کے تمام بت ناقص ہیں کسی کا ایک ہاتھ نہیں کسی کے دونوں ہاتھ نہیں کسی کی ایک ٹانگ نہیں ہے اور کسی کے دونوں نہیں کسی کے ایک آنکھ نہیں اور کسی کے دونوں نہیں کسی کا ایک کان نہیں اور کسی کے دونوں نہیں غرضیکہ کوئی لولا کوئی لنگڑا کوئی کانا کوئی اندھا اور تھوڑے سے آدمی بھی بیٹھے ہیں اور منجملہ ان آدمیوں کے ماموں صاحب تم مرزا صاحب کے سامنے بیٹھے ہو تم اور سب لوگ اور تمام بت مرزا صاحب کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھے ہیں کسی کا ایک ہاتھ ہے تو وہ ایک ہاتھ ہی لمبا کر رہا ہے یعنی جوڑ رہا ہے کسی کا ہاتھ نہیں صرف مونڈھا ہے وہ مونڈھے کو ہی آگے کئے ہوئے ہے گویا وہ بھی ایک طریق سے ہاتھ جوڑ رہا ہے اور ایک بت سب سے بڑا ہے وہ بھی ہاتھ جوڑ رہا ہے اور اس کے جسم ہی جسم ہے اور کوئی عضو سلامت نہیں بس یہ خواب میں نے سن کر سجدہ شکر اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں کیا اور پھر میں نے کہا اے بھائی یہ خواب تو عجیب طرح سے خدا کی قدرتوں کو ظاہر کر رہا ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے گویا آپ سردار ہیں مقتداء ہیں پیشوا ہیں اور تمام عالم کے لوگ یعنی اہل علم اور بے علم عاجز ہو کر حضرت اقدس کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہیں اور اپنی عاجزی کا اقرار کر رہے ہیں

اور سب سے بڑا بت حضرت اقدس کا پہلا مکفر اول مکذب اگیتا ایذارساں مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اس خواب سے مجھ کو تو خدا نے نصیحت اور عبرت دی لیکن وہ خواب بیں حضرت اقدس علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا اور بدبخت مکذب ہی ذلت کی موت سے مرا۔

اہل علم تو یوں عاجز ہوئے کہ عربی میں الٰہی تائید سے حضرت اقدس علیہ السلام نے کتابیں لکھیں کوئی انکا مقابلہ نہ کرسکا۔ اور عام یوں عاجز ولاچار ہوئے کہ طاعون زلزلہ طوفان دنیا میں آیا اور محمد حسین بٹالوی بڑا بت اور یہودا اسکریوطی یوں عاجز اور ذلیل ہوا کہ عربی کتابوں کا مقابلہ نہ کیا جلسہ مہوتسوین کچھ پیش نہ کرسکا اور اپنی اولاد وغیرہ کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوا۔

کس نبیؑ پر سد کہ بھیا کون ہو تین ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ایک معجزہ

یہ میری حاضری کا حضرت اقدس کی خدمت میں پہلا موقعہ تھا جو ۱۸۸۲ء اور ۱۲۹۸ھ تھی ایک روز فرمایا چلو سیر کو چلیں وہ وقت عصر کی نماز کے بعد کا تھا بارش برس کر تھمی تھی تھوڑا سا آفتاب اوپر تھا پس حضرت اقدس علیہ السلام اور میں اور دو یا تین آدمی اور تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں سیر کو موضع بوڑ کی طرف چلے ہر جگہ پانی راستہ میں بھرا ہوا اور کیچڑ بہت تھی جس سے چلنا دشوار تھا پس حضرت اقدس علیہ السلام بے تکلف چلتے تھے اور ہم سب تکلف سے قدم دیکھ دیکھ کر اٹھاتے تھے کوئی دو میل کے فاصلے پر نکل گئے۔ آپ ؑ نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب نماز مغرب کا وقت قریب آگیا چلو واپس چلیں میں نے عرض کیا کہ حضور کی جیسے مرضی مجھے اس اللہ کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری اور تمام مخلوق کی جان ہے اور روسیاہ ہے وہ اور لعنتی

ہے وہ جو بات بنا کر جھوٹ بولے ہم واپس مکان پر آگئے اور سورج کچھ اوپر ہی تھا اور ہمیں بالکل امید نہ تھی کہ سورج اوپر رہے اور ہم مکان پر پہنچ کر نماز مغرب ادا کریں یہ اس وقت عجیب نظارہ تھا اور یہ ایک معجزہ تھا جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب مکان پر آئے تو بافراغت وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی ہمیں گمان تھا کہ ہم عشاء کی نماز کے وقت مکان پر پہنچیں گے ایک مادی شخص اور اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں پر ایمان نہ لانے والا شخص جو چاہے سو کہے لیکن اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس نے اپنی قدرت دکھلائی میں نہیں جانتا کہ سورج کھڑا رہا یا زمین چھوٹی ہو گئی یا کیا وجہ ہوئی کہ لمبے عرصہ کی راہ کو چند منٹ میں ہم نے طے کر لیا اور معلوم بھی نہیں ہوا اس قادر مطلق کی طاقتوں اور قوتوں اور قدرتوں میں عجیب اسرار پنہانی ہیں کہ جو نہ لکھنے میں آسکتے ہیں نہ بیان میں نہ تحریر میں وہ ذات پاک اور اس کے بھیجے ہوئے ایسی ہی قوت اور قدرت سے پہچانے جاتے ہیں ہم نے آپ کی ۲۵ سالہ صحبت میں تقلیدی خدا نہیں مانا نہیں پہچانا نہیں جانا بلکہ حقیقی اور تحقیقی خدا مانا اور دیکھا اور معلوم ہو گیا کہ خدا ہے اور بے شک ہے وہ جو چاہتا ہے سو کر سکتا ہے اور جو چاہا سو کیا اور جو چاہے گا سو کرے گا بد بخت ہیں وہ انسان اور بڑے محروم اور بد قسمت ہیں وہ آدمی کہ خدا ظاہر ہوا اور اپنے مرسل کو بھیجا اور پھر انہوں نے نہیں مانا قادیان کی زمین قادیان کی گلیوں قادیان کے صحرا جنگل میں پنجاب میں ہندوستان میں کابل میں امریکہ میں عرب میں یورپ میں ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں نشان الٰہی ظاہر ہوئے مگر اندھی آنکھوں نے نہ دیکھا اور مردار جسموں نے نہ مانا اور مردہ روحوں نے نہ محسوس کیا۔

یہودا اسکریوطی

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ یہودا اسکریوطی یہ الہام کیسا سچا ہوا وہ یوں ہوا کہ جیسے میں نے اپنے کشف میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اور مولوی محمد حسین

بٹالوی کو اس کشف میں دیکھا تھا کہ مجلس مبارک میں آنحضرت ﷺ کو پشت دیکر بیٹھا ہے سو ویسا ہی اس الہام نے ظاہر کر دیا کہ یہودا اسکریوطی مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اگرچہ بعض آدمیوں نے ملاوامل ساکن قادیان آریہ پر چسپاں کیا اور ملاوامل نے یہ سنکر حضرت اقدس سے عرض بھی کیا کیونکہ یہ مذکورہ بالا شخص حضرت اقدس کا اس زمانہ میں بہت معتقد تھا کہ خدا کرے میری نسبت یہ الہام نہ ہو۔ اور میں اس کا مورد نہ بنوں اور جو ویسا زمانہ میرے برگشتہ بخت کا آئے تو اس سے پہلے میں مرجاؤں لیکن جہاں تک میری سمجھ ہے وہ یہ ہے گو ملاوامل آریہ مخالف ہو گیا مگر اس مخالفت سے وہ یہودا اسکریوطی نہیں ٹھہر سکتا جب تک کوئی اس کا پورا مثل عملی طور سے نہ ہو جاوے یہ عملی نمونہ یہودا اسکریوطی کا محمد حسین نے دکھلایا اور عملی طور سے ظاہر کر دیا کہ یہودا اسکریوطی فی الواقع محمد حسین بٹالوی ہے اول اول یہ حضرت اقدس کا معتقد تھا اور یہاں تک اس کو اعتقاد تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی جوتیاں اٹھا کر چلتا تھا اور پھر اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں بڑی تعریف حضرت اقدس کی لکھی اور آپ کو وضو بھی کرایا کرتا تھا اور آپ کے الہامات اور دعویٰ کا مصدق رہا لیکن جب یہ مخالف ہوا تو یہودا اسکریوطی کے سارے کام کر کے دکھلائے تحریر سے تقریر سے پوری مخالفت کی فتویٰ کفر اس سے شروع ہوا ابولہب اور فرعون اسی کا نام حضرت اقدس کے الہام میں ہے اور گورنمنٹ برطانیہ میں اس نے مخبری اور گرفتاری جاسوسی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ عیسائیوں کے مقدمہ میں جو اقدام قتل کا تھا گواہ بن کر عیسائیوں کی طرف سے عدالت میں گیا جیسے کہ یہودا اسکریوطی نے حضرت مسیح علیہ السلام ناصری کے ساتھ کیا تھا ویسا ہی اس نے اپنے آپ کو اپنے فعل سے قول سے یہودا اسکریوطی بن کے ایک عالم کو دکھلایا اور یہودا اسکریوطی کی طرح خذلان میں پڑا ذلت اٹھائی بے عزت ہوا دنیا سے۔ اولاد سے بیوی سے دامادوں سے محلہ والوں سے شہر والوں سے اور سب سے اور آخرکار عقل و علم سب

سلب ہو کر مورد غضب الٰہی ہوا۔ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ مولوی صاحب کے یہودا اسکریوطی ہونے اور میرے کشف کی تصدیق میں کہ حضرت اقدس کو میں نے آنحضرت سید المرسلین ﷺ کی شکل میں دیکھا اور مولوی صاحب کو آنحضرت ﷺ کی طرف پشت پھیرے دیکھا ایک کشف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی امرتسری مرحوم مغفور کا بھی ہے جو چھپ چکا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے دیکھا کہ مولوی محمد حسین کا جامہ چاک ہو گیا اور سر سے پیر تک پھٹ گیا اور بار بار فرماتے تھے کہ مولوی محمد حسین سے کوئی کہے کہ توبہ کرے اس کا تکبر اس کو لے ڈوبا۔ اور علم کا جامہ چاک ہو گیا کیا دیکھنے والوں اور عقلمندوں کے لئے یہ تھوڑا نشان ہے؟ درحقیقت بہت بڑا نشان ہے اور اب تک موجود ہے وہ معترض جو اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب سے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا آپ کی کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی وہ اس پیشگوئی اور نشان میں غور کریں حضرت اقدس علیہ السلام کو یہ بھی الہام ہوا کہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ یہ الہام یہ پیشگوئی یہ نشان کیسا ہو بہو ظاہر ہوا اور ان سب الہامات سے اور واقعات سے میرے کشف کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام مثیل مصطفیٰ ﷺ ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی مثیل یہودا اسکریوطی ہے۔ وَ الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔

غیر مقلدین کی نسبت حضرت اقدس کا خیال

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور یہ وہابی غیر مقلد ناپاک فرقہ (میں اس وقت سخت متعصب حنفی تھا) جو ہے اس کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں آپ سنکر اور ہنسکر خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز پھر میں نے ذکر کیا فرمایا کہ یہ فرقہ بھی خدا کی طرف سے ہے برا نہیں ہے۔ جب لوگوں نے تقلید اور حنفیت پر یہاں

تک زور دیا کہ ائمہ اربعہ کو منصب نبوت دے دیا تو خدا نے اپنی مصلحت سے اس فرقہ کو پیدا کیا تاکہ مقلد لوگ راہ راست اور درمیانی صورت میں رہیں صرف اتنی بات ان میں ضرور بری ہے کہ ہر ایک شخص بجائے خود مجتہد اور امام بن بیٹھا اور ائمہ اربعہ کو برا کہنے لگا میں نے عرض کیا کہ اس فرقہ کے بانی اور پیشوا مولوی نذیر حسین صاحب کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ ہمارا مولوی نذیر حسین صاحب پر نیک گمان ہے وہ بھی ولی اللہ ہے میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے مولوی نذیر حسین صاحب کی نسبت بہت کچھ برا کہا ہے فرمایا معاف کرانا چاہئے وہ شخص برا نہیں جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں ویسا نہیں ہے پھر میں جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت سے رخصت ہوا تو دہلی میں آکر مولوی نذیر حسین صاحب کے مکان پر گیا اور آواز دی مولوی صاحب نے ایک لڑکا اندر سے بھیجا کہ دریافت کرے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ایک مسافر ہوں۔ آپ باہر آویں کچھ کام ہے مولوی صاحب باہر آئے اور السلام علیکم کیا اور کہا کیا کام ہے؟ میں نے کہا آرام سے بیٹھ کر پوچھئے کوئی چارپائی منگوائیے مولوی صاحب نے چار پائی منگوائی ہم دونوں بیٹھ گئے فرمایا آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے کہا میں رہتا تو سرسادہ ضلع سہارن پور میں ہوں لیکن اب قادیان سے آرہا ہوں۔ کہا حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے بھی ملے میں نے کہا ہاں ان کے پاس سے ہی آرہا ہوں کہا کہ بہت اچھا ہوا جو آپ وہاں گئے اور ملے اور وہ ان مقدس لوگوں میں سے ہے جو پہلے مقدس ہو گزرے ہیں۔ سرسادہ میں دھومن شاہ صاحب بھی تھے نام ان کا مخدوم احمد صاحب تھا اور وہ مولوی فضل حق خیر آبادی کے مرشد تھے میں نے کہا کہ میں ان کا ہی پوتا ہوں پھر کہا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا کہ شاہ حبیب الرحمٰن صاحب پھر دوبارہ مولوی صاحب نے مصافحہ کیا اور کہا کہ ہم شاہ حبیب الرحمٰن صاحب سے ملے ہیں آپ صاحب زادہ ہیں آپ کیسے تشریف لائے ہیں میں نے تمام سرگذشت قادیان کی بیان کی اور کہا کہ اب میں

حسب الارشاد آپ کے پاس آیا ہوں کہ جو میں نے آپ کی نسبت گستاخی کی یا کلمات بیجا کہے ہیں ان کی معافی چاہتا ہوں مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا۔ اب جو قادیان جاؤ تو حضرت مرزا صاحب سے میرا سلام مسنون کہدینا۔ پھر میں چلا آیا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس بات سے کوئی شش وپنج میں نہ پڑے کہ مولوی صاحب جو ولی اللہ تھے اور خدا کے مامور مرسل نے بھی ولی اللہ کہا اور وہ حسن ظن رکھتے تھے تو پھر مخالفت کیسی اور وہ ہامان کیوں ہوا۔ اور دنیا سے وہ بغیر تصدیق مسیح موعود کیوں گیا بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور الوالعزم نبی صاحب شریعت کے وقت میں بلعم بن باعور ایک ولی اللہ تھا لکھا ہے کہ اس کے ستر ہزار ابدال مرید تھے مگر خدا کے مرسل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب یا مقابلہ کرنے سے وہ کافر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کتا کہا اسی طرح سے یہ معاملہ ہوا بلعم اپنی عورت کے بہکانے اور بادشاہ کے لالچ دینے سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ کر بیٹھا اسی طرح مولوی نذیر حسین مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ کے بہکانے اور ورغلانے سے زیانکاروں میں ہوا اس سے بھی ثابت ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی یقیناً یقیناً یہودا اسکریوطی ہے۔

میں نے قادیان میں بہت سی بوڑھی عورتوں سے اور ہندوؤں سے اور مسلمانوں سے آپ کا چال چلن پوچھا اور حالات ابتدائی اور درمیانی عمر کے دریافت کئے کسی نے آپ کی نسبت سوائے خیر اور تعریف کے ایسی بات نہ بیان کی کہ جس سے آپ پر کوئی دھبہ آئے۔ میں ایک ہفتہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ پھر بمشکل تمام رخصت لے کر چلدیا۔

آمدم برسر مطلب میں لدھیانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دو تین ماہ رہا اور پھر رخصت ہو کر ہانسی آیا اور ہانسی سے کوٹ پوتلی علاقہ جے پور پہنچ گیا کوئی ایک ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے

کتاب ازالہ اوہام میرے نام روانہ کی پھر میں قصبہ پراگ پورہ جو قصبہ کوٹ پوتلی سے چھ سات کوس ہے وہاں چلاگیا وہاں کے باشندوں نے میری بڑی عزت کی اور بہت سے وعظ ہوئے اور ہندو مسلمان سب شریک ہوتے تھے سب باشندگان قصبہ نے دو ہزار روپیہ کی فہرست بنائی کہ یہ روپیہ جمع کرکے اس عاجز راقم کو دیں ابھی یہ فہرست طیار ہوئی تھی جو حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک کارڈ دہلی سے میرے نام آیا جو خاص حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا تھا- اور وہ یہ ہے کہ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- نحمدہ ونصلی- مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ- میں دہلی میں ہوں تجویز بحث ہو رہی ہے آپ اگر پہنچ سکتے تو تشریف لادیں لیکن ۱۷ اکتوبر ۹۱ء تک آنا چاہئے والسلام خاکسار غلام احمد از دہلی بازار بلیماران کوٹھی نواب لوہارو"-

واقعات مباحثہ دہلی

یہ صحیفہ عظامی کوٹ پوتلی آیا اور کوٹ پوتلی سے دوسرے روز میرے پاس ایک شخص کے ہاتھ پراگ پورہ پہنچا عصر کا وقت تھا میں اسی وقت بارادہ دہلی کوٹ پوتلی چلدیا بہت کچھ لوگوں نے ٹھہرنے پر اصرار کیا اور روپیہ کا لالچ دیا مگر میں نے کسی کی نہ سنی اور روانہ ہوا کوٹ پوتلی ایک گھنٹہ آرام کرکے روانہ ہوا رات کو اسٹیشن ریلوے اجیرہ کا پر پہنچا چونکہ اونٹ عمدہ سواری کا تھا اس ئے راہ میں تکان نہ ہوا اجیرہ کا سے ٹکٹ دہلی کا لیا دہلی سے بگھی کرایہ پر کرکے بازار بلی ماراں میں گیا تو لوگوں کا ہجوم پایا جو مخالفت میں شور کر رہے تھے میں نے مکان پوچھا تو کسی نے نہ بتایا اور سب لوگ میری طرف متوجہ ہو کر میرے پاس آگئے چونکہ میرا لباس اس وقت صوفیانہ تھا اور ایک چوغہ اور دوپٹہ شربتی رنگ کا تھا اس واسطے لوگوں کو اور بھی تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ مرزا تو کافر ہے (نعوذ باللہ) آپ بزرگ ہو کر ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں میں نے کہا تمہارے لئے یہی بات اس وقت مرزا

صاحب کی صداقت کے لئے کافی ہے کہ مجھ جیسا بزرگ ان کو مانتا ہے کچھ لوگ ہمارے مریدوں میں سے تھے انہوں نے دوڑ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت آپ مرزا صاحب کے پاس جاتے ہیں ان پہ تو کفر کا فتویٰ لگ رہا ہے اور لوگ قتل کے درپے ہو رہے ہیں میں نے کہا کہ میں بھی قتل ہونے کے لئے آیا ہوں اور نیز کافر بننے کے لئے-یاد رکھو جب تک کسی پر متفقہ کفر کا فتویٰ نہیں لگتا وہ مومن بھی نہیں ہو سکتا خبردار تم اس معاملہ میں نہ بولو اور میرے ساتھ چلو حضرت مرزا صاحب کا مکان بتلادو کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں پس دو شخص ایک نصیر الدین اور دوسرا محمد عاشق میرے ساتھ ہوئے اور مجھ کو حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر یعنی نواب لوہارو کی کوٹھی پر لے گئے منشی ظفر احمد صاحب اور محمد خان صاحب کپورتھلوی موجود تھے انہوں نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ ہم آتے ہیں سو وہ دونوں صاحب نیچے آئے اور اوپر مکان میں لے گئے وہاں دیکھا تو جناب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہما تشریف رکھتے ہیں- حکیم صاحب سے یہ نئی ملاقات تھی- پھر حضرت اقدس علیہ السلام کو خبر ہوئی اس کے بالا خانہ پر مجھے بلوایا- کچھ لوگ وہاں بھی تھے من جملہ ان کے ایک جناب سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی اور غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی تھے اور ایک اشتہار چھپوانے کی تجویز کرتے تھے خاکسار کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور مصافحہ کیا فرمایا خوب ہوا جو تم آگئے ہمارا مولوی سید نذیر حسین سے مباحثہ ہے- لدھیانہ والا مباحثہ جو مولوی محمد حسین صاحب سے ہوا وہ بھی تم نے لکھا تھا اور اب یہ مباحثہ بھی تم لکھنا- اتنے میں مکان کے نیچے بازار میں بہت لوگ جمع ہو گئے اور عجیب عجیب حیوانوں کی طرح بولیاں بولنے لگے اور بڈھے بڈھے لوگ سفید ڈاڑھی والے صرف ٹوپی سر پر تالیاں بجا بجا کر بکواس کرتے تھے- اور حضرت اقدس علیہ السلام کو گالیاں دیتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ دیکھو دہلی والوں پر شہدہ پن ختم ہو گیا ہے سفید ریش ہیں اور پھر تالیاں بجا بجا

کر گالیاں دیتے ہیں اور کچھ شرم و حیا نہیں رکھتے لباس دیکھو تو انکا خلاف تہذیب بازاری لوگوں سے گیا گزرا ہوا دیکھو ایک یہ صاحبزادہ صاحب سراج الحق ہیں جو اس وقت موجود ہیں کیسا اچھا لباس شریفانہ ہے اور بعد عصر کی نماز کے جو توجہ الی اللہ کا وقت ہے ان کی کبوتر بازی کا وقت ہے بوڑھے بزرگ خضر صورت سفید ریش اور دیکھو تو کبوتر اڑا رہے ہیں اور قسم قسم کی بولیاں خلاف انسانیت بولتے ہیں بات بات میں گالی بات بات میں شہدہ پن پھر بہت دیر تک خاکسار سے باتیں کرتے رہے اور حالات سفر دریافت فرماتے رہے کوٹ پوتلی میں جو میرا مباحثہ ہوا تھا میں نے اس کا ذکر کیا فرمایا ہاں ہاں تمہارا خط پہنچا تھا ہمیں خوب معلوم ہے اور ہم نے بھی خط لکھا تھا میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت کئی عنایت نامے پہنچے وہ سب میرے پاس موجود اور محفوظ رکھے ہیں۔

غرضیکہ دہلی والوں نے وہ فتنہ اٹھایا اور شور و شر برپا کیا کہ جو حضرت آدم کے ساتھ ابلیس نے اور حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ آپ کی قوم نے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون اور آل فرعون نے اور حضرت مسیح کے ساتھ ان کی قوم بنی اسرائیل نے وغیرہ وغیرہ کہ تمام حال لکھنے اور بیان کرنے سے بالا تر ہے مگر مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

دہلی دمشق ہے

یاد رکھنا چاہئے کہ وہ جو حدیث دمشقی صحیح مسلم اور مشکوٰۃ میں آیا ہے جس کو حدیث نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا نزول دمشقی منارہ سفید کے قریب ہوگا اس کے معنی گو اور بھی ہوں لیکن اس عاجز کو جو راقم سفرنامہ ہے خداوند کریم نے یہی سمجھائے ہیں کہ وہ دمشق دہلی ہے اور منارہ جامع مسجد دہلی ہے کیونکہ جامع مسجد آج کل دہلی سے شرقی جانب ہے چونکہ دمشق پایہ تخت قریش تھا اور دہلی پایہ تخت خاندان مغلیہ تھا اس کے بعد یہ پایہ تخت نصاریٰ کا ہوا اور مسیح موعود کا نزول بھی نصاریٰ اور فتن

دجال یعنی پادریوں کے وقت میں لکھا ہے پس جو کام مسیح موعود کا لکھا ہے وہ اس جگہ اکثر حصہ اس کا پورا ہوا اور وہ جو لکھا ہے کہ ستر ہزار یہود (ستر ہزار سے مراد اکثر ہے) دجال کے ساتھ ہو جاویں گے سو دہلی کے یہودیوں نے اس پیشگوئی کو پورا کر دکھایا کہ تمام مسلمان یہود سیرت مقلد و غیر مقلد شیعہ وہابی پادری سب ایک ہو گئے اور دمشق میں ہی جنگ مسیح لکھا ہے سو وہ جنگ بھی یہاں ہوا یعنی مولوی بشیر سہوانی د بھوپالی سے مباحثہ ہوا اور سب نے مل کر اگرچہ غیر مقلدوں کا تو مولوی نذیر حسین امیر تھا ہی لیکن مقلدوں اور شیعوں نے بھی مولوی نذیر حسین دہلوی کو اپنا امیر و پیشوا بنایا اور یہاں تک یہ ایک جان اور ایک دل اور ایک خیال ہوئے کہ ان میں کوئی تمیز نہ رہی کہ کوئی فرقہ بھی ان میں ہے اور جو حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ایک فرقہ ہو جاوے گا اور سب مل جل کر ہم خیال ہو جاویں گے سو وہ بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جتنے فرقے تھے سب ایک خیال میں شیر و شکر ہو گئے اور آپس کے قصے اور جھگڑے اور جنگ و جدال اور بحث مباحثے چھوڑ دیئے اور آپس میں ایک جان دو قالب بن گئے۔

مخالفوں کی طرف سے اشتہار پر اشتہار حشرات الارض برساتی کیڑوں مکوڑوں کی طرح نکلنے لگے اور تمام نے جھوٹ پر کمر باندھ لی اور مخالفت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کے اشتہار چھاپنے بھی بند کر دیئے۔ ہندوؤں کو حالانکہ اس بات سے تعلق نہ تھا لیکن ہندوؤں نے بھی ان یہودیوں اور پادریوں کا ساتھ دیا کوئی کتاب دیکھنے کے واسطے اگر دیکھنی پڑتی تو کتاب بھی نہیں دیتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے چاہا کہ کچھ کتابیں یوں تو ملتی نہیں خرید لی جاویں سو کتب فروشوں نے کتابیں فروخت کرنی بند کر دیں۔ قیمتاً بھی نہ دیں حالانکہ ہم چوگنی اور اٹھگنی قیمت دینے کو تیار تھے جب مولوی بشیر سے اگلے روز مباحثہ ٹھہرا تو کتابوں کی سخت ضرورت ہوئی پر نہ ملی حضرت اقدس علیہ السلام نے خاکسار کو زنانہ مکان میں بلوایا اور فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب تمارے والد

اور تمہارے بھائی اور خود تمہارے مرید دہلی میں ہیں کسی سے یا کسی کی معرفت کتابیں تو لاؤ میں نے عرض کیا کہ میں حضور کے ساتھ ہوں کتابوں کا ملنا محال ہے یہ عصر کا وقت تھا۔ فرمایا اللہ کے نام پر جاؤ تو سہی بیش ازیں نیست۔ لوگ گالیاں دیں گے ماریں گے سو دین کے کام میں مار کھانا گالیاں سننا تو سنت انبیاء واولیاء ہے۔ اور جو مار بھی ڈالیں گے تو شہادت پاؤ گے آخر کتنے روز جینا ہے ایک روز مرنا ہے۔

فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت کو نہیں دیکھتے۔ نہ انہوں نے جان کو عزیز رکھا اور نہ مال و دولت سے پیار کیا نہ عزیز و اقارب سے رشتہ رکھا اور نہ گھربار کی طرف رخ کیا۔ صرف اللہ تعالیٰ سے رشتہ تعلق رکھا۔ نہ اولاد پیاری ہوئی اپنے نبی اپنے پیشوا محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ ساتھ دیا اور وہ حق اطاعت و فرمانبرداری بجالائے کہ جو حق تھا اور آجکل تو گورنمنٹ برطانیہ کی وہ پر شوکت وسطوت سلطنت ہے کہ کسی چیز کا خطرہ نہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہئے یہ زندگی کیا چیز ہے کچھ بھی چیز نہیں۔

اکمل صاحب نے خوب فرمایا خدا ان کو جزائے خیر دے۔

ایک وہ دن تھے کہ جان قربان کرنی پڑتی تھی ابتو دین حق میں ایسا امتحاں کچھ بھی نہیں

زندگی وہ زندگی ہے جو ہمیشہ اور ابدی زندگی ہے اس کا فکر کرنا چاہئے یہ زندگی خواب کی مثال ہے اور وہ دوسری زندگی واقعی اور حقیقی زندگی ہے جو ابدی ہے اور اس زندگی کی مثال بیداری کی مثال ہے اس عالم سے مرنا کیا ہے بس یہ ہے کہ آنکھ کھل گئی دیکھو ایک شخص سوتا ہے اور خواب میں اپنے محبوب یا دینار و درہم کو دیکھ رہا ہے یہ دیکھنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا حقیقت وہ ہے کہ آنکھ کھل گئی اور واقعی دنیار و درہم کو بھی پالیا اور معشوق سے بغلگیر ہو گیا۔ اس عالم میں انسان خواب کی سی حقیقت رکھتا ہے اور وہ عالم عالم بیداری ہے کہ جو کچھ غیب میں بتلایا گیا تھا اور غیب پر ایمان لایا تھا وہ اب مشاہدہ میں آگیا ان دونوں

زندگیوں کا ایک درمیانی مقام ہے اور ہر ایک دو چیزوں میں ایک برزخ ہوتا ہے۔ جیسا انسان وحیوان میں بندر برزخ ہے کہ کچھ حصہ انسانیت کا رکھتا ہے اور کچھ حیوانیت کا سو وہ مرسلوں کی صحبت وبیعت سے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اس عالم میں ہی اس عالم کو مشاہدہ کرلیتا ہے اور اس عالم کے حالات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

پھر فرمایا یاد رکھو ایک حالت ایمانی ہے اور دوسری عرفانی حالت ہے مردان خدا ومقبولان خدا کی بیعت سے یہی فائدہ حاصل ومترتب ہوتا ہے کہ بیعت کنندہ ایمانی حالت سے عرفانی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔

پھر ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا کی اور فرمایا جاؤ میں نے عرض کیا کسی کو میرے ساتھ کردیجئے۔ سو حضرت اقدس علیہ السلام نے برادرم جناب منشی ظفر احمد کپور تھلوی کو میرے ساتھ کردیا۔ اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت اقدس کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی بعد نماز مغرب میں اور منشی صاحب چلے راستہ میں ہم دونوں نے مشورہ کیا کہ کہاں چلیں اور کس سے کتابیں طلب کریں۔

منشی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے دوست مولوی محمد حسین نصری کے بیٹے ہیں ان کے پاس چلیں وہ ضرور کتابیں دے دیں گے۔

نعمانی: منشی صاحب آجکل مولویوں کی الاماشاءاللہ عجیب حالت ہے کَمَلْمَسِ اَفْعٰی نَاعِمٌ فِی النَّوَاظِرِ یہ ہمارے سخت دشمن ہیں ان کی دوستی کا کچھ اعتبار نہیں ہے میرا دل گواہی نہیں دیتا۔

منشی صاحب: چلو جی وہ ہمارے دوست جان پہچان مدت کے ہیں وہ ضرور کتابیں دے دیں گے۔

نعمانی: اچھا چلو۔ میں بھی ان کو خوب جانتا ہوں اور وہ مجھ سے پورے واقف ہیں لیکن

فَتَرْجِعُ مِنْ حُبِّ الشَّرِیْرِ کَخَاسِرِ

آزمودہ را آزمودن جہل است انکو بھی دیکھ بھال لو۔

منشی صاحب: ایک بات خوب یاد آئی۔ آؤ پہلے امام جامع مسجد کے پاس چلیں انہوں نے مجھ سے چند روز ہوئے کہا تھا کہ اگر کسی کتاب کی ضرورت ہو تو میں دے دوں گا مجھ سے لے لینا اور کسی کو خبر نہ کرنا۔

نعمانی: اچھا صاحب چلو ان کا وعدہ بھی دیکھ لو۔

ہم دونوں امام صاحب کے پاس گئے چونکہ مجھ سے امام صاحب واقف تھے اور میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب جو دہلی میں آتے تو باپ بیٹے بڑے ادب سے ارادتمندانہ آیا کرتے تھے۔ اس سبب سے میرا بھی ان سے تعارف تھا لیکن دل میں کھٹکا تھا کہ ان کی ارادت اور واقفیت کوئی چیز نہیں اس میں للّٰہیت نہیں تھی۔

حضرت اقدس علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اور بارہا فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہئے کہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھے کیونکہ دل بھی خدا نے ایک عجیب چیز بنایا ہے اور اس میں اپنی تجلی کی شعاعیں رکھی ہیں۔

خیر منشی صاحب کے فرمانے سے ہم امام صاحب کے گھر پر گئے آواز دی تو باہر آئے اور ہماری شکل دیکھ کر سہم گئے کانپ گئے اور چہرہ پھیکا ہوگیا اور منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور بولے۔ فرمایئے اس وقت رات کو کیا کام ہے؟

منشی صاحب بولے: کتابوں کی ضرورت ہے آپ نے وعدہ فرمایا تھا اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا اب دے دیجئے دو تین روز میں انشاء اللہ آپ کی کتابیں آپ کے پاس آجائیں گی۔

امام صاحب: بھئی اب کیا کروں اب تو کل علماء اور عوام کا یہ مشورہ اور پختہ عہد ہوچکا ہے کہ مرزا صاحب کو کتابیں نہ دیجاویں۔ اور ان کا کوئی اشتہار نہ چھاپا جاوے مجھے معاف فرمایئے میں ان سے الگ نہیں ہوسکتا اور کتابیں بھی نہیں دے

سکتا ہوں- مجبور ہوں معذور ہوں- آپ اس وقت چلے جایئے یہاں ٹھہرنا بھی مناسب نہیں بات کرنی تو کیسی-

نعمانی: بندہ خدا یہاں اس وقت کون دیکھ رہا ہے پوشیدہ دیدو اور پوشیدہ ہی تمہاری کتابیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گی-

امام صاحب نے لرزتے ہانپتے کانپتے کہا کہ پوشیدہ اور چوری سے کام کرنا جائز ہے-

نعمانی: اس میں چوری اور سرقہ کا کیا کام ہے یہ مسئلہ تو آپ منبر پر رونق افروز ہو کر بیان کریں- کتابیں دینی ہوں تو دے دیجئے کتابوں کا بگڑتا کیا ہے-

امام صاحب تو بپھر گئے اور بے ہودہ باتوں پر آ گئے-

پھر ہم دونوں وہاں سے چل دیئے-

نعمانی: منشی صاحب دیکھا-

منشی صاحب: ہاں دیکھ لیا یہ تو امام ہیں اور ڈرپوک ہیں انکو اپنی امامت کا خطرہ ہے اس واسطے انہوں نے یہ روکھا پن کیا اور بد عہدی کی چلو مولوی محمد حسین کے بیٹے ایسا نہیں کریں گے- وہ میرے دوست ہیں ان سے پوری امید ہے-

نعمانی: اچھا صاحب چلئے-

پھر ہم دونوں مولوی صاحب مذکور کے مکان پر گئے منشی صاحب نے آواز دی وہ باہر آئے اور آتے ہی کہا کہ منشی صاحب اس وقت رات کو کیسے آئے ہم تو تمہاری صورت سے بھی نفرت کرتے ہیں-

منشی صاحب: کچھ کتابوں کی ضرورت ہے آپ دے دیں بڑی مہربانی ہو گی-

مولوی صاحب: کل کو مرزا کا جناب مولانا مولوی محمد بشیر صاحب سے مباحثہ ہے ہم کتابیں نہیں دے سکتے کل شہر میں اتفاق ہو کر عہد ہو گیا ہے کہ مرزا کو کوئی کتاب مستعار یا قیمت سے نہ دینی چاہئے اور مرزا کو کتابوں کی ضرورت کیا ہے

وہ الہام سے کتابوں کی عبارت معلوم کرسکتا ہے۔

نعمانی: سب کام الہام پر نہیں رکھے گئے دیکھو آنحضرت ﷺ سے یہودیوں کا اونٹ کی حلت وحرمت میں مباحثہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کوئی عبارت ان کی کتاب کی الہاماً نہیں بتلائی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان سے کہو فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ توریت لاؤ اور پڑھ کر سناؤ کہاں اونٹ حرام ہے اگر تم سچے ہو۔

الہام بجائے خود ہے اور کتابیں بجائے خود ہیں الہام الٰہی نے تو ظاہر کردیا بتلادیا کہ تم لوگ خائن ہو کاذب ہو محرف ہو یہود خصلت ہو مسیح زندہ نہیں مرچکا اب تمہاری اڑ پر تمہاری کتابیں تمہارے سامنے رکھی جاتی ہیں اور تمہاری خیانت دکھائی جاتی ہے وہاں کتاب توریت منگائی گئی اور پڑھنے کا حکم دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اے رسول ﷺ وحی سے خبردیدو اور وحی سے انکی کتاب کی عبارت پڑھ دو مسلمات خصم سے خصم ساکت ہوسکتا ہے چونکہ جو کتابیں تمہارے مسلمات سے ہیں انہیں مسلمات سے بحث کی جائے گی اور سند میں پیش کرکے تمہارے افترا اور کذب اور خیانت سے تم کو مطلع کیا جاوے گا مولوی صاحب کو سخت غصہ آیا اور گالیاں دینے لگے اور بڑا شور وغل مچایا اور کہا ارے کوئی محلہ میں ہے جو ان دو شخص مرتد اور ملحد مرزائیوں کی خبر لے میں تو وہاں سے چلدیا اور منشی صاحب تو بحث کے لئے وہیں ڈٹ گئے۔

نعمانی: منشی صاحب آؤ چلو ان لوگوں کے تیور بدلے ہوئے ہیں یہ وقت گفتگو کا نہیں ہے جانے دو مگر جب دو چار آدمی اور گالیاں دیتے ہوئے آئے تب منشی صاحب وہاں سے چلے۔

جامع مسجد (منارہ دمشقی شرقی) کے نیچے کھڑے ہوکر ہم نے مشورہ کیا کہ اب کہاں جائیں پھر میں اور منشی ظفر احمد ان مولویوں کی یہودانہ حرکات پر افسوس کرتے ہوئے ایک منشی احمد حسین صاحب بتی جامع مسجد کے قریب رہتے تھے ان

کے پاس گئے یہ صاحب میرے والد کے مرید اور وظیفہ خوان تھے میں نے کہا منشی صاحب تم میرے والد کے مرید ہو اور ہمیشہ ان کی محبت اور اپنی ارادت کا خلوص ظاہر کیا کرتے تھے ہمیں کتابوں کی ضرورت ہے تم کسی سے اپنی معرفت لے دو منشی صاحب نے کہا مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ مرزا صاحب کے ارادتمند ہیں مرزا صاحب کے واسطے کتابوں کی ضرورت ہوگی۔ کتابوں کا ملنا محال ہے اس شہر میں یہ عہد ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کو کوئی کتاب نہ دی جائے میں اس میں مجبور ہوں بس اتنا ہی اس وقت ادب کافی ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور زیادہ نہ ٹھہریں۔

پھر ہم دونوں حیران و پریشان شرقی منارہ کے نیچے کھڑے ہوگئے اور ہم آپس میں کہنے لگے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے اور لوگوں کا یہ حال ہے اب کریں تو کیا کریں۔

جو کام اللہ تعالیٰ کو کرنا ہوتا ہے اس کے اسباب و سامان بھی وہ اپنی قدرت سے بہم پہنچا دیتا ہے۔

خود کنی وخود کنانی کار را   خود دہی رونق توآں بازار را

یکا یک اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا کہ بہرام خان کے ترا ہے کے قریب کوچہ سعد اللہ خان میں ایک صاحب نقشبندی حاجی علیم اللہ صاحب رہتے ہیں اور وہ میرے والد سے اور نیز مجھ سے بھی بڑے عقیدت مند اور بوڑھے جہاں دیدہ ہیں آؤ انکے پاس چلیں۔ شاید ان سے یا انکی معرفت کسی اور سے کتابیں مل جائیں مگر دل میں دھڑکا اور خوف کہ مبادا وہاں بھی ایسے ہی یا اس سے زیادہ کوئی واقعہ پیش نہ آجائے خیرتن بہ تقدیر ہم دونوں انکے مکان پر پہنچے اور ڈرتے ڈرتے دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک مارتا ہے ایک آواز دی دو آواز دی تیسری آواز پر حاجی صاحب تشریف لائے اور فرمایا میں عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا اس واسطے دیر لگی بڑے شریفانہ طور سے خاطر سے تواضع سے حسب دستور

سابق پیش آئے پان منگوایا۔

حاجی صاحب: کیسے تشریف لائے اور پھر رات کے وقت بہت روز میں ملاقات ہوئی آپ تشریف رکھیں چارپائی منگاتا ہوں۔

نعمانی چونکہ ان سے بے تکلفی تھی: عرض کیا کہ بیٹھنے کا تو یہ موقع نہیں ہے اس وقت کتابوں کی ضرورت ہے کوئی تفسیر یا حدیث کی آپ کے پاس ہو تو دے دیجئے تیسرے روز آپ کے پاس آپ کی کتابیں واپس آجائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حاجی صاحب: کتاب تو کوئی میرے پاس نہیں ہے لیکن میں آپ کو ایک راہ بتلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مولوی سلیم الدین خان صاحب کوچہ بلیماران کے قریب رہتے ہیں اور وہ آپ کے والد حضرت شاہ حبیب الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے داوا حضرت مخدوم احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے واقف ہیں اور ان سے اعتقاد رکھتے ہیں ان کے پاس ہر قسم کی کتابیں ہزاروں کتابیں مطبوعہ اور قلمی قدیم وجدید موجود ہیں اور وہ فروخت بھی کرتے ہیں آپ ان کے پاس چلے جائیں میں ان کو ایک رقعہ لکھ دیتا ہوں وہ کتابیں ضرور دے دیں گے لیکن اتنا کام کریں کہ حضرت مرزا صاحب کا وہاں کوئی ذکر نہ آئے آجکل طوفان بے تمیزی اور شور و شر برپا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے ذکر خیر آنے پر کتابیں نہیں دیں گے۔

حاجی صاحب نے فوراً مجھے ایک یہ رقعہ لکھ کر دیا "مخدوم ومکرم جناب مولانا مولوی سلیم الدین خان صاحب دام عنایتکم آپ کے پاس صاحبزادہ سراج الحق صاحب ابن حضرت شاہ حبیب الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نعمانی وجمالی وسرساوی تشریف لاتے ہیں آپ کو اس وقت کچھ کتابوں کی ضرورت ہے جو کتاب طلب کریں مہربانی فرما کر دے دیں۔ واپسی کا میں ذمہ دار ہوں آپ مطمئن رہیں۔

والسلام۔الراقم۔حاجی علیم اللہ عرف حاجی احمد جان نقشبندی۔دہلی تراہا بہرام خان کوچہ سعد اللہ خان"۔

ہم دونوں اس رقعہ کو خوش خوش لے کر چلے اور مولوی صاحب کے مکان پر پہنچے دیکھا تو ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے الماریاں صندوق۔طاق فرش زمین سے چھت تک مکان بھرا پڑا ہے اور کچھ لوگ اور بھی کتابیں لے رہے ہیں اور مولوی صاحب عشاء کی نماز ادا کر کے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔

نعمانی: السلام علیکم۔

مولوی صاحب۔وعلیکم السلام۔کہہ کر اشارہ سے کہا کہ بیٹھ جائیے۔

نعمانی۔ہم دونوں بیٹھ گئے۔

مولوی صاحب: اشارہ سے تھوڑا سا وظیفہ ہے اس کو ختم کرلوں۔

نعمانی دل میں خوف اور دھڑکا پیدا تھا کہ مبادا ایسے آدمی بھی آجائیں جو ہم کو پہچان لیں اور غل مچادیں کہ یہ تو مرزائی ہیں اور اس پر کتابیں نہ ملیں۔

مولوی صاحب کا خدا خدا کر کے وظیفہ ختم ہوا۔

نعمانی۔جھٹ پٹ وہ رقعہ حاجی صاحب کا دیا۔

مولوی صاحب حاجی صاحب کا رقعہ پڑھ کر: آپ کب سے صاجزادہ صاحب تشریف لائے آپ کے والد اور دادا رحمتہ اللہ علیہما تو اکثر دہلی میں تشریف رکھا کرتے تھے آپ تو دہلی میں کم آتے ہیں۔

نعمانی: دو چار روز سے دہلی میں آیا ہوں۔

مولوی صاحب: کیا آپ کو بھی بحث مباحثہ کا شوق ہے۔

نعمانی: ہاں خوب شوق ہے۔

مولوی صاحب: مرزا صاحب بھی تو قادیان سے آئے ہوئے ہیں کل کو مرزا صاحب اور مولوی محمد بشیر میں مباحثہ ہے۔شاید مولوی سلیم الدین خان صاحب اس وقت یہ سمجھے کہ یہ (یعنی راقم) بھی مرزا صاحب کے خلاف بحث کرے گا'

واللہ اعلم۔

نعمانی: ہاں کل دونوں صاحبوں کا مباحثہ ہے۔

مولوی صاحب: سچی بات تو یہ ہے کہ مولوی محمد بشیر مولوی ہیں مگر جناب مرزا صاحب کے مقابلہ کے نہیں ہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہے مرزا صاحب کی تحریر میں نے دیکھی ہے بڑی زبردست تحریر ہے۔ صاحب زادہ صاحب تم ابھی صاحبزادہ ہو مرزا صاحب سے ہرگز ہرگز مباحثہ نہ کر بیٹھنا تم کیا اور مولوی محمد بشیر کیا کوئی عالم آج میرے ذہن میں ان کا مقابل نہیں ہے۔

نعمانی: دل میں کہا کہ واقعی بات تو سچ کہتے ہیں ایک زمینی اور کہاں آسمانی

ہر کسے چون مہربانی می کند　　از زمینی آسمانی می کند

بہت اچھا مجھے کتابیں عنایت کیجئے۔

مولوی صاحب: کون کون سی کتابیں چاہئے۔

نعمانی: جن کتابوں کے نام حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے لکھ کر دیئے تھے وہ میں نے مولوی صاحب کو بتلا دیئے۔

مولوی صاحب نے ایک شخص سے کہا کہ یہ کتابیں سب دے دو پھر مجھے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں اپنے آدمی کے ہاتھ آپ کے مکان پر پہنچوا دیتا ہوں۔

نعمانی مولوی صاحب کی یہ بات سن کر گھبرایا کہ ان کا آدمی کتابیں لے کر جائے گا تو حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر جائے گا تو یہ بھید کھل جائے گا۔ میں نے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں ہم دو آدمی ہیں کتابیں لے جائیں گے اور راستہ میں سے ایک مزدور کر لیں گے۔

مولوی صاحب: اچھا آپ کو اختیار ہے۔

پس ہم دونوں بمشکل تمام کتابیں لے کر چلے راہ میں قلی چار پیسے دیکر لیا۔ جب وہ کتابیں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں تو حضرت

اقدس ہنسے اور فرمایا کتابیں کیونکر ہاتھ آئیں ہم دونوں نے سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے تعجب فرمایا۔ اور خاموش ہوگئے۔

بشیر سہسوانی سے مباحثہ

صبح کو دوسرے دن مولوی محمد بشیر معہ چند آدمیوں کے آگئے پہلے مولوی عبدالکریمؓ صاحب سیالکوٹی سے سلام مسنون کے بعد مصافحہ کیا اور پوچھا کہ جناب مرزا صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں۔

کریمؓ سیالکوٹی: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اوپر بالا خانہ پر رونق افروز ہیں۔

بشیر: آپ کو اطلاع کر دیجئے۔

☆ امیر سیالکوٹ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو اوپر بالاخانہ پر جاکر اطلاع دی کہ حضرت صلے اللہ علیک وعلیٰ محمد مولوی بشیر صاحب بھوپالی آئے ہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے مولوی محمد بشیر صاحب نے السلام علیکم کہہ کر حضرت سے مصافحہ کیا اور حضرت اقدس نے السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام دیا۔

بشیر نے مصافحہ کے بعد معانقہ کیا چونکہ حضرت اقدس علیہ السلام کو معانقہ کی عادت نہیں تھی اور نہ پچیس برس کے عرصہ کی صحبت میں کسی کے ساتھ معانقہ کرتے دیکھا مولوی صاحب خود حضرت اقدس سے لپٹ گئے چونکہ بشیر صاحب کا بہت ہی چھوٹا قد تھا کمر تک رہے اور آپ ہی علیحدہ ہوگئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے معانقہ نہیں کیا سیدھے کھڑے رہے اور دونوں ہاتھ بھی سیدھے لٹکائے رکھے پھر حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی محمد بشیر صاحب دونوں بیٹھ گئے اور ہم سب اور مولوی صاحب کے ہمراہی بھی بیٹھ گئے۔

☆ سید امیر علی شاہ صاحب

حضرت اقدس علیہ السلام نے مولوی محمد بشیر اور ان کے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

مولوی صاحب مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سچا ہے جیسا کہ اور انبیاء کا دعویٰ نبوت و رسالت سچا ہوتا تھا اس دعوے کی بنا یہ ہے کہ کئی ماہ تک مجھے متواتر الہام ہوتے رہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوگئے اور جس مسیح موعود کا آنا مقدر تھا وہ تُو ہے مجھ کو الہام سے کشف سے رویا سے بتواتر جتلایا گیا سمجھایا گیا تب بھی میں اس کو یقینی نہیں سمجھا لیکن کئی ماہ کے بعد جب یہ امر تواتر اور پورے یقین اور حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو میں نے قرآن شریف کھولا اور خیال کیا کہ اس اپنے الہام وغیرہ کو کتاب اللہ پر عرض کرنا چاہئے قرآن شریف کھولتے ہی سورہ مائدہ کی آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ نکل آئی میں نے اس پر غور و فکر کیا تو اپنے الہامات اور کشوف و رویا کو صحیح پایا اور مجھ پر کھل گیا اور ثابت ہوگیا کہ بے شک مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت ہوگئے پھر میں نے اول سے آخر تک قرآن شریف کو خوب تدبر اور غور سے پڑھا تو سوائے وفات مسیح کے حیات کا پتہ مسیح علیہ السلام کی نسبت کچھ نہ نکلا۔ پھر میں نے صحیح بخاری کھولی خدا کی قدرت کھولتے ہی کتاب التفسیر میں یہ دو آیتیں ایک اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور دوسری فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ نکل آئیں ایک کا ترجمہ مُمِیْتُکَ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور دوسری کا ترجمہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود تھا گویا بخاری نے دونوں آیتوں کو جو دو مختلف مقام پر ہیں ایک جگہ جمع کرکے اپنا مذہب ظاہر کردیا کہ ان دونوں آیتوں سے مسیح کی موت ثابت ہے اور کچھ نہیں پھر تمام صحیح بخاری کو اول سے آخر تک ایک ایک لفظ کرکے پڑھا اس میں بھی سوائے موت کے حیات کا کوئی لفظ اشارۃً یا کنایۃً نہ نکلا پھر میں نے صحیح مسلم وغیرہ کل کتب احادیث لفظاً دیکھیں اور خوب غور سے ایک ایک سطر اور ایک ایک حرف پڑھا لیکن کہیں بھی مسیح کی حیات نہ نکلی سوائے موت

کے۔رہی نزول کی حدیثیں ان میں کہیں نزول من السماء نہیں ہے نزول سے حیات کو کیا تعلق جب حیات و رفع الی السماء ہی ثابت نہیں تو پھر کیسا نزول نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں جیسا میں نے اب دہلی میں نزول کیا۔

ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول دمشق میں ہو جاوے یا اس کے علم کی اشاعت ہو جاوے یا اس کی طرف سے اس کا کوئی جانشین نزول کرے۔ اور دمشق سے مراد دمشق نہ ہو کوئی اور شہر ہو۔ (بے شک دمشق دہلی ہی ہے) یہ سب حدیثیں مسیح کے نزول کے بارے میں کشفی ہیں اور کشف رویا تعبیر طلب ہے۔

(نوٹ حضرت امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ کشف میں تعبیر ضرور ہوتی ہے کس لئے کہ ایک پہلوان واقعات کا جو کشف میں دکھایا جاتا ہے۔ مخفی ہوتا ہے پھر ایک جملہ بڑا ہی لطیف لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مردوں کے چوتڑوں میں چھالے پڑ گئے۔ اور نامردوں کے پیروں کے چھالے پڑ گئے۔ مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ باخدا اپنے جائے نشست پر دور دراز کے واقعات اور ماضی و مستقبل کے حالات بیٹھے ہوئے دیکھ لیتے ہیں اور نامرد چل پھر کر وہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کی حقیقت کو نہیں پہنچتے ہیں جیسا کہ آگے بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ)

اور وہ مسیح کیونکر اس امت میں آسکتے ہیں وہ مختص الزمان اور مختص القوم رسول تھے اور آنحضرت ﷺ کافۃ للناس عام رسول تھے۔ ابھی آپ کی تقریر ختم نہ ہوئی کہ مولوی محمد بشیر گھبرا کر بول اٹھے کہ آپ اجازت دیں تو میں اس دالان کے پرلے کونہ میں بیٹھوں اور وہاں کچھ لکھوں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت اچھا آپ جہاں چاہیں بیٹھیں پس مولوی صاحب پرلے کونے میں جا بیٹھے۔ اور مجدد علی خان سے مضمون لکھوانے لگے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ شرط اس بات پر ٹھہری تھی کہ قریب بیٹھ کر خود اپنے اپنے قلم سے اسی وقت سوال وجواب کے طور پر لکھیں گے لیکن مولوی صاحب

دور جاکر کسی اور سے لکھوانے لگے میں نے عرض کیا کہ میں مولوی صاحب سے کہہ دوں۔ آپؑ نے فرمایا خیر جانے دو۔ اور لکھنے دو۔ یا لکھوانے دو

حضرت محترم ملکِ رب ذوالمنن مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا خط بھوپال سے حضرت اقدس علیہ السلام کے نام اسی روز آیا اس میں من جملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا تھا کہ مولوی محمد بشیر چھ مہینے سے مضمون لکھ رہے ہیں۔ ان کی کل کمائی بس یہی ہے۔ جو وہ لکھ کر لائے ہیں اور مصالحہ ان کے پاس نہیں ہے۔ درحقیقت یہ حضرت فاضل امروہی نے سچ لکھا تھا۔ اور یہ سچ یوں معلوم ہوا کہ مولوی محمد بشیر صاحب نے جو مضمون محمد علی خان سے لکھوانا شروع کیا وہ لکھا ہوا تھا۔ اور شرط یہ تھی کہ کوئی اپنا پہلا مضمون نہ لکھا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ لکھنا ہوگا وہ اسی وقت جلسہ میں بالمواجہ لکھنا ہوگا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے کہا کہ یہ تو خلاف شرط کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تو میں مولوی صاحب سے کہدوں کہ لکھا ہوا تو آپ لائے ہی ہیں یہی دے دیجئے تاکہ اس کا جواب لکھا جائے حضرت اقدس نے بکراہت اجازت دیدی میں نے کھڑے ہوکر کہا کہ مولوی صاحب لکھے ہوئے مضمون کی نقل کرانے کی کیا ضرورت ہے دیر ہوتی ہے لکھا ہوا مضمون دے دیجئے تاکہ جلد جواب ادھر سے لکھا جائے مولوی صاحب میری اس بات کو سن کر بھونچکا سے رہ گئے اور لڑکھڑائی ہوئی زبان سے کہا کہ نہیں نہیں میں تو لکھ کر نہیں لایا۔ صرف نوٹ تھے ان کو مشرح و مفصل لکھوا رہا ہوں میں نے پھر اس کے جواب میں کچھ کہنا چاہا تو حضرت اقدس نے روک دیا۔ اور فرمایا جو عمداً جھوٹ بول رہا ہے وہ کب ماننے لگا ہے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مولوی ہوکر جھوٹ بولنا اور پھر مامور الٰہی کے مقابلہ پر بحث کے لئے کھڑے ہوجانا۔ یہ ان کے ایمان کا نمونہ ہے۔ اور پھر تعجب اور بلکہ افسوس ان لوگوں پر کہ جو جھوٹوں کا ساتھ دیتے ہیں حضرت اقدس علیہ السلام سے اگر کوئی ایسی بات سرزد ہوتی تو مخالف تو خدا جانے کیا کیا اودھم مچاتے تو یقیناً

جن لوگوں نے آپ کو مسیح ومامور مانا ہوا ہے اور حسن ظن سے کام لیا ہے۔ وہ بدظن ہوجاتے اور بھاگ جاتے اور خاکسار راقم الحروف تو سب سے پہلے فرار ہوتا' اور کبھی بھی پاس نہ پھٹکتا۔ آپ وہ لائے اور اسی کا نمونہ بن کر دکھادیا جو اگلے پیغمبرورسول ماموراولیاء لائے تھے۔

ناظرین اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ پہلے تو یہ بات ہوئی تھی کہ دہلی (دمشق) والوں سے عام جلسہ میں مباحثہ تقریری کی درخواست تھی حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر پر زور دیا اور عام جلسہ منظور نہیں فرمایا کہ عام لوگ فساد کر بیٹھتے ہیں۔ تحریری مباحثہ منظور ہوا مگر دوسو آدمی دہلی والوں نے چاہے تھے لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اہل شہریوں تو غل شور مچانے میں اور فساد کرنے میں دلیر ہیں اور بحث کے وقت خدا جانے یہ کیا فتور اٹھادیں گے یہ مباحثہ تحریری ہے جب تحریریں طرفین کی چھپ جائیں گی تو سب پڑھ لیں گے صرف دس آدمی مولوی محمد بشیر کے ساتھ ہوں اور دس آدمی ہمارے ہوں۔ اور یہ دس آدمی چیدہ سنجیدہ اہل علم ہوں۔ نوبت بانیجارسید کہ سو سو آدمیوں پر دمشقی لوگ آگئے حضرت اقدس علیہ السلام نے نہ مانا پھرپچاس پچاس آدمیوں پر اڑگئے حضرت اقدس نے یہ بھی نہ مانا میں نے عرض کیا کہ میری بھی عرض ہے۔ فرمایا کیا میں نے عرض کیا کہ حضور پچاس پچاس آدمی رہنے دیجئے۔ ہماری طرف سے تو دس بارہ ہی آدمی ہیں۔ ان کی طرف سے پچاس ہوجائیں گے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ بحث تحریری ہے اور تحریر میں دیر لگتی ہے بولنے کا کچھ کام نہیں دہلی والوں کو بولنے کا شوق ہے اور جب تک یہ نہ بولیں تو ان کو چین نہیں پڑتا۔ ان کے پاس صرف ایک زبان ہی ہے یہ کوڑی کے بھی مول کی نہیں ہے حضور کا یہ شعر ہے۔

جزیک زبان شاں کہ نیرزد بیکدرم

یہ بیٹھے بیٹھے گھبراجاویں گے کوئی سست ہوجاوے گا کوئی بے لطفی سے کوئی

سستی سے کوئی نیند سے اونگھنے سے چلے جاویں گے صرف دس بارہ ہی آدمی رہ جاویں گے ایک روز تو پچاس آدمی آجاویں گے لیکن دوسرے روز آپ ہی گھبرا کر اکتا کر نہیں آویں گے۔ فرمایا کہ اچھا پچاس آدمیوں کی اجازت دے دو خدا کی قدرت ایسا ہی ہوا ایک روز تو پچاس آدمی آگئے اور ایک گھنٹہ میں ہی لوگ چپ چاپ بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے یہ چوتڑ چل آدمی کیونکر خاموش بیٹھ سکتے ہیں کوئی اونگھنے لگا کوئی جمائیاں لینے لگا ایک آدھ گھنٹہ میں ہی اٹھ اٹھ کر چلد یئے۔

مرزا حیرت کا حال

مرزا حیرت صاحب بھی تشریف لائے تو انگریزی لباس پہنے اور الٹی مانگ بائیں آنکھ کی طرف انگریزی فیشن کی نکالے ہوئے سر برہنہ تھے یہ بھی خاموش بیٹھ نہ سکے آدھ گھنٹے سے پہلے ہی اٹھ کر چل دیئے ایک روز یا دو روز پیشتر مرزا حیرت صاحب نے یہ کام کیا تھا کہ ایک اشتہار چھپوایا جس کے ایک کالم میں عربی عبارت تھی اور دوسرے کالم میں اردو عبارت تھی۔ یعنی عربی کا ترجمہ اور آپ ان اشتہاروں کو لے کر فتح گڑھ کے مینار پر چڑھ بیٹھے اور وہاں سے وہ اشتہار پھینکنے لگے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ میں اصل مسیح آسمان سے اترا ہوں اور دہلی میں دجال آیا ہوا ہے (نعوذ باللہ منہا) میں اس کے قتل کے لئے آیا ہوں۔ میرزا حیرت صاحب نے بھی دہلی کو دمشق بنادیا کہ آپ اصل مسیح بنے اور معاذ اللہ حضرت اقدس کو دجال بنایا دہلی دمشق آپ ہی ہوئی نہ اصل مسیح نہ اصل دمشق چونکہ یہ مضمون اشتہار سب مولویوں وغیرہ کے مشورہ سے تھا تو کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ میرزا حیرت کفر کہتا ہے اور کسی نے کفر کا فتویٰ تو کیا فسق کا فتویٰ نہ دیا۔ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ میرزا حیرت مذکور ایک روز مصنوعی انسپکٹر بنے اور حضرت اقدس علیہ السلام سے کہا کہ میں انسپکٹر ہوں سرکار سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کے کہنے پر بالکل خیال تک بھی نہ کیا۔ اور بات تک بھی نہیں کی۔ صرف سید امیر

علی شاہ صاحب نے جو کہ اہلکار پولیس تھے ایک بات کی تو مرزا حیرت صاحب حیرت میں ہو گئے اور چل دیئے۔ ایک دم ٹھہر نہ سکے سچ ہے چور کے پاؤں نہیں ہوتے دہلی میں لوگوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ وہ وہ حرکتیں کیں کہ اگر میں تمام وکمال مفصل لکھوں تو سفرنامہ رہ جاوے اور یہ بیان مشکل سے ختم ہووے ایک اشتہار مولویوں کی طرف سے نکلا اس میں منجملہ اور مضامین کے ایک بات یہ بھی تھی کہ دہلی کا بچہ بچہ مسیح ہے اللہ اکبر کیسا بڑا بول ہے۔ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا بچہ بچہ خود بخود مسیح ہو جاوے مگر خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا مسیح نہ بنے اللہ اکبر حضرت اقدس علیہ السلام کا حوصلہ دیکھو کہ ان باتوں پر کوئی فکر نہیں کوئی غم نہیں۔ صدمہ نہیں۔ لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں تمسخر اڑاتے ہیں اس مامور کی ہر ایک بات کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ذلت کے درپے ہیں۔ مگر اس مامور و مرسل کو ان کی ذرہ بھی پروا نہیں خیال تک نہیں کہ یہ کیا بلا ہیں اور کیا بکتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

مفسر حقانی کی کہانی

شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب دہلوی کو دیکھو کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ یہ حضرت اقدس کی خدمت میں ایک روز آئے اور آئے یوں کہ حضرت اقدس نے ایک اشتہار مباحثہ کے لئے دیا تھا۔ چونکہ اس میں نام ان کا بھی تھا ان کو فکر پڑا اور گھبرائے ہوئے آئے کہنے لگے حضرت میں تو آپ کا بچہ ہوں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ آپ کا مقابلہ بھلا مجھ جیسا ناچیز آدمی کیا کر سکتا ہے۔ ایسی ایسی باتیں منافقانہ بنا کر کہنے لگے کہ میرا نام اشتہار مباحثہ سے کاٹ دیں۔ میں ایک فقیر گوشہ نشین اور ایک درویش زاویہ گزین ہوں۔ اور ان مباحثات سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تم ہی مولوی صاحب اپنا نام اپنے ہاتھ سے کاٹ دو۔ پس مولوی صاحب شمس العلماء نے اپنا نام اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ ایک بات یاد آئی کہ مولوی عبدالحق صاحب شمس العلماء نے وفات مسیح پر کچھ کلام کر کے

ایک مصرع عربی زبان کا پڑھا جو وہ مصرع مجھے یاد تھا مگر اس وقت ذہن سے اتر گیا اس میں ایک لفظ تھا تُوَفّی کُلّ نَفْسٍ اور کہا کہ دیکھئے یہ شاعر قدیم عرب جاہلیت کا کیا کہتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ کس باب سے ہے حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ فرمانا اور شمس العلماء کو کسوف لگ جانا ہوا۔ مولوی صاحب ایسے غروب ہوئے کہ سر نہ اٹھایا پھر بہت دیر کے بعد کہنے لگے کہ ہاں ہاں حضرت میں غلطی پر تھا آپ سچ فرماتے ہیں معاف فرمایئے از خوردان خطاداز بزرگان عطاء-اللہ اللہ باتیں یہ لیکن باہر جاکر اور گھر پر لوگوں سے یہ کہا کہ مرزا بھلا مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہے مجھ سے بمنت وسماجت مرزا نے یہ کہا کہ حضرت مولوی صاحب میں آپ سے مباحثہ نہیں کر سکتا۔ آپ سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ میں نہیں ہے میں نے غلطی سے آپ کا نام لکھ دیا تھا میں نے مرزا کو ایک ہی سوال میں لے ڈالا۔

جب ایسے مولوی ہوں اور ایسے ان کے پیرو ہوں تو لٹیا کیوں نہ ڈوبے۔ اور دین کیسے تباہ نہ ہو ان کی ایسی کرتوتوں نے اس امام معصوم کو مبعوث کرایا مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ حالانکہ اس وقت بیس پچیس آدمی ان کے ساتھ کے بھی تھے انہوں نے بھی جھوٹ بولا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر یہ ایسے نہ ہوتے تو مسیح موعود حکم وعدل کے بھیجنے کی خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی بیماریوں کے لئے ہی طبیب کی ضرورت پڑتی ہے دل زبان جسم ان کے سب بگڑ گئے واقعی یہ لوگ دابتہ الارض ہیں صورت تو ان کی انسانوں کی مگر اعضا اور دل ان کے حیوانوں کے مشابہ ہیں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی اپنا مشاہدہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک صوفی صافی ہمارے دوست تھے انہوں نے کہا کہ خدا نے مجھ پر یہ عنایت کی اور یہ فضل فرمایا ہے کہ میں اپنی باطنی آنکھ سے شیعہ یعنی

رافضی کو فوراً شناخت کرلیتا ہوں- یہ بات شدہ شدہ بادشاہ وقت کے کانوں میں پہنچی- بادشاہ نے دربار میں شیخ اکبر اور ان صوفی صاحب کو بلوایا اور فرمایا کہ ہمارے دربار میں کوئی رافضی ہوتو بتلاؤ- ان صوفی صاحب نے سب کو ایک نظر دیکھ کر جو قاضی القضاء تھے جن کے ذمہ عدالت کا اور فتویٰ کا کام سپرد تھا اور وہ بڑے متقی صالح ولی اور عادل اور نیک سمجھے جاتے تھے-ان کو کہا کہ یہ رافضی ہے-بادشاہ اور تمام دربار صوفی صاحب کی یہ بات سن کر حیران وپریشان ہوئے چونکہ وہ قاضی واقعی رافضی تھا اور بظاہر سنت والجماعت تھا رعب میں آگیا جھوٹا سچے کے سامنے کب ٹھہر سکتا ہے اقرار کر بیٹھا کہ میں واقعی شیعہ ہوں تقیہ سے سنی تھا کس لئے کہ وہ سمجھ گیا کہ جس نے میرے اندرون حال کو دریافت کرلیا مبادا یہ کوئی ایسی بات کہے کہ جس کا میں جواب نہ دے سکوں- یا کوئی غضب الٰہی آجاوے جس کی میں برداشت نہ کرسکوں اقرار ہی کرتے بن آئی اور اقرار کے بعد سب کے روبرو اپنے رفض سے توبہ کی اور سب کو توبہ کا گواہ کیا اس کے بعد صوفی صاحب نے فرمایا کہ اس کی توبہ منافقانہ توبہ ہے اور اس نے جھوٹی توبہ کی ہے یہ اب بھی رافضی ہے تب وہ قاضی یقینی طور پر جان گیا کہ یہ شخص صوفی بے شک سچا اور ولی اللہ ہے اب اگر سچی توبہ نہ کی جاوے گی تو دیکھئے میرا کیا حشر ہو اگر یہ بد دعا کر بیٹھا تو بیڑا غرق ہوجائے گا تب اس قاضی نے کھڑے ہو کر سب کے روبرو کہا کہ درحقیقت میں نے جھوٹی منافقانہ توبہ کی تھی اور میں آزماتا تھا اب میں نے جان لیا کہ یہ ولی اللہ ہیں اور میں جھوٹا ہوں- اب میں نے بدل اور سچی رفض سے توبہ کی اور خالص دل سے مسلمان اور سچا سنت جماعت ہوتا ہوں تب اس بزرگ نے دیکھ کر کہا کہ ہاں اب یہ سنی ہے- اور اس وقت یہ شیعہ نہیں رہا- بادشاہ نے کہا تم کیونکر اور کس صورت سے رافضی کو پہچان لیتے ہو- ان صوفی صاحب نے کہا کہ مجھے خدا نے باطنی آنکھ عطا کی ہے-اس آنکھ سے انسان کی اندرونی روحانی حالت کو دیکھ لیتا ہوں کہ جو اس کی اصلی صورت ہوتی ہے-

مجھے رافضی کی خنزیر کی شکل معلوم ہوجایا کرتی ہے۔ یہ بات درحقیقت سچ ہے اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ یہود کی نسبت فرمایا کہ تم بندر بن جاؤ۔ اور ذلیل بندر بننے سے یہ بات نہیں کہ وہ سچ مچ بندر بن گئے۔ جیسے یہ بندر جو درختوں پر چڑھے پھرتے ہیں مکانوں پر کودتے پھرتے ہیں بلکہ ان کی اس صفت کا اظہار ہے جو بندروں میں لڑنا بھڑنا لوگوں کا نقصان کرنا۔ لوگوں کی چیزوں کا برباد کرنا ہے۔ اسی طرح یہ علماء بندر کی صفات سے متصف ہوکر انبیاء کی تبلیغ کو پھیلنے نہیں دیتے۔ اور رات دن شریعت حقہ کی بگاڑ میں رہتے ہیں۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ عقل ہے تو مجھ میں ذہن ہے تو مجھ میں علم ہے تو مجھ میں سمجھ ہے تو مجھ میں اور دیکھو تو کچھ بھی نہیں بندر بھی ہوشیاری جتاتا ہے۔ لیکن حیوانیت کا زیادہ حصہ رکھنے کے باعث حیوانیت سے بھی گرے کام کر دکھاتا ہے۔

جب مولوی محمد بشیر کو اہل دہلی (دمشق) نے بلوایا تو مولویوں نے یہ کہاکہ تمہارے پاس وہ کونسی آیت حیات مسیح علیہ السلام میں قطعی و یقینی الدلالتہ ہے جس کو تم مرزا صاحب کے مقابلہ میں پیش کروگے۔ ہم کو بھی سناؤ۔ اس جلسہ میں تمام مولوی مقلد غیر مقلد شامل تھے۔ مولوی محمد بشیر نے یہ آیت پڑھی کہ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ تو مولویوں نے کہاکہ اس آیت سے تو قطعی الدلالتہ تو الگ اشارہ کنایہ کے ساتھ بھی حیات مسیح نہیں نکلتی۔ مولوی بشیر نے کہاکہ میں تو یہی آیت پیش کروں گا۔ تمام مولویوں نے کہاکہ ہم تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ تمہاری فتح وشکست کا اثر ہم پر نہیں ہے تب تمام مولوی عالم مولوی محمد بشیر سے علیحدہ ہوگئے اور مباحثہ کے وقت سوائے دوچار طالب علموں کے اور کچھ عام لوگوں کے اور کوئی بھی مولوی بشیر کے ساتھ نہ تھا ایک مولوی محمد احمد پٹوہ تھا شاید علی جان والوں میں سے تھا وہ متعصب حضرت اقدس علیہ السلام کا سخت منکر تھا ایک روز کہنے لگا کہ مرزا صاحب نے یقینی نبوت

کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو اس نے کہا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے المحدث نبی میں نے کہا کہ ہاں لکھا ہے۔ محدث کا لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ دعویٰ نبی نہیں ہے کیونکہ آگے اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ اٰمَنّاَ بِا نْقِطَا عِھَا ساری عبارت پڑھئے تو خاموش ہوگیا میں نے یہ واقعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ صحیح جواب اس کا یہی تھا کہ اٰمَنّاَ بِا نْقِطَا عِھَا یہ لوگ نبوت کے معنی ہی نہیں سمجھے' صرف ایک حروف کو لے رکھا ہے بخاری شریف کو یہ لوگ پڑھتے ہیں مگر تدبر نہیں کرتے اسی میں لکھا ہے کہ لَمْ یُبْقٰی مِنَ النَّبُوَّۃِ الخ یہ بات دراصل یہ ہے کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی تشریف لائے تو آتے ہی مولوی نذیر حسین سے مباحثہ کرنا چاہا اور آپؑ سے ایک روز پیشتر مولوی محمد حسین بٹالوی دہلی آگیا تھا۔ اس نے آتے ہی مولوی نذیر حسین کو بہکایا اور تمام عام وخاص مولویوں وغیرہ سے کہا کہ تم مرزا سے تقریر میں تحریر میں ہرگز نہیں جیت سکتے ہاں ٹھٹھے ہنسی۔ تمسخر سب وشتم اور پر افترا اشتہاروں سے فتح پا سکو گے وجہ یہ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ میں تقویٰ امانت دیانت نہیں ہے اور نہ ان کا اللہ تعالیٰ پر اور جزا و سزا کے دن پر ایمان ہے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو حاضر ناظر جانکر اور اس کی ذات کی قسم کھا کر ہر جگہ بلکہ بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کے ساتھ حلف اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ انکا یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں ہے۔ تب ہی تو یہ ہر ایک فریب مکر ٹھٹھے تمسخر کذب کو روا رکھتے ہیں۔ مولوی محمد حسین نے لدھیانہ میں مباحثہ کے ایام میں یہ کہا تھا کہ اگر مرزا کا قرآن سے دعویٰ ثابت ہو جاوے تو میں ہرگز نہیں ماننے کا بلکہ قرآن کو چھوڑ دوں گا۔ جو مرزا کے دعوے کو سچا کرے۔ اللہ اللہ بڑا بول منہ سے بولا۔ اب تم اے ناظرین اس کے رسالے اشاعت السنہ کی وہ جلدیں جو بعد دعویٰ حضرت اقدس علیہ السلام نکلتی رہی ہیں۔ پڑھ کر غور کر کے دیکھ لو کہ اس شخص یہودا اسکریوطی نے قرآن

کو چھوڑا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی پنہانی تکذیب کی ہے اگر میرا کہنا فضول ہے تو اس کی جلدیں ایک ایک کر کے دیکھ لو کہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے پس اس یہودا اسکریوطی کے کہنے کے مطابق سب اہل دلی (دمشق) نے کر کے دکھایا پہلے پہلے مولوی بشیر نے بھی نرمی برتی تو مولویوں نے اور نیز محمد حسین بٹالوی نے کہا کہ مولوی صاحب تم نے غضب کیا کہ نرمی اختیار کی ہے۔ جس قدر سختی و درشتی کرو گے اسی قدر فتح پاؤ گے ورنہ تم شکست کھاؤ گے ہزیمت اٹھاؤ گے مولوی بشیر نے اس بات کو نہ مانا مگر کیا کرے مجبوراً اس نے بھی پچھلے دنوں میں سختی اور درشتی کا برتاؤ کیا ؎

ہم سگ جاناں کو سمجھے تھے ہما   ہیچ اگر بلی کہیں بلی سہی

میاں نذیر حسین کا مباحثہ سے گریز

جب حضرت اقدس علیہ السلام نے مولوی نذیر حسین سے مباحثہ چاہا تو مولوی نذیر حسین نے بمشورہ بٹالوی وغیرہ یہ کہا کہ میرے شاگردوں سے مباحثہ کرلو یعنی اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ دہلوی (دمشقی) ہوں اور تم ایک گاؤں کے رہنے والے ہو۔ دیہاتی آدمی کو شہر پر کیا فوقیت ہے۔ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ کے مضمون کو ادا کردیا۔ شاباش اے نذیر حسین مردوں کا یہی کام ہے کہ

کہہ جائے سو کر جائے

بہت مولویوں نے یہ بھی اشتہاروں میں لکھا اور زبان سے بھی کہا کہ اگر مسیح موعود ہونا چاہئے تھا تو دہلی والوں سے ہونا چاہئے۔ یہ پنجابی ڈھگا مسیح موعود کیوں بنا۔

بہت سے آدمی حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تمسخر سے آتے بعضے غصہ سے لال پیلے ہوئے آتے۔ اور کھڑے کھڑے ہاتھ لمبا کر کے بڑھا کے حضرت اقدس علیہ السلام کی ریش مبارک تک ہاتھ لے جا کر کہتے ارے تو پنجابی ارے او پنجابی ڈھگے تو مسیح بن گیا۔ خدا نے تجھے ہی ہم کو چھوڑ کر مسیح بنانا تھا اس

کے حق دار ہم تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام ہر ایک کی خاموشی سے بات سنتے اور حلم و تحمل کو کام میں لاتے۔ آخر کار مجھ سے نہ رہا گیا جب ایک مولوی نے ہاتھ بڑھایا کہ ریش مبارک تک حضرت اقدس کی ہاتھ لے جاکر یہ کلمہ خبیثہ مونہہ سے نکالا تو میرا حق تھا کہ بولوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ ان کے پاس قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ کہنے پر تو میں بے تکلف بول پڑا کہ دور ہو کتے تجھے کیا خبر ہے اور بے تحاشا میری زبان سے نکل گیا کہ میرے ---- کو ہاتھ لگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف ہاتھ کیوں بڑھاتا ہے اس وقت تو حضرت اقدس خاموش ہو رہے اور بڑی بردباری دکھلائی۔ اور میں نے چاہا کہ اس کے تھپڑ ماروں وہ مجھے غضبناک دیکھ کر الگ ہو گیا اور دور جاکر کھڑا ہوا۔ لیکن بعد میں جب مخالف کوئی نہ رہا تو فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب ایسا لفظ بولنا زیبا نہیں میں شرمندہ ہو کر چپ ہو گیا اور استغفار جناب باری میں دل میں کرنے لگا۔ پھر حضرت اقدس علیہ السلام آپ ہی ہنس پڑے اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ایک موقعہ پر حدیبیہ پر کفار کے جواب میں جو اس قسم کی حرکت کر بیٹھے تھے جو میرے ساتھ دہلی والوں نے کی تو ان کی زبان سے بھی امصص بظر للات نکل گیا تھا اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

مطلب ان لوگوں کا یہ ہے کہ مسیح تو فوت ہو گیا اور مسیح اس امت سے ہی ہوگا اگر مسیح ہوتا تو دہلی والوں میں سے ہوتا تو ہم مان لیتے گویا اپنے میں مسیح ہونا تسلیم کر لیتے۔ مگر اللہ جل شانہ جہاں اور جس کو بنائے وہ منظور نہیں کرتے ہیں اسی طرح کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ مکہ طائف کے کسی رئیس مالدار یا عالم کے پاس رسالت آنی چاہیئے تھی اور ہم میں سے کسی کو رسول بننا تھا یہ محمد (ﷺ) کیوں رسول بن گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ○

آگے پھر اللہ تعالیٰ اس کا جواب آپ ہی دیتا ہے کہ اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ

رَحْمَتَ رَبِّکَ
کیا ان کے اختیار میں رحمت ربی یعنی نبوت ورسالت رکھی ہے کہ ان کے مشورہ سے دی جاوے۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کے جواب میں یہ فرمایا کہ مولوی صاحب تمہارے سینکڑوں ہزاروں شاگرد ہیں۔ کس کس سے بحث کی جاوے۔ ایک شکست کھاجاوے دوسرے کو کھڑا کردو گے۔ دوسرا ہزیمت پاجاوے تیسرے کو کھڑا کردو گے۔ علیٰ ہذ القیاس چوتھا پانچواں بہتر یہ ہے کہ اس معاملہ میں تم خود ہی بحث کرلو۔ تم جڑ کی طرح اور تمہارے شاگرد شاخوں کی طرح سے ہیں جڑ سالم رہی تو شاخیں بھی برقرار رہیں گی۔ اور جو جڑ ہی اکھڑ گئی تو پھر شاخیں آپ ہی گر کر سوکھ جاویں گی اور جو یہ منظور نہیں تو ایسا کرو کہ اپنے شاگردوں میں سے جس کے علم و فضل پر بھروسہ ہو اور کامل اطمینان ہو ایک شاگرد میرے مقابلہ پر کرو اور یہ لکھ دو کہ اس کی فتح ہماری فتح اور اس کی شکست ہماری شکست پس یہ بھی مولوی نذیر حسین صاحب کو منظور نہ ہوا۔ اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے گئے۔ اور کہتے کس طرح نہیں۔ یہودا اسکریوطی کہلوا رہا تھا۔ دابتہ الارض چیونٹیوں کی طرح یا بھڑوں کی طرح پیچھے پڑے ہوئے تھے مولوی نذیر حسین نے ایک دفعہ تو کہا بھی اوے محمد حسین کیوں بڑھاپے میں میری مٹی پلید کراتا ہے اور کیوں مجھے خدا کے روبرو روسیاہ بناتا ہے جانے دے۔ مسیح کی حیات کا کہیں بھی اتہ پتہ نہیں کیا تم قیامت کو میری طرف سے جوابدہی کرو گے اس نے خم ٹھونک کر کہا ہاں خدا کے سامنے تمہاری طرف سے جواب دے لیں گے اور یاد رکھنا اگر اس کے بعد ایسا کلمہ پھر منہ پر لائے تو تمہاری زندگی خراب ہو جاوے گی اور سب تم سے پھر جاویں گے۔ کدھر جاؤ گے۔ کہاں رہو گے مولوی نذیر حسین پیر فرتوت کاٹھ کی پتلی کیا کرسکتا تھا اتنا ہوش نہ آیا کہ راستباز کبھی ضائع نہیں ہوتے صادق کبھی ذلیل نہیں ہوتے حضرت مرزا

صاحب کے ساتھ ہو لیتے اس کے واسطے کیا کمی تھی مجھے اس پر ایک بات یاد آگئی حضرت اقدس کے روبرو کسی نے یہ کہا کہ اگر محمد حسین بٹالوی رجوع کرلے اور مان جاوے تو وہ عزت تو اس کی اب ہو نہیں سکتی جو پہلے تھی اس پر حضرت مولانا نور الدین محبوب رب العالمین خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ غلط بات ہے۔ اس کی عزت پہلے سے بھی زیادہ ہم لوگ اور حضرت صاحب کریں گے سبحان اللہ کیا راستی اور صداقت کا کلام خلیفۃ المسیح کا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک حضرت مولوی صاحب نے سچ فرمایا۔

کیا جب دنیا حضرت اقدس علیہ السلام سے پھر گئی پھرنا کیسا دشمن جان ہوگئی۔ آپ کا کیا بگاڑ لیا۔ اس دشمنی و عداوت سے حضرت اقدس علیہ السلام کی دن دونی رات چوگنی عزت و عظمت جبروت بڑھتی گئی۔ مریدوں کی روز بروز کثرت روپیہ کی زیادتی۔ تحائف کی بے شمار آمد مخلوق کا رجوع بے حد بے شمار اسی طرح مولوی نذیر حسین کا بھی اگر مان لیتا یہی حال ہوتا ایک مادی ایک ناواقف آدمی حضرت مسیح موعود کی ابتدائی حالت کو دیکھ کر کہہ سکتا تھا اور ایک خشک ملا آپ کی پہلی حالت پر نظر کر کے دعویٰ کر سکتا تھا۔ اور کیا ہے کہ یہ اب گرا کل گرا۔ اب بچھڑا اب نیست نابود ہوا بس کچھ دیر نہیں لگتی کہ یہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا کچھ دن جاتے ہیں کہ اس کا نام ونشان مٹ جاوے گا ایک صوفی مشرب آپ کا آغاز دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ عنقریب اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ دنیا سے مٹ جاوے گا تباہ ہو جاوے گا اس کا نام لیوا پانی دیوا کوئی باقی نہ رہے گا اور نہ یہ خود رہے گا بلکہ بٹالوی یہودا اسکریوطی نے تو سیالکوٹ میں عام مجمع میں یہ بات زبان سے کہدی۔ اور پھر اشاعۃ السنہ میں چھاپ بھی دی کہ میں نے ہی اس کو چڑھایا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا جھوٹے کا منہ کالا نیلے ہاتھ پاؤں۔ ارے تو نے اشاعت السنہ میں لکھ کر سمجھ لیا کہ میرے لکھنے سے یہ اس عروج کو پہنچا یہ خدا کا چڑھایا چڑھا۔ خدا کا بلایا بولا خدا کا بنایا ہوا بنا۔ اب کس کی مجال کہ اس کی طرف

آنکھ اٹھا کر دیکھ لے۔ حضرت اقدس نے فرمایا

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

خود گر گیا حقیر ہو گیا۔ ذلیل ہو گیا۔ آسمان کا تھوکا منہ پر آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا شخص صدق دل سے یقین رکھنے والا ہزار جان سے بول اٹھتا ہے کہ یہ بارور شجر عظیم الشان درخت ہوگا پھلے گا پھولے گا لاکھوں اس کے سایہ میں آرام پاویں گے۔ جو اس کے کاٹنے کی فکر میں ہوگا وہ خود کاٹا جاوے گا دیکھو آنحضرت ﷺ کی مکی حالت کو آپ کے زمانہ میں آپ کو کس مپرسی بے کسی کی حالت میں دیکھنے والا کب کہہ سکتا تھا اور کب اس کو یقین آسکتا تھا کہ یہ عظیم الشان انسان اولوالعزم رسول مانا جاوے گا مگر واہ رے ابو بکر صدیق تجھ پر ہزاروں صلوٰۃ والسلام اور واہ رے بلال حبشی تجھ پر بے شمار رحمت جو معراج کی رات کو آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر جنت میں آپ سے پہلے پھرتا پایا انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے جن کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا کیا دیکھا تھا۔ یہی دیکھا تھا کہ ماریں پڑ رہی ہیں چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں ہے نہ کھانے کا آرام نہ لباس کا مزہ نہ مکان میں رہنا نصیب نہ جنگل میں ٹھکانا۔ روپیہ نہیں دولت نہیں لشکر نہیں سپاہ نہیں کہ جس پر کچھ امید وابستہ ہو ایسی حالت میں صادق کو پہچان لینا اور ہر آفت میں ہر ایک رنج و راحت میں ساتھ دینا کیونکر تھا بس اس طرح تھا کہ خدا پر ایمان تھا پہلے انبیاء کی نظیریں موجود تھیں آپ کی سلامت روی پیش نظر تھی کسی نے خوب کہا ہے۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ تو خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے مگر نذیر حسین خشک ملا تھا۔ نابینا تھا بد قسمت نہ سمجھا نہ سوچا اور اپنے شاگردوں معتقدوں کے دباؤ میں آگیا۔ آپ بھی ڈوبا ان کو بھی ڈبویا۔ مولوی صاحب کو تو ساری عمر میں لَا نُسَلِّمُ نہیں نہیں یاد تھی اور سب کچھ بھول گئے۔

"جو لکھا پڑھا تھا نذیر نے سو وہ ایک پل میں بھلا دیا"۔

مجھے زیادہ تر ان تمام خبروں کے ملنے کا یہ ذریعہ تھا کہ میرے دو مرید اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے فوت ہوگئے ہیں اس وقت ساتھ رہے دن کو رات کو ان مولویوں کی مجلسوں میں شامل رہتے اور ان کے مشوروں میں شریک ہوتے۔ اور رات کو خفیہ طور سے یہ سب حال مجھ سے کہہ جاتے تھے جب یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بات کا جواب نہ دے سکے تو انہوں نے یہ چالاکی اختیار کی کہ سب نے مل کر اشتہار دیدیا کہ کل مولوی نذیر حسین صاحب کی مرزا صاحب سے بحث ہوگی اس بحث کی حضرت اقدس کو اطلاع نہ دی لیکن عین وقت پر کہلا بھیجا کہ آؤ مباحثہ کے لئے مولوی نذیر حسین صاحب موجود ہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے مجھ سے مشورہ لینا تھا۔ تاریخ مجھ سے پوچھ کر مقرر کرنی تھی سرکاری انتظام کرنا تھا ایک طرفہ تاریخ مباحثہ کرنا یہ تو خلاف عقل بات ہے تم سب ایک طرف ہو میں اکیلا ہوں مسافر ہوں۔ اتنے میں حکیم عبدالمجید خان بگھی میں بیٹھ کر آگئے اور حضرت اقدس سے عرض کیا کہ آپ مباحثہ کے لئے چلئے۔ مولوی نذیر حسین صاحب بھی چلتے ہیں اس مولوی کو بھی خبر نہیں خواہ مخواہ لوگوں نے اپنی طرف سے ایک جلسہ قرار دے لیا تھا وہ بھی فساد کی نیت سے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے وہی جواب ان کو دیا جو اوروں کو بھیجے تھے اور اسی مضمون کا ایک اشتہار بھی دیا حکیم عبدالمجید خان اس جواب کے سننے سے ناراض ہوئے اور کہا کہ آپ کو کیا جو میں آپ کے ساتھ ہوں میں نے کہا کہ حکیم صاحب تم ایک حکیم ہو کوئی بادشاہ نہیں صوبہ دار نہیں اگر فساد ہو جائے تو تمہارا ہم کیا کریں گے تم علیحدہ ہو جاؤ گے یا تم بھی بیچ میں پڑو گے اور رات کو وہی دونوں شخص مجھے اس مباحثہ کی اور طوفان بے تمیزی اور مجادلہ کی خبر دے چکے تھے کہ ہرگز مت جانا۔ لوگوں کے تیور بدلے ہوئے ہیں اور وہ فساد پر آمادہ ہیں بحث ہونے کا بہانہ ہے وہ پتھر چھریاں لے کر مارنے کے لئے آمادہ ہیں

اور میں حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کرچکا تھا کہ ان لوگوں کا ایسا منصوبہ اور یہ ارادہ ہے آپ ہرگز تشریف نہ لے جاویں سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی بھی میرے ہمزبان تھے آخر کار حضرت اقدس علیہ السلام تشریف نہ لے گئے اور حکیم عبدالمجید خان صاحب اٹھ کر چلدیئے جن کے یہ ارادے ہوں اور حق کو سننا اور سمجھنا نہ چاہیں تو اس کا کیا علاج گلی گلی کوچہ کوچہ میں فساد اور قتل حضرت اقدس علیہ السلام کے مشورے تھے اور سب کی ایک زبان تھی کہ مرزا کی ایک نہ سنو اور یہ سب کارروائی یہودا اسکریوطی کی تھی کہ جس کا میں ذکر کرچکا ہوں حضرت شیخ محی الدین اکبر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ایک حدیث لکھی جس کو حضرت اقدس علیہ السلام نے معہ حوالہ کتاب اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب مسیح موعود آوے گا تو ایک عظیم الشان مجمع ہوگا۔ اس مجمع سے ایک شخص یعنی ایک مولوی اٹھ کر کہے گا کہ اس شخص نے دین کو خراب کردیا۔ اور شریعت کو بدل دیا اور وہ کفر کا فتویٰ دے گا۔ سو یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی الحمد للہ اس طور سے سچی ہوئی کہ دہلی میں عام مجمع میں اس محمد حسین بٹالوی نے علی الاعلان کہا کہ مرزا جھوٹا ہے اور اس نے دین کو برباد کردیا اور کافر ہے۔ اس حدیث سے بھی باشارۃ النص بٹالوی یہودا اسکریوطی ٹھہرا اور مجمع سے مراد دمشق کا مجمع ہے اس طور سے صاف اور صریح دہلی شہر دمشق ٹھہرا گھر گھر کتابیں کھلیں۔ قرآن شریف کھلے کہ کسی طرح کوئی بات ایسی مل جاوے کہ مسیح کی حیات ثابت ہو جاوے کوئی آخرگت کوئی اَحْوَالُ الْآخِرَۃِ کوئی ہزار مسئلہ پڑھ رہا ہے کوئی آثار محشر لوگوں کو دکھاتا پھرتا ہے مولوی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور شاباش دے رہے ہیں اور لوگوں کو حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت پر برانگیختہ کررہے ہیں ان کو یہ خبر نہیں کہ یہاں قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بخاری و مسلم جیسی عظیم الشان کتابوں کی چھان بین اور تنقید ہو رہی ہے۔ بچاری آخرگت اور ہزار مسئلہ کتاب کو کون پوچھتا ہے۔ کوئی تفسیر

حسینی کو سناتا پھرتا ہے یہ ان کو خبر نہیں کہ یہاں تفسیر کبیر وغیرہ کو کوئی نہیں دیکھتا لیکن سوائے پانچ سات راویوں کے کوئی ثقہ صادق عادل ایسا راوی نہیں جو مسیح کی حیات کو بیان کرتا ہے۔

لوگوں کو یہ بڑا دھوکا لگا ہوا ہے کہ ہر ایک کتاب میں جو پانچ سات راویوں کی روایت مکرر سہ کرر ہیر پھیر کر کے مسیح کی حیات میں بیان کی گئی ہں ان کو بڑے وثوق سے بیان کیا کہ بے شک جمہور اسی پر ہیں اور اجماع امت اسی پر ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے حالانکہ ان کل کتابوں میں یہی پانچ سات راوی ہیں جو ادنیٰ درجہ کے ہیں اور جو اعلیٰ درجہ اور عظیم الشان طبقہ کے علماء وفضلا ہیں ان میں سے ایک راوی حیات مسیح میں نہیں وہ سب وفات کی طرف گئے ہیں جیسے کل صحابہ کا اجماع آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت مسیح کی وفات پر ہوا اور پھر ائمہ اربعہ حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد جنبل اور ائمہ ستہ حدیث مثلاً بخاری ومسلم وغیرہ یہاں تک کہ صاحب مشکوٰۃ نے بھی کوئی حدیث صحیح تو الگ ضعیف بھی مسیح کی حیات میں نہیں لکھی اور جو بڑے عالم ہوئے انہوں نے بھی حیات کا انکار اور وفات کا اقرار کیا ہے چنانچہ میں اپنے رسالہ مسمّٰی سراج الحق حصہ سوم چہارم پنجم میں اس بات کو خوب مفصل ثابت کر چکا ہوں۔

پس حضرت اقدس علیہ السلام کا مجمع جہلا میں نہ جانا ان کی جھوٹی فتح کا نقارہ بج گیا ان کے پر افترا کارروائی کی نوبت گونج اٹھی لیکن پھر بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے اہل دہلی کا پیچھا نہ چھوڑا اور دو تین اشتہار شائع کئے اہل دہلی نے جب مشورہ کیا کہ ہمارا کیا کرایا منصوبہ جاتا رہے گا اور ہمارا سب کام بگڑ جاوے گا مرزا کے اشتہار چھپوانے بند کردو۔ تب سب کے مشورہ سے مطبع والوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کا اشتہار چھاپنا بالکل بند کردیا۔ اب بڑی مشکل پڑی۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام دعاؤں میں لگ گئے۔

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

ایک مولوی وہابی کی طرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا نکلا کہ غلام احمد غلام نبی غلام محمد۔غلام رسول وغیرہ نام رکھنا شرک میں داخل ہے فتح پور کے علما چونکہ حنفی تھے ان کو یہ برا معلوم ہوا اور ان کا ایک بڑا مولوی محمد عثمان نام کو اس سے بہت رنج پہنچا۔ اور اس نے ایک اشتہار اس اشتہار کے جواب میں شائع کیا کہ علماء اہلحدیث نے مرزا غلام احمد پر حملہ کیا ہے اور در اصل ہم سب مقلدین اور سنت جماعت پر حملہ کیا ہے کیونکہ ہمارے نام اس قسم کے ہیں اور ہم ان ناموں کو جائز رکھتے ہیں پھر مولوی محمد عثمان خفیہ طور سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک لمبا رقعہ لکھا منجملہ اس مضمون کے جو اس رقعہ میں تھا یہ بھی مضمون تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسی اپنی جان سے محبت رکھتا ہوں ان وہابی مولویوں نے بڑی شرارت کی ہے میں ان کے شریک نہیں ہوں۔گو میں آپ کو مسیح موعود نہیں مانتا۔ مگر میں آپ کی طرف ہوں آپ جو اشتہار وغیرہ چھپوانا چاہیں میری معرفت چھپوائیں میرا شاگرد کاپی نویس ہے اور عمدہ کاپی نویس ہے اس سے کاپی لکھوا دوں گا اور ایک اہل مطبع میرا شاگرد ہے میں اس مطبع میں چھپوا دوں گا سو آپ نے ایسا ہی کیا جب حضرت اقدس علیہ السلام کا اشتہار نکلا تو مولویوں کے کپڑوں میں پسو پڑ گئے دن کو چین نہ رات کو نیند اور یہ شعر ان کے مطابق ہوا

الا یا ایھا کلمیٹا کہ خون چوسید کمٹملا   کہ خواب آسان نمود اول ولے افتاد مشکل ہا

اور مشورہ کیا ہمارا ساختہ سب جاتا رہا پھر اشتہار مرزا کی طرف سے نکلنے لگا تو مولویوں نے وہ اشتہار جس میں غلام رسول غلام محمد نام ناجائز بتلائے تھے واپس لیا اور کہا کہ ہمارا قصور معاف کر دو لیکن مرزا کا اشتہار نہ نکلنے دو۔اب کیا تھا

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

پھر تو مولویوں میں پھوٹ پڑ گئی

ایک دن حضرت اقدس علیہ السلام نے جب دیکھا کہ یہ لوگ یوں تو باز نہیں آئیں گے نذیر حسین محدث دہلوی کو مقابلہ کے لئے نہیں نکلنے دیتے ایک اشتہار لکھا۔ اور شائع کیا منجملہ اور مضامین ایک یہ بھی مضمون تھا کہ فلاں روز ہم جامع مسجد دہلی (دمشق) میں بوقت عصر جاویں گے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو چاہئے کہ وہ بھی جامع مسجد میں آجاویں اگر بحث نہیں کرتے صرف اتنا کام تھوڑا سا کریں کہ میں پہلے آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے اپنے دعوے مسیح موعود اور مسیح ابن مریم کی نسبت بطور اتمام حجت سناؤں گا تاکہ کوئی یونہی ہلاک نہ ہوجائے اور جب میں سارا بیان سنا چکوں تو مولوی نذیر حسین مجمع عام میں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاجاویں اور قسم کی رو سے لکھ دیں کہ جو کچھ مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث نبویہ اور آیات قرآنیہ سے مسیح علیہ السلام کی نسبت استدلال کیا ہے یہ سب غلط ہے اور وفات مسیح اس سے ثابت نہیں ہوتی۔ اس قسم کے بعد ایک سال کا انتظار کریں اگر ایک سال میں مولوی نذیر حسین صاحب پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوا تو میں اپنی کتابوں کو تلف کردوں گا۔ جلادوں گا اور اپنے مسیح موعود کے دعوے سے رجوع کرلوں گا اور دست بردار ہوجاؤں گا اور جو مولوی نذیر حسین صاحب پر عذاب الٰہی نازل ہوا جو کاذبوں اور مفتریوں پر ہمیشہ آیا کرتا ہے تو میری صداقت عالم پر آشکارا ہوجاوے گی اور جو اس تاریخ کو جامع مسجد میں حاضر نہ ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اللہ اللہ کیا یہ تحدی یہ مردی یہ اولوالعزمی جھوٹے کو بارگاہ ایزدی سے مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس اشتہار کے شائع ہوتے ہی دہلی والوں میں کھلبلی مچ گئی اور ایک شور برپا ہوگیا اور مولوی نذیر حسین اور اس کے شاگردوں کے ہوش اڑ گئے کہ اب کیا کریں اور کس طرح اس سرخ موت کے پیالہ کو ٹلادیں۔ آخرکار یہ بات بنائی کہ مولوی نذیر حسین صاحب بڈھے ضعیف ہیں۔ مرزا صاحب نے دیکھ لیا کہ اب مرنے والے تو ہیں ہی چلو ایسا اشتہار دیدیا

مرجاویں گے ہماری بات بن جاوے گی ہمارا دعویٰ سرسبز ہو جاوے گا ہم ہرگز اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور نہ مولوی نذیر حسین صاحب یہ بات مان سکتے ہیں جہاں لوگ جھوٹے ہوتے ہیں وہاں سچے بھی تھوڑے بہت اور حق پسند نکل ہی آتے ہیں انہوں نے زور دیا کہ بے شک مولوی نذیر حسین صاحب قسم کھاویں سچ اور جھوٹ میں واقعی تمیز ہو جاوے گی۔ صدق وکذب میں یہ معیار بہت ہی عمدہ ہے اب اس بات کو کون روک سکے اب تو یہ بات لوگوں میں پھیل گئی اور لوگوں کو اس دن کا خیال ہو گیا لیکن جو اس بات کے مخالف تھے انہوں نے یہ التزام کیا کہ "مرزا کو مسجد میں ہی مار ڈالو۔ بلوہ عام میں کون پوچھتا ہے۔" جب وہ دن اور وہ وقت موعود آیا تو لوگ جوق در جوق جامع مسجد میں آنے لگے۔ یہاں تک کہ جامع مسجد لوگوں سے بھر گئی اور مخلوق کا ایک تار لگ گیا۔ اس روز صبح سے لوگ حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس یہ پیغام وقتاً فوقتاً لانے لگے کہ حضرت آپ جامع مسجد میں ہرگز نہ جاویں فساد ہو جاوے گا تکرار ہو گا خدانخواستہ آپ کو تکلیف پہنچے یا جان جائے کیا فائدہ وہاں جانے سے یہ لوگ پلول ملا کے آئے ہیں کہ مرزا جامع مسجد میں نہ جاوے تو بہت ہی اچھا ہو۔ حافظ محمد اکبر ایک شخص واعظ اس زمانہ میں خوش الحان تھا وہ بھی آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ جانے کو جائیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ لوگ دہلی کے آپ کے قتل کے درپے ہیں کسی کے ہاتھ میں چھریاں چاقو اور کسی کے ہاتھ اور دامن اور جیب میں نوکدار پتھر ہیں پتھر ایکدم برسیں گے اور پھر چھریاں چلیں گی۔ یہ بات حافظ محمد اکبر نے سچی اور نیک نیتی سے کہی تھی مگر حضرت اقدس علیہ السلام بار بار فرماتے تھے کہ کوئی پرواہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کافی ہے اللہ حافظنا و ناصرنا اب جانے سے رک نہیں سکتے کیونکہ ہم نے جو غیر حاضر پر لعنت لکھی ہے اس لعنت کے مورد ہم نہیں ہو سکتے۔

جامع مسجد دہلی اور ہجوم یہود

پس ظہر عصر کی نماز ظہر کے وقت جمع کی گئی اور دو یا تین بگھیاں کرایہ کی منگائی گئیں ایک بگھی میں حضرت اقدس علیہ السلام اور سید امیر علی شاہ صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب اور ایک صاحب اور۔ ایک بگھی میں میں اور غلام قادر فصیح اور محمد خان صاحب کپورتھلوی اور ایک شخص اور۔ تیسری میں حکیم فضل الدین صاحب اور کئی صاحب اور بیٹھ گئے اس وقت ہم بارہ شخص تھے جب ہم جامع مسجد کے دروازہ پر جنوب کی جانب پہنچے تو دیکھا کہ مسجد اور مسجد کی سیڑھیاں ڈٹاڈٹ لوگوں سے بھری ہوئی ہیں اور جیسا کہ اکثر اشخاص نے اور نیز حافظ محمد اکبر واعظ مرحوم نے بیان کیا تھا وہ مشاہدہ میں آگیا حضرت اقدس علیہ السلام آگے بلا خوف و خطر اور داہنی جانب میں اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور دونوں ہاتھ میں ہاتھ لئے اوپر چڑھے اور کوئی داہنے اور کوئی بائیں اور کوئی پیچھے بھلا ہم بارہ آدمیوں کی اتنے لوگوں میں کیا حقیقت تھی اور ایک مزدور کتابیں لئے ہمارے ساتھ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے تھے لوگوں کے تیور بدلے ہوئے آنکھیں سرخ و زرد جوشیلی چہروں پر خون گویا چھڑکا ہوا ہم سب جامع مسجد (منارہ شرقی دمشق) پر بیچ کی محراب میں جا بیٹھے حضرت اقدس علیہ السلام کی جیسی عادت خلوت میں جلوت میں ہمیشہ تھی جیسے کوئی نئی دلہن بیٹھی ہوتی ہے آنکھوں میں شرم جیسے کنواری نوجوان کی آنکھ میں حیا ہوتی ہے نہ آپ کسی طرف دیکھتے ہیں نہ کسی طرف متوجہ ہوتے نظر بر پشت پا دوختہ اور پاس مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے اور آگے کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا اور سامنے کی جانب یہ خاکسار اتنے عرصہ میں قریباً ایک سو سے زیادہ پولیس کے نوجوان اور ساتھ یورپین آفیسر یکایک آگئے اور ہمارا محاصرہ کرلیا۔ اور ہم کو اپنے حلقہ میں لے لیا میرے پاس اس وقت لباس فاخرہ چوغہ رنگین اور عمامہ رنگین شربتی تھا اور غرارہ کا پاجامہ۔ میرا قد چونکہ لمبا تھا اور لباس فاخرہ تھا راستہ میں بھی اور جامع

مسجد میں بھی یہی لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص مسیح موعود ہے۔ غلام قادر فصیح اور محمد خان صاحب اس بات کو سن کر بہت ہنستے اور میں بھی خوش ہوتا کہ کاش اگر یہ لوگ حملہ کریں تو مجھ پر کریں۔ اور آج میں حضرت اقدس علیہ السلام کے اوپر سے قربان ہو جاؤں اور شہادت کبریٰ کا درجہ پالوں۔ مگر حضرت اقدس علیہ السلام کو کوئی آسیب کوئی آزار کوئی تکلیف نہ پہنچے میں نے بعض لوگوں کے دامنوں میں پتھر دیکھے اور یقین کامل ہوگیا کہ آج مسیح ناصری والا دن ہے اور مولوی بڑے بڑے جبے اور عمامے باندھے اور لباس فاخرہ پہنے فریسیوں فقیہوں کی طرح اکڑ اکڑ کے چلتے پھرتے تھے۔ اور حضرت اقدس کا لباس سادہ ایک پاجامہ پنجابی سادی سوسی یا چارخانہ کا نیم ساق اور سادہ جوتا زری کا وہ بھی مدت کا پہنا ہوا پرانا سفید عمامہ سرپر۔ ایک چوغہ ایک کرتہ بس اللہ اللہ خیر صلہ اس سادگی پر بھی طرحداری اور نزاکت وغیرہ گوئے سبقت لے گئی تھی۔

اتفاق سے بہت لوگوں میں یہ چرچا ہوا کہ یہ لوگ کلمہ نہیں پڑھتے اور منکر کلمہ ہیں۔ اور بعض نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے اگر یہ کلمہ نہیں پڑھتے تو مسجد میں کیوں آتے اور قرآن شریف اور حدیثوں اور تفسیروں کی کتابیں ان کے پاس کیوں ہوتیں آخر ایک ضعیف العمر پیر صاحب آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ میاں صاحبزادہ صاحب وہ مجھ سے پہلے سے واقف تھے کہنے لگے تم لوگ کون ہو میں نے کہا ہم مسلمان ہیں پھر کہا کہ تمہارا مذہب کیا ہے میں نے کہا اسلام ہے پھر پوچھا کہ تمہارا طریق کیا ہے اس سے مطلب انکا شاید حنفی شافعی وغیرہ یا چشتی قادری وغیرہ یا مقلد غیر مقلد ہوگا میں نے کہا اسلام پھر دریافت کیا کہ تم کلمہ نہیں پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں پڑھتے ہیں انہوں نے کہا اگر کلمہ پڑھتے ہو تو پڑھ کر سناؤ میں نے پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اب وہ پیر صاحب لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے جنھوں نے یہ کہا تھا کہ یہ تو کلمہ طیب پڑھتے ہیں تم تو کہتے تھے نہیں پڑھتے بعض نے کہا ہم نے تو ایسا ہی سنا تھا اب کانوں سے سن لیا کہ پڑھتے ہیں مگر

مولویوں کے بہکائے ہوئے تھے کہا نہیں جی اس وقت زبان سے ڈر کے مارے کلمہ پڑھ دیا ہے ورنہ یہ لوگ نہیں پڑھتے پیر جی صاحب نے کہا دل چیر کر تم نے دیکھا ہوگا ہم تو ظاہری طور پر دیکھتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ تم نبیوں رسولوں ولیوں کو مانتے ہو میں نے کہا ہاں اگر نبیوں رسولوں اور ولیوں کو نہ مانتے تو حضرت اقدس علیہ السلام کو ولی اللہ اور مسیح موعود کیوں مانتے اس کے بعد ان سب میں نااتفاقی ہوگئی اور لڑنے جھگڑنے لگے لیکن جو انان پولیس نے جو وردی پہنے ہوئے کھڑے تھے انکو ہٹا دیا۔

اسی عرصہ میں مولوی نذیر حسین صاحب اور ساتھ ان کے مولوی محمد حسین اور مولوی عبد المجید وغیرہ علما آگئے اور مولوی نذیر حسین صاحب کو الگ ایک والان میں جا بٹھایا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے نہ لائے یہ ان کو خوف تھا کہ مبادا حق غالب آجاوے اور حضرت اقدس کا روئے منور دیکھ کر کوئی ایسی بات نہ کہدیں کہ جس سے ہمارا سارا کیا کرایا برباد ہو جاوے پھر عصر کی نماز ہوئی اور عصر کی جماعت کھڑی ہوئی۔ چونکہ ہم باجماعت نماز جمع کر کے پڑھ کے آئے تھے ہمیں کیا غرض تھی کہ شریک ہوں ان لوگوں نے چاہا کہ یہ نماز میں شریک ہوں تکبیر ہو چکی اور ہمارے شامل ہونے کا انتظار کیا کسی نے کہا آیئے نماز پڑھ لیجئے مولوی عبد الکریم صاحب نے فرمایا کہ ہم نماز جمع کر کے آئے ہیں غیر مقلد چونکہ جمع کرنے کو جائز رکھتے ہیں لیکن عام لوگ حنفی زیادہ تھے کہنے لگے کہ نماز جمع کرنے کے کیا معنے یہ کوئی رافضی ہیں اتنے میں ایک مولوی صاحب آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے چپکے آکر جھک کر کہا کہ اگرچہ آپ نماز پڑھ کر آئے ہو۔ پھر بھی شامل ہونا حدیثوں سے ثابت ہے۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہیں ہم باجماعت نماز پڑھ کر آئے ہیں پس ان سب لوگوں نے باجماعت نماز ادا کی لیکن مولوی نذیر حسین کو نماز میں بھی دور کھڑا کیا۔

ہیبت حق است صاحب دلق نیست

جب نماز ہو چکی پھر مولوی نذیر حسین کو مولویوں نے محاصرہ میں لے کر دالان میں جو دروازہ شمالی کی جانب تھا جہاں پہلے بٹھایا تھا جا بٹھایا مولوی محمد حسین بٹالوی تو استاد کے پاس حفاظت میں رہا لیکن مولوی عبدالمجید وغیرہ کئی مولوی آگئے اور افسر پولیس سے باتیں کرنے لگے ادھر سے غلام قادر نے خوب سوال وجواب کئے اور یہاں تک بولے کہ جہاں تک بولنے کا حق تھا۔ مولوی عبدالمجید نے افسر پولیس سے کہا کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور ہم تم کو ناحق پر جانتا ہے اور حضرت مسیح بن مریم کو جو ہم تم دونوں زندہ آسمان پر یقین کرتے ہیں یہ مردوں میں اور وفات شدوں میں جانتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ مسیح کی حیات و وفات میں مولوی نذیر حسین گفتگو کریں اور ہم کہتے ہیں کہ خاص ان کے دعوے مسیح موعود ہونے میں بحث کریں غلام قادر فصیح صاحب نے من جملہ اور باتوں کے افسر پولیس سے یہ کہا دیکھئے حضور جب تک عہدہ خالی نہ ہو تب تک کوئی اس کا ہرگز مستحق نہیں ہوتا۔ جب پہلے مسیح کی وفات وحیات پر گفتگو ہولے تب آپ کے مسیح موعود ہونے میں گفتگو ہو۔ ابھی تو یہ لوگ مسیحؑ کو زندہ سمجھتے ہیں۔ اگر حیات مسیح ثابت ہوگئی تو آپ کے دعویٰ مسیح موعود میں کلام کرنا عبث ہے۔ یہ دعویٰ خود باطل اور رد ہو جاوے گا اور جو مسیح کی وفات ثابت ہوگئی تو پھر آپ کے مسیح موعود میں بحث کرنا ضروری ہے کہ وہ آنے والا مسیح یہی ہے یا کوئی اور اس امت میں سے۔ افسر پولیس نے کہا کہ بے شک یہ بات صحیح ہے تم لوگ کیوں اس میں گفتگو اور بحث نہیں کر لیتے۔ وہ افسر تو اس بات پر جم گیا پھر قسم کے بارہ میں گفتگو ہوئی اس سے بھی ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا مولوی صاحب بڈھے ہیں ضعیف ہیں عمر رسیدہ ہیں ہم نہ قسم کھاویں اور نہ کھانے پر مولوی صاحب کو آمادہ کریں پھر محمد یوسف صاحب آنریری مجسٹریٹ نے کہا کہ آپ حضرت اپنا عقیدہ لکھ دیں لوگوں کو گمان ہے کہ آپ کا عقیدہ خلاف اسلام ہے۔

وہ آپ کا لکھا ہوا میں سب کو سنادوں گا چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھ دیا جو چھپا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے کسی اسلامی عقیدہ میں انکار نہیں لیکن مسیح علیہ السلام کی وفات پر یقین اور ایمان رکھتا ہوں جب حضرت اقدس علیہ السلام یہ لکھ چکے تو محمد یوسف صاحب نے چاہا کہ اس کو سنادیں مگر مولویوں نے جن کی نیت بد اور فساد کی تھی عبدالمجید وغیرہ نے سنانے نہ دیا اور لوگ زیادہ اشتعال میں آگئے اور لوگوں کی حالت غصہ اور مولویوں کے بہکانے سے دگرگوں ہوگئی اور غصہ سے لال پیلے ہوگئے افسر پولیس نے دیکھا کہ اب فساد ہوا چاہتا ہے اپنے ماتحت افسر سے انگریزی میں کہا کہ لوگوں کو منتشر کرد۔ لوگوں میں سخت اشتعال ہے تیور بدلے ہوئے ہیں پس افسر پولیس صاحب بہادر اور محمد یوسف صاحب نے پکار کر کہدیا کہ کوئی مباحثہ نہیں ہوگا سب صاحب چلے جاویں۔ حافظ محمد اکبر مرحوم ہمارے چاروں طرف حفاظت کے لئے پھرتے تھے پس سب لوگ تتر بتر منتشر ہوگئے اور مولوی نذیر حسین سب سے پہلے مع شاگردوں اور مولویوں کے چلدیئے کیونکہ وہ دروازہ کے قریب دالان میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس بات کو غنیمت جانا جان بچی لاکھوں پائے اور پھر حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے چلے اور تمام سپاہی نوجوان ہمارے ساتھ ساتھ حلقہ کئے ہوئے اور افسر پولیس حضرت اقدس علیہ السلام کے ہمراہ تھے جب ہم دروازہ شمالی پر آئے تو بگھیاں تلاش کیں کہ وہ کہاں ہیں۔ یعنی ان سے آنے جانے کا دو طرفہ کرایہ کیا گیا تھا اور کرایہ دے بھی دیا تھا لیکن لوگوں نے بگھی والوں کو خدا جانے کہاں چھپا دیا تھا۔ یا چلا دیا تھا یہ بھی ایک طریق ایذا کا نکالا اور سوائے ان بگھیوں کے کوئی یکہ اور بگھی تانگہ بھی نظر نہ پڑا۔ ان لوگوں نے اپنی کوشش سے تمام سواریاں مسجد کے قریب بھی نہ آنے دیں۔ پندرہ سولہ یا زیادہ منٹ ہم دروازہ پر سواری کے انتظار میں کھڑے رہے اور یکدم لوگوں نے بلوہ کا ارادہ کیا۔ افسر پولیس ہوشیار تھا اس

نے کہا کہ حضرت آپ میری بگھی میں بیٹھ کر جلدی مکان پر جائیں ان لوگوں کا ارادہ بد ہے پس حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی عبدالکریم صاحب دونوں اس بگھی میں بیٹھ کر تشریف لے گئے اور ہم سب پیدل بعد میں مکان پر گئے اور افسر پولیس نے کوچوان سے کہدیا تھا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو جلد بگھی کو پہنچانا جب حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو ہم باقی ماندہ لوگوں سے بہت سے اشخاص نے بحثا بحثی شروع کر کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی چونکہ وہ موقعہ بولنے کا نہ تھا اس لئے ہم خاموش ہو گئے جب تک حضرت اقدس علیہ السلام کو چھوڑ کر بگھی آئی تب تک افسر پولیس مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑے رہے اور جب ہم سب بخیر وعافیت روانہ ہوئے تو افسر کھڑے رہے اور لوگوں کو منتشر کرتے رہے ایک بات یہ بھی خیال کرنے کے قابل ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار شائع کیا کہ ہم جامع مسجد میں فلاں روز جائیں گے تو راستہ میں کئی بدبخت لوگ گھات میں بیٹھ گئے کہ بندوق کے فیر سے حضرت اقدس علیہ السلام پر وار کریں لیکن خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ جس راہ سے ہم کو جانا تھا بگھی والوں نے کہا کہ ہم اس راہ کو نہ جاویں گے گویا خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بگھی والوں کے دل میں ہماری مخالفت ڈالدی اور جب ہم بخیر وعافیت جامع مسجد میں جا پہنچے تو وہ اشخاص جو قتل کی نیت سے کمین گاہ میں کسی کوٹھے پر بیٹھے تھے اپنی ناکامی سے ہاتھ ملتے رہ گئے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کا قانون سچا نکلا۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ایک روز مولوی محمد احمد وغیرہ کئی مولویوں کو ساتھ لے کر آیا اور کہنے لگا کہ آپ کا دعویٰ اگر ولی اللہ ہونے کا ہوتا تو میں اول آمنا وصدقنا کہتا لیکن مسیح موعود کا دعویٰ کھٹکتا ہے یہ آپ چھوڑ دیں تو بس ساری دہلی آپ کے تابع ہے میں نے ایک کتاب ایک یورپین کی دیکھی اس میں لکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ

نے مستقل دعویٰ رسالت کاکیااس واسطہ عیسائی آپ پر ایمان لانے سے رک گئے۔ اگر بالواسطہ رسول بنتے اور مسیح کے تابعداروں میں سے ہوتے تو میں کیا کل عیسائی آپ پر ایمان لاتے بس اسی کے مطابق قول محمد احمد کا تھااس محمد احمد نے جو جو شرارتیں اور جو جو فساد کئے وہ محمد حسین بٹالوی کے شروفساد سے کم نہ تھے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ والوں کو یہاں تک بھی مشکل تھی کہ بازار سے کوئی چیز خرید کر لانا دشوار تھا ہر وقت آپ کے مکان کے سامنے بہت سے آدمیوں کا مجمع رہتا تھااوران کو ہنسی اور ٹھٹھے کے سوااور کچھ کام نہ تھا۔

ایک روز ایک شخص سفید ریش حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر آئے چونکہ آپ اوپر کے کمرہ میں تھے اور میں نیچے درمیانہ کمرہ میں تھا اول مجھ سے ملاقات ہوئی کہنے لگے کہ کیا آپ لوگ قیامت کے منکر ہیں میں نے کہا نہیں کون کہتا ہے اور ہمارے میں سے کس سے سنا ہے وہ بزرگ فرمانے لگے کہ یہ اشتہار کہتا ہے جو موجود ہے اس میں کتاب کا نام صفحہ سطر کا پتہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قیامت کوئی چیز نہیں میں نے کہا یہ اشتہار مخالفوں کا ہے اس کو سوائے ایسے بہتانوں کے کچھ اور کام ہی نہیں یہ اشتہار جھوٹا ہے اور سراسر افترا ہے وہ بزرگ بولے کہ اس اشتہار میں ازالہ اوہام کا نام لکھا ہے وہ منگواؤ دیکھیں تو سہی بھلا یہ مولوی ہیں ایسا صریح اور کھلم کھلا جھوٹ کیوں بولنے لگے میرے پاس ازالہ اوہام کتاب تھی اٹھا کر دیدی کہ اس اشتہار کے پتہ کے موافق آپ دیکھ لیں جہاں قیامت کا انکار لکھا ہے ان بزرگ نے وہ کتاب دیکھی اس پتہ ونشان پر جو اشتہار میں درج تھا دیکھا تو کہیں وہاں قیامت کا ذکر بھی نہیں تھا پھر وہ بزرگ کہنے لگے کہ شاید صفحہ وسطر میں کاتب کی غلطی ہو میں نے کہا اگر اس پر آپ کو شبہ ہو تو ساری کتاب کو دیکھ جایئے سوانہوں نے نصف کتاب تو اسی وقت دیکھ لی اور پھر کہا کہ مجھ کو یہ کتاب دیدیں میں گھر پر دیکھوں گا مجھے تو یہ خواہش

تھی کہ کسی طرح یہ تمام کتاب پڑھ لے بس وہ کتاب لے گئے اور دوسرے دن مشتہر کو گالیاں دیتے ہوئے آئے اور کہا کہ اب مجھ کو یقین ہوگیا کہ یہ مولوی جھوٹے ہیں۔

ایک روز دہلی والے شرارت کی راہ سے حضرت اقدس علیہ السلام پر یورش کر کے کئی سو آدمی آگئے چونکہ دروازہ زینہ کا تنگ تھا اس لئے ایک ایک کر کے چڑھنے لگے اتنے میں سید امیر علی شاہ صاحب آگئے انہوں نے نہ آنے دیا وہ لوگ زور سے گھسنے لگے مگر شاہ صاحب ایک قوی الجثہ تھے ان کے زور کو ان دہلی والوں کا زور کب پہنچ سکتا ہے ایک ہی دھکے میں سب ایک دوسرے پر گر پڑے اور فرار ہوگئے اور سوائے گالیاں دینے اور ٹھٹھا بازی کرنے کے اور کچھ نہ کر سکے۔

ایک روز ایک نامراد بدبخت ہیرہ شاہ مرحوم کا بیٹا رحیم بخش فقیر آگیا چونکہ میں ہیرہ شاہ کو جانتا تھا کہ وہ نہایت نیک بخت اور صالح آدمی تھا مگر وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے سے پیشتر گذر چکا تھا اور یہ رحیم بخش بھی مجھ کو جانتا تھا میرے پاس آگیا اور کہنے لگا اجی حضرت آپ کہاں۔میں نے کہا میں یہیں ہوں کہنے لگا تم بزرگ بزرگوں کی اولاد مرزاجی سے کیسے معتقد ہوگئے میں نے کہا بزرگ را بزرگ وولی راولی ے شناسد کہنے لگا کہ آپ نے مرزا صاحب کو کیسے بزرگ جانا میں نے کہا اسی طرح جانا کہ جس طرح تم نے مجھے بزرگ اور میرے آباء واجداد کو بزرگ مانا کہنے لگا آپ کے بزرگوں نے تو کرامتیں دکھائی ہیں میں نے کہا حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی کرامتیں دکھلائی ہیں کہنے لگا ایسی کرامتیں تو میں بھی دکھا سکتا ہوں میں نے کہا دکھاؤ یہ کہہ کر میں نے ایک زور سے اس کے منہ پر طمانچہ مارا کہ اس کا منہ پھر گیا میں نے کہا اب کرامت دکھاؤ پھر میں نے دوسرا تھپڑ اٹھایا بس پناہ مانگنے لگا اور توبہ کرنے لگا بعض طبائع ایسی ہی ہوتی ہیں کہ وہ بغیر زدو کوب مانتی نہیں یہی فلاسفی آنحضرت ﷺ کے جہاد کی تھی فافہم۔

المدعاء مولوی محمد بشیر سے شاید پانچ پانچ پرچوں کی شرط ٹھہری تھی کہ طرفین کے پانچ پانچ پرچے ہو جاویں لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے تین پرچوں پر بحث ختم کر دی۔ اس واسطے کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے دیکھا کہ نئی کوئی دلیل مولوی صاحب کے پاس نہیں ہے بار بار اسی ایک بات کا اعادہ ہوتا ہے سوائے تضیع اوقات اور کچھ نتیجہ نہ تھا مولوی محمد بشیر اور مجدد علی خان نے بڑا غل مچایا کہ خلاف معاہدہ ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل ہی نہیں رہی تو پھر خواہ مخواہ تحریر بڑھانا کیا فائدہ دیتا ہے لوگوں کو حق و باطل کے سمجھنے میں یہی تحریریں کافی ہیں۔

دہلی میں ایک جلسہ ہوا اور بہت سے مولویوں نے محمد حسین بٹالوی کو دبایا کہ تم نے جو مرزا صاحب سے لدھیانہ میں مباحثہ کیا ہے اس میں تم نے کیا کیا اور کیا کر کے دکھایا۔ اصل بحث تو کچھ بھی نہ ہوئی بٹالوی نے جواب دیا کہ اصل بحث کس طرح کرتا اس کا پتہ ہی نہیں قرآن شریف میں مسیح کی حیات رفع علی السماء کا کوئی ذکر نہیں حدیثوں سے صرف نزول ثابت ہوتا ہے میں حدیثوں پر مرزا صاحب کو لاتا ہوں اور وہ مجھے قرآن کی طرف لے جاتے تھے پھر ان مولویوں نے کہا کہ مرزا صاحب نے تو بحث چھاپ دی تم نے اب تک کیوں نہ چھاپی۔ بٹالوی نے کہا کہ اشاعت السنہ میں چھاپوں گا مولویوں نے کہا کہ تیرا اشاعت السنہ پڑے بھاڑ میں الگ اس بحث کو مکمل کر کے چھپوانا تھا تو شور تو اتنا کرتا ہے اور ہوتا تجھ سے کچھ نہیں۔ مولویوں نے اس کو بہت ہی شرمندہ کیا لیکن کسی کا مقولہ ہے۔

شرم چہ کنی مست کہ پیش مرداں باید

اس مباحثہ کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے چلنے کی تیاری کی اور بگھیاں منگوائیں اور اسٹیشن پر تشریف لے گئے سوار ہوتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے خلاف عادت مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اب تم جاؤ پھر

جلدی قادیان آنا۔ ہمارا جی نہیں چاہتا کہ تم کو چھوڑ کر ہم چلے جائیں اللہ کے حوالے فی امان اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جس وقت حضرت اقدس علیہ السلام نے قادیان شریف جانے کی تیاری کی اور نماز عشاء کی پڑھنے لگے تو ابھی ہم نے نیت نہیں باندھی تھی کہ حاجی حکیم اللہ بندہ جیند سے آگئے اور وہ نماز میں شامل ہو گئے بعد سلام کے کہا کہ آج مجھے تین روز دہلی آئے ہوئے ہو گئے مجھے یہاں آنے کا موقعہ نہ ملا اور نہ لوگوں نے آنے دیا اور کہا کہ وہ تو کافر ہے تو بھی کافر ہو گا۔ آج اتفاق سے میں نے آپ کو دیکھ لیا تو میں دوڑ کر آگیا مجھے حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کرا دو میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت یہ حاجی حکیم اللہ بندہ ساٹھ کوس جیند سے آیا ہے اور لوگوں نے آنے نہ دیا۔ یہ میرا واقف کار ہے اس کے بیوی اور بچے مجھ سے مرید ہیں لیکن یہ اور شخص سے مرید تھا اب آپ سے بیعت کرنی چاہتا ہے آپ نے فرمایا اب تو ہم چلتے ہیں پھر میں نے عرض کیا کہ چلتے بھی دیر لگے گی آپ ان کو بیعت ہی کر لیجئے (اور یہ وہی شخص حکیم اللہ بندہ حاجی ہے جس کا ذکر یوسف علی مرحوم کے ذکر کے ساتھ آچکا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا اچھا بلاؤ میں نے کہا کہ حکیم صاحب آؤ اور بیعت کرو حکیم جی آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا دیا تو حاجی حکیم اللہ بندہ نے ہاتھ نہ بڑھایا اور عرض کیا کہ حضرت پہلے میری عرض سن لیں فرمایا کہو عرض کیا کہ شہر جیند سکھوں کی ریاست اور ملک ہے وہاں کئی صدیوں سے اذان نہیں ہوتی۔ اور جو کوئی اذان اتفاق سے کہہ دے تو پچیس روپیہ جرمانہ ہوتا ہے آپ یہ دعا کریں کہ وہاں اذان ہونے لگے یہ آپ کا بڑا بھاری نشان ہے تب تو میں بیعت کرلوں ورنہ نہیں سبحان اللہ وہ کیا وقت مبارک تھا فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اذان ہو گی اور خوب ہو گی آؤ بیعت کر لو۔ حاجی صاحب نے ہاتھ بڑھا کر اور ہاتھ دیکر بیعت کی اور بہت رویا اور کہنے لگا کہ مجھ سے گستاخی تو ہوئی لیکن دین کے

کام میں اس نفس کا اس میں کوئی دخل نہ تھا خدا کی قدرت کے قربان خدا جانے آپ نے کس درد سے یا الہام ووحی سے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے چند سال کے بعد ریل جاری کرائی اور ریل والے اذان کہنے لگے اور اب خود رئیس نے عام اجازت دیدی کہ مسلمان کھلم کھلا اذان مسجدوں میں کہیں کوئی روک ٹوک نہیں اس پر ہندو اور برہمنوں نے غل مچایا کہ یہ پوتر اور دہرم دھرتی ہے اس میں کبھی اذان ہوئی ہی نہیں آپ کیوں اجازت دیتے ہیں مگر رئیس نے ان کا کہنا نہ مانا اور عام اجازت اذان کی دے دی سو دے دی بلکہ دفتر میں بھی لکھا گیا۔

بشیر سہسوانی کا نشان

اب میں مولوی محمد بشیر کا حال لکھتا ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ دوران بحث میں شیخ نصیر الدین دہلوی مرحوم مولوی محمد بشیر صاحب سے ملنے گیا تو وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے پرچے کا جواب لکھ رہے تھے شیخ صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب مرزا صاحب کا جواب سنبھل کر لکھنا وہ بھی فاضل عالم ہیں مولوی محمد بشیر نے کہا کہ درحقیقت مرزا صاحب کا جواب لکھنا بہت ہی مشکل ہے لوگوں نے مجھ کو پھنسا دیا مجھے تو جواب لکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ جب بحث مولوی صاحب اور حضرت اقدس علیہ السلام میں ختم ہو چکی تو بھوپال میں جاکر مولوی صاحب نے بڑا غل مچایا کہ میں فتح کر کے آیا ہوں اور خاص کر حضرت مولانا سید محمد احسن رضی اللہ عنہ صاحب فاضل امروہی سے بیان کیا کیونکہ اس وقت تک حضرت فاضل امروہی بھوپال میں ہی تشریف رکھتے تھے اور وہیں ملازم تھے۔

اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی قدرت کا یہاں اب جلوہ دیکھنا چاہئے ابھی اس بحث پر چند روز گذرے تھے کہ ایک شخص شاید احمد علی نام تھا وہ بھوپال میں آیا کچھ لوگ اس کے معتقد ہوئے اور مولوی محمد بشیر بھی تقدیر الٰہی سے ایک روز اس کے پاس گئے اور جاتے ہی معتقد ہو گئے۔ اور ذلت کے سامان مہیا ہونے لگے۔ اور اس شخص کی بیعت اختیار کی اور گنے دنوں میں بیعت کے بعد ایک اشتہار اس

مضمون کا شائع کیا۔ کہ اس چودھویں صدی کا مجدد یہی شخص ہے اور بزرگ اور باخدا ایسے ہوا کرتے ہیں میں نے صدق دل کے ساتھ اس بزرگ خدا رسیدہ سے بیعت کی ہے میں بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ لوگوں کو چاہئے ان سے مرید ہوں اور میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی بڑی لذت حاصل ہوئی۔ تمام عمر میں یہ لذت اور سرور حاصل نہ ہوا تھا ہزاروں اشتہار جابجا تمام ہندو پنجاب میں تقسیم کئے اور قریباً تین سو چار سو اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے کہ آپ ان کو اپنے مریدین میں تقسیم کریں اور ساتھ ہی ایک خط بھی لکھا کہ آپ اس بزرگ سے تعلق پیدا کریں اور مرید بھی ہوں تاکہ آپ کو معرفت ولذت و سرور حاصل ہو اور تا آپ کو معلوم ہو جاوے کہ ولی اللہ اور مجدد کی یہ شان ہوتی ہے اور وہ ایسے ہوا کرتے ہیں مولوی صاحب کا مطلب اس سے یہ تھا کہ مدعی ست گواہ چست۔ آپ تو وہ شخص نہیں نہیں کرے۔ اور مرید اس کو جو چاہیں سو کہیں وہ خدا رسیدہ نہیں ہوتے جو آپ اپنی زبان سے کہیں مولوی صاحب سنت اللہ سے ناواقف وہ منہاج نبوت کو کیا جانیں۔

اب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی دوسری قدرت کا تماشہ دیکھنا چاہئے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا جو یعنی ایک ماہ کے پورا ہونے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ مولوی محمد بشیر صاحب کا دوسرا اشتہار نکلا اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ شخص جس سے میں نے بیعت کی تھی بڑا بدمعاش زانی اور اغلام باز ہے میں دھوکے میں آگیا اور اب میں نے اس کی بیعت توڑ دی ہے کیونکہ یہ شریر اور دھوکہ باز ہے اس کے پھندے اور داؤ میں کوئی نہ آوے اور یہ دوسرا اشتہار پہلے اشتہار سے بھی زیادہ شائع کیا اور یہاں تک نوبت پہنچائی کہ جہاں جہاں وہ محمد علی جاتا تھا وہیں وہیں مولوی بشیر کے آدمی بھی اشتہار تقسیم کرتے پھرتے تھے اور کئی سو اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھی ڈاک میں تقسیم کے لئے بھیجے یوں اپنے

ہاتھ سے اپنی ذلت کے سامان بہم پہنچائے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بھی اپنی کتاب میں اس نشان کو جو مولوی بشیر کی ذلت اور آپ کی عزت کا باعث ہوا لکھ دیں۔

فرمایا: اس سے زیادہ ہم کیا لکھیں گے جو وہ آپ مولوی صاحب لکھ رہے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تیسری قدرت کا ظہور دیکھنا چاہئے کچھ سال نہیں گذرے تھے جو مولوی محمد بشیر مفتی بھوپال رئیس بھوپال کی طرف سے تھا اس عہدے سے برطرف ہو کر ذلیل و خوار ہوا اور بھوپال سے نکالا گیا عتاب سرکار میں جو دراصل سخت عتاب الٰہی تھا گرفتار ہوا سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تھی وہ ضبط ہوئی اور پنشن بھی ساتھ ہی گئی۔ اس کا کوئی استحقاق نہ رہا۔

مولوی بشیر پا بدست دگرے دست بدست دگرے فرار ہو کر دہلی آئے دہلی میں کچھ غیر مقلدوں نے چندہ کے طور پر ۴۰-۵۰ روپیہ دیا۔

اب اللہ عزوجل کی چوتھی قدرت کی جلوہ نمائی کے قربان تھوڑی مدت دہلی میں رہے اور طاعون سے مرگئے۔ ان کی بیوی نے ایک شخص سے نکاح کرلیا مگر وہ دکھ درد رنج و غم میں رہی کسی نوع کا آرام و چین نہ دیکھا پھر اس کے بعد خود نکلی یا نکالی گئی اور کسی نے اس پر رحم و ترس نہ کھایا۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت بہر جاکہ شد ہیچ عزت نیافت

اب اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی کے قہر و غضب کا پانچواں نشان دیکھو کہ مولوی بشیر کے ایک لڑکا تھا وہ دیوانہ پاگل ہوا وہ بھی خدائی خوار کس مپرسی کی حالت میں کہاں سے کہاں نکل کر بے نام و نشان مرگیا صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ لَا یَخَافُ عُقْبٰھَا اللہ تعالیٰ بدبخت شقی کی ذلت و خواری ہی نہیں کرتا بلکہ اس کی اولاد اور بیوی وغیرہ کی بھی پرواہ نہیں کرتا' اور ان کو ذلیل و خوار کردیتا ہے کیوں اس لئے کہ نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْھَا وَ مَا خَلْفَھَا وَ مَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ یہ پانچ نشان اللہ

تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے مدمقابل مولوی بشیر کو دکھلائے جو ظاہر میں اور اندرونی طور سے جو اس نے ذلت دیکھی ہوگی وہی خوب جانتا ہوگا۔

یہ واقعہ پورا حضرت فاضل امروہی مولانا سید محمد احسن صاحب کو اور ماورا آپ کے ہزاروں آدمیوں کو خوب معلوم ہے اور یہ کوئی پوشیدہ امر نہیں ہے افسوس ہے کہ وہ دونوں اشتہار مولوی بشیر کے مجھ سے گم ہو گئے اگر کسی صاحب کو مل سکیں تو ضرور تلاش کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر درج سفرنامہ کئے جائیں گے میں نے جو کچھ لکھا ہے دونوں اشتہاروں کا خلاصہ لکھا ہے۔

پھر یہ خاکسار سرسادہ سے کرنال کو مقدمہ کی پیروی کے لئے روانہ ہوا بیچ میں انبالہ پڑتا تھا جناب چودھری رستم علی خان ؓ کے مکان پر پہنچا چونکہ وہ وہاں بعہدہ کورٹ انسپکٹر مامور تھے میری خبر سن کر احباب انبالہ تشریف لائے اور غیر احمدیوں سے بھی ملاقات ہوئی بہت سے لوگوں نے وعظ کے لئے جن میں غیر احمدی زیادہ تھے فرمایا میں نے منظور کر لیا' شہر میں باقاعدہ محفل وعظ کی تیاری کی۔ رات کو دو تین گھنٹے وعظ کہا گیا۔ سب محظوظ و مسرور ہوئے۔ بعد وعظ سب نے کہا کہ وعظ تو ٹھیک ہوا اور جو اللہ و رسول کا فرمودہ ہے۔ اس کے مطابق ہوا لیکن جو ہمارا مقصد و مطلب تھا اور جس غرض کے لئے ہم سب جمع ہوئے وہ بیان نہیں ہوا اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کیا کہتے ہیں میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب یہی کہتے ہیں جو اس وقت میں نے بیان کیا۔

انہوں نے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے مگر حضرت مرزا صاحب کا نام لے کر بیان کرو کہ وہ یہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا پھر کل اور مجلس وعظ مقرر کرو تو یہ بھی حسب منشا تمہارے بیان کیا جاوے۔ دوسرے روز انہوں نے پھر مجلس وعظ کا اعلان کیا تو لوگ اول دن سے زیادہ جمع ہوئے ' یقیناً پانسو چھ سو آدمیوں سے زیادہ لوگ ہوں گے۔

میں نے مختصر مختصر اور بعض جگہ تفصیل سے بیان کیا تو بعد وعظ دو شخص

ضعیف العمر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ بس ہم نے خوب معلوم کرلیا کہ حضرت مرزا صاحب حق کہتے ہیں صرف نام کا فرق ہے جیسے کوئی چشتی یا کوئی قادری کوئی سہروردی اب کوئی احمدی قادیانی کہہ لے۔

پھر میں کرنال پہنچا کرنال ہمارے مقدمہ کی تاریخ تھی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ ہزاروں لاکھوں آدمی ہیں اور عید کی نماز کے واسطے عید گاہ میں جاتے ہیں پس عید کی نماز آپ نے پڑھائی میں بھی اس میں شامل ہوں بعد نماز عید حضرت اقدس علیہ السلام معہ چند شخصوں کے ہمارے مکان پر آئے پھر آنکھ کھل گئی یہ خواب میں نے اپنے بڑے برادر شاہ خلیل الرحمٰن صاحب نعمانی جمالی کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم مقدمہ ضرور جیت جائیں گے سو ایسا ہی ہوا کہ خدا نے ہم کو فتح دی اور مقدمہ ہمارے حق میں ہوا۔

پھر میں سرسادہ آیا تو میرا لڑکا فرقان الرحمٰن بیمار ہوگیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسکی زندگی کے آثار باقی نہ رہے اور وہ اسی حالت میں فوت ہوگیا چونکہ سرسادہ ایک ایسی کوردہ بستی ہے اور جاہلوں کی کہ سوائے دنیا کے دین کا کوئی ذکر ہی نہیں جنازہ پر بھی کوئی ساتھ نہ گیا اور جو ایک دو آدمی لحاظ میں گئے بھی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ اور وہ خود ہی نماز نہیں پڑھتے جنازہ کی کیا نماز پڑھیں گے اس سے پہلے ایک واقعہ ایسا گذرا ہمارے محلہ میں ایک غیر احمدی مرگیا اور نمبردار تھا مگر وہ بے نماز تھا میں بھی اس کے جنازہ پر گیا اس کے رشتہ دار چونکہ نماز نہیں پڑھتے تھے وہ الگ کھڑے ہوگئے اور مجھے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ میں نے نماز پڑھانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ خود بے نماز تھا جب یہ نماز کو پسند نہ کرتا تھا اور خود نہیں پڑھتا تھا تو ہم کیوں ایسا کام کریں کہ اس کے ناپسند کام کو اس کے جنازہ پر کریں علاوہ اس کے یہ احمدی نہیں تھا۔ تیسری بات یہ کہ تم لوگ جو اس کے خاص رشتہ دار ہو تم تو الگ ہوگئے۔ اور ہمیں کہتے ہو کہ نماز پڑھاؤ ہم کوئی مزدور

ہیں تم کو غرض ہے تو خود پڑھ لو اس پر وہ چڑ گئے اور اپنے امام کو مسجد میں سے بلا لائے اس نے صرف دو آدمیوں سے نماز پڑھائی شاید کوئی ایک منٹ میں ختم کردی تھی۔ اس پر وہ اشخاص مجھ سے بہت ناراض ہوئے مگر وہ کر کیا سکتے تھے۔ بس ان کا اتنا بس چلا کہ وہ میرے لڑکے کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے اور میں نے بھی کہدیا کہ اگر کسی کا ارادہ نماز کا ہو تو وہ تکلیف نہ کرے کیونکہ ہم اپنے احمدیوں کے جنازہ پر سوائے احمدی کے دوسرے کو پسند نہیں کرتے خواہ وہ امام خواہ وہ ہمارا مقتدی کیوں نہ ہو۔ پھر میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آپ ہمارے لئے صبر کی دعا کریں اور جنازہ غائب پڑھیں کہ میرا لڑکا فرقان الرحمٰن فوت ہو گیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں یہ صحیفہ مبارک لکھا اور وہ یہ ہے ۱۳ اگست ۷ ء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کا عنایت نامہ جو غم اور مصیبت کے صدمہ سے بھرا ہوا تھا مجھ کو ملا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ چونکہ خدا تعالیٰ جبکہ کوئی مصیبت نازل کرتا ہے تو بعد اس کے کوئی راحت بھی پہنچاتا ہے اس لئے اس کے رحم اور کرم سے کسی حالت میں نومید نہیں ہونا چاہئے اور ساتھ ہی توبہ اور استغفار بہت کرنا چاہئے کیونکہ بعض مصائب بعض گناہوں کے سبب سے بھی ظہور میں آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے چاہے تو ایک بیٹے کی جگہ دس بیٹے دیدے وہ سب کچھ کر سکتا ہے آپ کی نومیدی کی عمر نہیں ہے ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ نوے برس تک جن کی عمر تھی ان کے لڑکے پیدا ہو گئے اور ساتھ ہی پینسٹھ برس تک عورتوں کے بھی اولاد ہو سکتی ہے۔

ہاں جب یہ خیال آتا ہے کہ کس قدر فرقان الرحمٰن کی پرورش

کے لئے آپ نے محنت اٹھائی تھی اور کیا کچھ امنگ اور آرزوئیں تھیں تو دل پر صدمہ پہنچتا ہے لیکن ایسی مصیبتیں ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہیں خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے آخر میں راہ کو پالیتے ہیں میرے ہمیشہ خیال میں رہا ہے کہ یہ سفرہی منحوس تھا آپ کو ایسے لوگوں سے تعلقات کرنے پڑے جو سچائی اور راستبازی کے دشمن ہیں اور ہر ایک مکر اور فریب کو حلال سمجھتے ہیں انسان کا قاعدہ ہے کہ تعلق ہونے کے بعد کئی ٹھوکروں میں مبتلا ہو جاتا ہے سو میں اسی لئے ڈرتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے ایک سرزنش نہ ہو پاکوں اور مقدسوں کو بھی کبھی مصیبت آجاتی ہے۔

جیسا لکھا ہے کہ آنحضرتﷺ کے گیارہ لڑکے مرگئے مگر ساتھ اس کے صبر جمیل تھا کوئی جزع فزع نہ تھا اسی واسطہ لکھا ہے کہ مصیبت دو قسم کی ہے (۱) ایک ترقی درجات کی مصیبت جو نبیوں اور تمام راستبازوں پر آتی ہے۔ (۲) اور دوسری جزاء سئیات کی مصیبت جو انسان پر گناہ اور غفلت کی حالت میں آتی ہے۔ اور غم کے ساتھ دیوانہ بنادیتی ہے۔ بہرحال توبہ اور استغفار کے ساتھ وہ مصیبت جاتی رہتی ہے اور خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کرتا ہے خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے بجز خدا کی طرف جھکنے کے کوئی چارہ نہیں دنیا کی زندگی کئی قسم کی تلخیوں سے بھری ہوئی ہے مگر جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اور مکر اور فریب کی تمام شاخیں اپنے اندر سے باہر نکالدیتا ہے خدا کی رحمت کا اس پر سایہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ آگ میں سے اس کو نکال لیتا ہے بجز خدا کے کوئی کسی کا ساتھی نہیں جو خدا کی طرف آتے ہیں وہ اس کی رحمتوں کے امیدوار ہو جاتے ہیں اس کی دلوں پر نظر ہے نہ زبانوں پر ہمیں آپ کے فرزند کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت

صدمہ ہوا خدا تعالیٰ اس کا بدل عطا کرے آمین گھر میں میرے اور ان کی والدہ بھی یہ خبر سن کر نہایت غمگین ہوئیں اور ان کو بہت صدمہ پہنچا اور روتی رہیں مگر قضاء قدر الٰہی سے کیا چارہ ہے ہمارا تو یہی تجربہ ہے کہ کچھ اپنا ہی گناہ ہوتا ہے جب فوق الطاقت قہر الٰہی نازل ہوجاتا ہے ورنہ وہ تو بڑا کریم و رحیم ہے اس کی رحمتیں بے انتہا ہیں وہ جو اس کی طرف سچے دل سے جھکتے ہیں وہ فوق الطاقت صدموں سے انہیں بچا لیتا ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

میری بیوی نے لڑکے کے مرنے پر صبر دکھلایا کہ سوائے دو چار آنسو نکالنے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے کسی قسم کا جزع فزع یا عورتوں کی سی کسی قسم کی حرکت خلاف شرع شریف اور تعلیم حضرت اقدس علیہ السلام نہیں کی۔ میری دونوں لڑکیاں ساجدہ اور قانتہ صرف آنسوؤں سے روتی رہیں بعض عورتیں اس قسم کی آئیں کہ انہوں نے چلانا شروع کیا اور جاہلیت کی رسموں کو ادا کرنا چاہا تو میری بیوی نے روک دیا تو وہ نہایت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں ہم تمہارے ہاں کبھی نہیں آئیں گے تم قادیانی ہو کر بگڑ گئے اسی واسطہ یہ لڑکا مرگیا پس چلی گئیں بعض ان میں ہمارے خاص رشتہ دار سیدانیاں اور شیخ زادیاں بھی تھیں ہاں یہ بات لکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس نامہ مبارک میں یہ جملہ کہا ہے۔

"کہ میرے ہمیشہ خیال میں رہا ہے کہ یہ سفر ہی منحوس تھا۔ آپ کو ایسے لوگوں سے تعلقات کرنے پڑے جو سچائی اور راستبازی کے دشمن ہیں اور ہر ایک مکر اور فریب کو حلال سمجھتے ہیں انسان کا قاعدہ ہے کہ تعلق ہونے کے بعد کئی ٹھوکروں میں مبتلا ہوجاتا ہے سو میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے ایک سرزنش نہ ہو"۔

یہ واقعی حضرت اقدس علیہ السلام نے بہت ہی درست لکھا ہے معلوم ہوتا

ہے کہ آپ کو کشفی رنگ میں معلوم ہو گیا یا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو بتلا دیا ہو گا۔

بات دراصل یہ ہوئی کہ میں جو سرسادہ آیا تھا تو چند روز کے بعد ہمارے والد ماجد حضرت شاہ حبیب الرحمٰن صاحب کے عرس آ گئے اور یہ عرس میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب کیا کرتے ہیں اس عرس میں علاوہ اور باتوں کے ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ مریدین حاضرین عرس اپنے امور حل مشکلات کے لئے ایک نذر مانا کرتے ہیں اور وہ نذر یہ ہوتی ہے کہ جو ہمارا یہ کام ہو گیا تو ہم اب کے غلاف چڑھائیں گے۔ پس اس سال کئی آدمیوں نے غلاف چڑھائے اور غلاف کے لئے الگ غزلیں مقرر ہوتی ہیں وہ ہمارے برادر کے مکان سے غلاف اٹھتا ہے اور اس وقت بڑی دھوم ہوتی ہے اور باری باری سب لوگ اس کو ایک طشت میں رکھ کر خانقاہ پر لے جاتے ہیں اور راستہ میں قوالی ہوتی جاتی ہے اور صوفیوں کو حال ہوتا ہے اسی طرح سے خانقاہ تک جو دو فرلانگ کا میدان ہے لے جا کر قبر پر غلاف چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور روپیہ بھی ہوتے ہیں میں تو اس روز بیمار تھا اور میری بیوی ہمارے بھائی کے رعب میں آکر خاموش ہو گئی۔ ہمارے بھائی نے میرے لڑکے فرقان الرحمٰن کے سر پر وہ غلاف رکھا اور پھر لے گئے یہ بات تھی جس کو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے خط مبارک میں یاد دلایا ہے۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بہت رنج تھی اور اس بات کی بہت خواہش رکھتے تھے کہ لوگ تمام بدعات و خرافات اور منہیات سے پرہیز کریں گو کسی سے زبان سے نہ کہتے لیکن دعائیں بہت کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے حال کو دیکھتے رہتے تھے۔

حضرت اقدس کی دعاؤں کی برکت سے مقدمہ تو فتح ہو گیا اور لڑکا میرا فوت ہو گیا پھر میں سرسادہ سے قادیان کو چل دیا۔ اور اس طرح سے چلا کہ سرسادہ سے

میرٹھ اور میرٹھ سے دہلی اور دہلی سے جیند ہو کر پھر بھٹنڈہ لاہور کو ہوتا ہوا دار الامان پہنچ جاؤں گا ادھر میری بیوی چونکہ کمزور تھی اور پھر لڑکے کا غم اور اس پر صبر واستقلال کچھ جنون کے آثار نمودار ہوئے میں نے سمجھا کہ سفر میں طبیعت بہل جائے گی اور درست ہو جائے گی پس میں میرٹھ آیا اور جناب برادر مکرم شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار احمدی کے مکان پر فروکش ہوا۔ انہوں نے بہت کچھ خاطر تواضع کی۔ اور انکی عورتوں نے عورتوں کی خاطر کری پھر چار روز ٹھہر کر میں دہلی آیا۔ اور دہلی میں ایک رات ٹھہر کر جیند کو چل دیا۔ جیند میں دو تین روز ٹھہرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہاں ایک مہینہ لگ گیا یہاں کے اکثر لوگ ہمارے خاندان کے خاص کر مجھ سے مرید ہیں وہ مجھ سے تو ہمیشہ ملتے رہتے ہیں لیکن حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منکر ہیں سامنے کچھ نہیں بول سکتے۔ پیچھے سب کچھ جو ان کے جی میں آتا ہے کہہ لیتے ہیں۔

یہاں ایک مولوی محمد یوسف آہنگر ہے وہ مجھ سے ہمیشہ سے عداوت رکھتا ہے اور اب بھی عداوت رکھتا ہے جب سامنے آتا ہے تو کچھ نہیں بولتا۔ لیکن ہمیشہ کفر کا فتویٰ ہی دیتا رہتا ہے اور کہیں دہلی سے اور کہیں لاہور سے خواہ مخواہ جھوٹ بول کر اور الزام لگا کر کفر کا فتویٰ منگاتا رہتا ہے۔

بخشی فوج ریاست جیند شیخ عباس علی صاحب مجھ سے مرید ہوئے تو وہ دب گیا۔ اس کی چلتی کچھ نہیں مگر دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے اور جلا بھنا کرتا ہے میں نے بہت کچھ سمجھایا اور نصیحت کی کہ بندہ خدا میں کبھی سال میں دو سال میں یا چار پانچ سال میں آتا ہوں۔ اور تو یہاں ہمیشہ رہتا ہے تو مجھ سے کیوں خفا رہتا ہے کیا مسلمان وہی ہوتا ہے جو دل میں حسد کپٹ کینہ رکھے میں تیری دعوتوں میں یا کسی کام میں حارج نہیں ہوں بلکہ اپنے مریدوں کو بھی کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی دعوت کرو مگر اس کی جبلی عادت کہاں جائے۔

باقی دوسرے حصہ میں انشاء اللہ

عرض حال

تذکرۃ المہدی حصہ اول جس کی ضخامت 375 صفحہ کی اسی تقطیع پر ہے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا- چونکہ دوسرے حصہ کا ارادہ اسی قدر صفحوں پر تھا کاغذ وغیرہ کی گرانی سے میں چھپوا نہ سکا اور میرے پاس اس قدر سرمایہ بھی نہ تھا بعض دوستوں نے روپیہ سے امداد دینے کا وعدہ کیا مگر وہ کسی وجہ سے مدد نہ دے سکے اور ادھر بہت سے دوستوں کا دوسرے حصہ کے لئے تقاضا تھا اور حضرت امام واجب الاتباع خلیفہ ثانی مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دوسرا حصہ چھپنا چاہئے اور پھر یہ بھی خیال تھا کہ جتنے حالات آپ کے مجھے معلوم ہیں وہ دوستوں کو پہنچادوں گا کہ میرے ذمہ باز پرس نہ ہو اور میں سبکدوش ہوجاؤں اس خیال سے سوچ سوچ کر یہ طریق اختیار کیا کہ دوسرے حصہ کے کئی کئی حصے کرکے شائع کردوں ورنہ دوسرا 375 صفحہ کا ہے اس حساب سے یہ رسالہ 48 صفحہ کا دوسرے حصے کا ساتواں حصہ ہے جب یہ حصہ خواہ جلد خواہ دیر سے فروخت ہوجائے گا تو اس کے منافع سے دوسرے حصہ کا دوسرا شائع ہوگا اسی واسطے چار آنے قیمت رکھی گئی ہے تاکہ کسی کو خریداری میں مشکل واقع نہ ہو- تیسرے حصہ کے لئے بھی جو دوسرے حصہ کا دوسرا جزو ہے شائقین منتظر رہیں- مسودہ اور نوٹ تو میرے پاس پانچ حصہ تک کے موجود ہیں- والسلام مع الاحترام

خاکسار

محمد سراج الحق نعمانی

رئیس سرسادہ حال قادیان

تذکرۃ المہدی کا دوسرا حصّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اور مولوی محمد افضل صاحب وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی اور بیس پچیس اور صاحب بھی موجود تھے اور خاکسار راقم حضرت اقدس علیہ السلام کے قریب بالکل ملا ہوا بیٹھا تھا مختلف باتیں ہوتی رہیں جو اسی کتاب میں درج کی جائیں گی من جملہ ان کے ایک یہ تھی مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ میں جو لفظ جری ہے اس کے معنی پہلوان کے ہیں تو اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کا پہلوان نبیوں کے لباس میں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ معنے درست نہیں اس کے معنی یہی ہیں کہ اللہ کا رسول نبیوں کے لباس یعنی صفات میں سب احباب نے بھی دوسرے معنی کی تصدیق کی۔ پھر فرمایا ابھی تو ہم زندہ موجود ہیں ہمارے سامنے تو معنوں میں تصرف کرنا درست نہیں پھر مولانا جہلمی نے عرض کیا کہ آپ نے جو من نیستم رسول دنیاوردہ ام کتاب فرمایا ہے اس لئے میں نے مطابقت دینے کے لئے جری اللہ کے معنی جری اللہ عرض کئے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ میرا خدا کے کلام کو مقدم کرنا

چاہئے اور میرے کلام کا مفہوم اور منشاء یہی ہے کہ میں صاحب شریعت یا صاحب کتاب جدید نبی اور رسول نہیں ہوں پھر جب تمام الہامات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی ورسول کھول کر فرمایا تو اس طرف توجہ چاہئے خدا تعالیٰ کے کلام کو ہر حال میں مقدم کرنا مناسب ہے۔

جب حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب فرمودہ الٰہی ایک لڑکے کا اشتہار دیا اور اس کی بہت صفت وثنا لکھی گئی تو کچھ معترضین نے اعتراض کئے ان اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ لڑکے ہوا ہی کرتے ہیں اس کی پیدائش کی میعاد بتلائی جائے پس حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نو سال کی میعاد مقرر کی غیر تو یونہی سے باتیں بنابنا کے چپ ہو گئے مگر ہمیں اور تمام احمدیوں کو ایسا شوق ہوا کہ ایک ایک دن گنتے رہے اور بعض ہم میں سے زبانی اور خطوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کرتے رہے اور جب آٹھ سال ان نو سال سے گذر گئے تو بہت اشتیاق بڑھ گیا۔

دیدہ لبریزم سراپا انتظاری کیستم ذوق دیداری کہ دارم بے قراری کیستم

مختصر یہ کہ جب ساڑھے آٹھ سال گذر کر چھ مہینے نو سال کی میعاد میں باقی رہ گئے اور کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہو گئے تو چاروں طرف سے احباب کے خط آنے لگے کچھ میرے پاس اور کچھ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں۔ اور جو صاحب دارالامان میں آتے وہ دریافت کرتے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے کہ ابھی ہم پر خدا تعالیٰ نے پورے طور پر اس امر کو نہیں کھولا اور جتنا جتنا آپ پر انکشاف ہوتا تھا۔ وہ فرمادیا کرتے تھے لیکن تھوڑی میعاد رہنے اور لوگوں کے سوال کرنے پر اور نیز مولوی صاحب کے اصرار پر کہ لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہم کیا جواب دیں اور میں نے بہت سا عرض کیا تو فرمایا کہ ہاں اب توجہ الی اللہ کریں گے اور دعاء کریں گے

تاکہ ان موجودہ لڑکوں میں سے موعود لڑکے کی تعیین ہو جاوے یا اور ہو تو وہ معلوم ہو جاوے جب کئی روز ہو گئے تو صبح کی نماز کے لئے حضرت تشریف لائے اور کھڑے کھڑے فرمایا کہ ایک گھنٹہ ہوا ہو گا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں جب یہ آیت پڑھی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا جب اولئک پڑھا تو محمود سامنے آکھڑا ہوا پھر دوبارہ پڑھا تو بشیر آکھڑا ہوا پھر شریف آگیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے پھر کچھ دنوں کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سے بہت تفصیلی باتیں کیں اور بہت سے واقعات جو آپ کے بعد ہونے والے تھے وہ بیان کر رہے تھے جو میں بھی پہنچ گیا اور سلسلہ کلام جاری رہا فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹاوے گا باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہو گا وہ اول الحشر ہو گا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہو گا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہو گا صاحبزادہ صاحب (خاکسار راقم کو فرمایا) اس وقت میرا لڑکا موعود ہو گا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہو گی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے تم اس موعود کو پہچان لینا۔ یہ ایک بہت بڑا نشان پسر موعود کی شناخت کا ہے۔

مولوی صاحب موصوف مرحوم نے باہر نکل کر حضرت اقدس کی اسبات کو دہرایا اور مجھے فرمایا پیر صاحب تم کو مبارک ہو۔ میں نے کہا کیسی مبارک باد فرمایا

تمنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان نہیں سنا کہ خاص تم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم اس ولد موعود کو پہچان لینا مجھے نہیں فرمایا وہ ہنگامہ محشر تم دیکھو گے اور موعود کو بھی سو الحمد للہ وہ ہنگامہ محشر اور پسر موعود میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور مولود مسعود کو پہچانا۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب پٹنہ عظیم آباد کے رہنے والے جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں رہا ساٹھ سال کی عمر میں اچھے مضبوط تھے قادیان شریف میں پنجاب کی سیر کرتے کرتے آگئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں ارادت سے دو مہینہ تک رہے بڑے ظریف اور خوش طبع ہنس مکھ تھے ان دنوں میں وہ ایک کتاب لکھ رہے تھے وہ عربی اور اردو کے الفاظ ہم معنی اپنے خیال میں جمع کرتے تھے بہت سے الفاظ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سنائے اور زبان سے بہت کچھ بیان کیا کرتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام ان کی باتوں کو سنکر ہنستے لیکن مولوی سید محمد احسن صاحب کو ان کی باتیں سن کر تعجب ہوتا اور ہنسا کرتے اس کتاب میں کچھ قواعد استاد و شاگرد کے بھی دیکھے اور سنے وہ کتاب میں نے بھی دیکھی ہے اچھی ضخیم کتاب تھی ان کا بیان تھا کہ عربی سے ہندی الفاظ بدلے یا ہندی سے عربی اور وہ ہمارے بزرگوں سے خوب واقف تھے چنانچہ ایک روز میرے حقیقی دادا حضرت محمد رمضان شاہ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مخدوم احمد عرف دھومن شاہ صاحب کا ذکر بھی کیا ان کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے بزرگوں سے خاص ارادت رکھتے تھے اور انکی کرامت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ پنج وقتہ نماز پڑھا کرتے تھے اور دلی ارادت سے آپ کی باتیں سنتے تھے اور کہتے تھے کہ ملک پنجاب میں قادیان ایک ایسی بستی ہے کہ جہاں علم اور صنعت وحرفت یا کوئی تجارت گاہ نہیں دینی تو دینی دنیاوی حیثیت بھی کسی قسم کی نہیں اور پھر حضرت صاحب کی یہ حالت ہے کہ تحصیل علم کے لئے کسی شہر میں تشریف نہیں لے گئے

اور گھر پر بھی کسی نامی گرامی مشہور و معروف عالم و فاضل سے تعلیم نہیں پائی اور قادیان کے لوگ بھی ایسے جاہل اور بے علم ہیں کہ ان کی صحبت اچھے بھلے آدمی کو خراب کردیتی ہے ایسی حالت ایسی صحبت ایسا کوردہ گاؤں اور پھر ایسا شخص یہاں پیدا ہو کہ تمام ہندوستان و پنجاب میں جس کا نظیر نہیں دیکھا۔ یہ حقائق یہ نکات یہ اسرار یہ معرفت کے کلمات جو اس کے منہ سے نکلتے ہیں وہ کہیں دیکھے نہ سنے۔ پھر کہتے خدا نے ہی پڑھایا خدا نے ہی سمجھایا یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے اور منظر ہیں خدا بھی عجیب خدا ہے اس نے تمام عالی شان پہاڑوں میں سے ایک بے حیثیت پہاڑی طُور کو پسند کیا۔ تمام ملکوں میں سے عرب جیسے.... ملک اور تمام شہروں میں سے مکہ جیسے اجاڑ نگر کو چن لیا۔ اور اب دلی لکھنؤ بمبئی کلکتہ وغیرہ لندن کو چھوڑ کر قادیان گمنام گاؤں کو چنا جہاں بولنا تک نہیں آتا قادیان کو کاوی ہی کہتے ہیں وہ خدا بادشاہ کو فقیر اور گدا کو بادشاہ بنادے وہ اپنے کاموں کو آپ خوب جانتا ہے جَلَّ جلاَ لُہٗ وَ عَمَّ نَوَا لُہٗ

مولوی صاحب نے ایک روز مسجد مبارک میں حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت مسمریزم جو آج کل بہت مشہور ہے یہ کیا چیز ہے آیا اس میں کسی قسم کا اثر بھی ہے یا یوں ہی ایک بچوں کا کھیل تماشا اور وہم اور بے نتیجہ شے ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ السلام نے فرمایا مولوی صاحب مسمیریزم بہت عمدہ کار آمد چیز اور نتیجہ خیز بات ہے یوں تو کوئی شے بھی خدا نے عبث اور بے فائدہ نہیں بنائی رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً لیکن یہ مسمیریزم تو بڑی کار آمد شے اور خاص اثر رکھتی ہے اور جیسا کہ اسلام نے اس کو لیا اور برتا اور فائدہ اٹھایا ہے اور کسی مذہب یا کسی فرقہ نے فائدہ نہیں اٹھایا حقیقت اور مغز اسلام کو میسر آیا اور قشر اور پوست دوسروں کے حصے میں گیا کہتے ہیں مسمر ایک انگریز کا نام ہے جس نے اس کو پھیلایا اور مشہور کیا ہے سو اس واسطے اس کے نام پر مسمیریزم نام شہرت پکڑ گیا ورنہ دراصل اس کا نام تربی علم ہے ترب مٹی کو

کہتے ہیں اور مٹی سے انسان کی پیدائش ہے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ میرا لڑکا سلطان احمد بھی ایک میز کہیں سے لے آیا تھا وہ بھی ہاتھ رکھنے سے حرکت کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہاماً فرمایا کہ یہ عمل الترب ہے مسیح میں بھی یہ قوت تربی اچھی خاصی تھی ہمارے الہام میں ہے هٰذَا هُوَ التَّرْبُ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ یہ وہ عمل ترب ہے کہ مخلوق اس کی شناخت سے بے خبر ہے پہلے زمانہ میں فقراء کے پاس تھا وہ اس کو پوشیدہ راز سمجھ کر کسی کو نہیں بتلایا کرتے تھے سوائے خاص لوگوں کے صرف ان میں یہی تھا کہ دوسرے شخص کو بے ہوش کر دیتے یہ ان کی کرامت ہوتی تھی مگر اب مسمیریزم کے نام سے لوگ گھبراتے ہیں فقراء صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام توجہ اور تصور ہے اگر کسی کو مسمیریزم نام اچھا نہ معلوم ہو تو اس کو توجہ اور تصور کہہ سکتے ہیں غرض اسلام نے اس کو اس طرح سے لیا ہے کہ پہلے مصافحہ اور معانقہ کی صورت میں اگرچہ اوروں میں بھی مصافحہ اور معانقہ ہے لیکن بے اصل یوں ہی دل لگی کے طور سے پھر نماز باجماعت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز باجماعت میں مونڈھے سے مونڈھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہو اور اپنے درمیان کچھ فاصلہ نہ رکھو کہ خالی جگہ شیطان داخل ہو جائے گا یہ اس بات کو ظاہر کیا کہ ایک شخص کی توجہ جسمانی اور روحانی دوسرے شخص میں سرایت کر جاوے۔ جماعت میں جیسے جسمانی رنگ میں کوئی ضعیف اور کوئی قوی ہوتا ہے ایسا ہی روحانی اور باطنی کیفیات میں بھی ضعف و قوت کا فرق ہوتا ہے تو جب اس میں ایک دوسرے کے ملنے سے ایک دیوار کی طرح ہو جائیں گے اور مل کر کھڑے ہونے سے ایک دوسرے کی تاثیر اور فیوض اور جذب روحانی پھیل کر سب میں پہنچ جاوے گی۔ جب پہلی صف اپنی قوت اور جذب روحانی سے پر ہو جائے گی تو پھر اس صف کا اثر دوسری صف پر پڑے گا اور پھر ان دونوں صفوں کا اثر تیسری پر پہنچے گا اس کے سمجھنے کے لئے بجلی کی مشین کی سی ہے جو آج کل نکلی ہے اگر اس بجلی کی

مشین یا کل کو کوئی شخص ہاتھ میں پکڑے تو اس کا ہاتھ سن ہو جائے گا اور چھوٹ نہیں سکے گا ایسا ہی اگر دوسرا شخص اس کا ہاتھ پکڑلے تو اس پر بھی برقی اثر ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر دس اور بیس اور پچاس سو تک ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے جائیں تو وہ برقی اثر سب پر یکساں اثر کرتا چلا جائے گا اگر درمیان میں کچھ بھی فصل رہے گا تو وہ برقی طاقت رک جائے گی اور اس کی قوت جذب کام نہیں دے گی اور وہ جدائی جو واقعہ ہوئی ہے وہ اس برقی طاقت کو آگے نہیں چلنے دیگی اور روک ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر نماز کی صف میں کچھ فصل مل کر کھڑے ہونے میں ہو گا تو قوت روحانی یا اثر باطنی ایک دوسرے میں سے ہو کر آرہا تھا وہ رہ جائے گا اس کا نام اصطلاح شریعت میں شیطان رکھا ہے۔

پس اب یوں خیال کرو کہ اب جو ظہر کی نماز ہماری اس مسجد میں ادا ہوئی تو دوسری مساجد میں بھی جماعتیں ہوئیں اور دوسرے گاؤں اور شہروں میں یہاں تک کہ تمام جہان میں جماعتیں ہوئیں تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف جماعتیں ہوئیں تو تمام جماعتوں اور صفوں کا گول حلقہ بیت اللہ کے اردگرد ہو گیا اور وہ اپنی مدور شکل میں جسمانی حلقہ بندھ کر روحانی طور سے بھی سب کا ایک حلقہ بن گیا۔ اس کی مثال بنہٹی کی سی ہے کہ ایک بانس کی لمبی لکڑی کے دونوں سروں پر تیل میں تر کر کے آگ لگادی جاتی ہے اور ایک مشاق اس کو گھماتا اور چکر دیتا ہے تو اگرچہ وہ دو جگہ علیحدہ علیحدہ آگ روشن ہے مگر گھمانے اور چکر دینے سے اس کا ایک گول حلقہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک ذرہ بھی فرق معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام جماعتیں اور صفیں اگرچہ دیکھنے سے الگ الگ مسجدوں میں قائم ہیں مگر حقیقت میں بنہٹی کے حلقہ کی طرح ایک ہی جماعت کے حکم میں روحانی طور پر ہو جاتی ہیں اور وہ سب صفیں جو دست بستہ اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہیں اپنے جسمانی اتصال اور روحانی اثر سے مؤثر ہو کر بیت اللہ سے فیضیاب ہوتی اور رحمت و فضل الٰہی کو اپنے اندر جذب کرلیتی ہیں کیونکہ بیت اللہ وہ مقام ہے

جو اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے لئے کامل تجلی الٰہی کا مقام ہے اور کلام الٰہی کے نزول کی جگہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی حکم ہوا کہ یہاں آنے کے لئے اعلان کرو اور آنحضرت ﷺ کو بھی حکم ہوا اور آپ کے ذریعہ سے تمام لوگوں کو حکم پہنچا اور بڑے بڑے وعدے یہاں سے ہوئے۔

مولوی صاحب خیال کرو کہ جماعتوں میں ہر زمانہ میں اولیاء ابدال اقطاب صلحاء اتقیا غوث مجدد محدّث ہوتے ہیں اور عام مومنین بھی وہ تمام مل کر بیت اللہ یعنی تجلی گاہ اعظم اللہ تعالیٰ سے فیض رحمت برکت کھینچتے ہیں اور اپنے اندر جذب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یہی سرّ اور رمز ہے جو سب کے سب بیت اللہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوتے ہیں تاکہ توجہ الی اللہ پورے طور سے ہو اگر ایک طرف منہ نہ کیا جاوے اور متفرق طور پر اپنی اپنی مرضی سے جدھر چاہیں منہ کرلیں تو کس طرح فساد لازم نہ آجاوے اور کیونکر وحدت ہوسکتی ہے اگر ایک واعظ کھڑا ہوکر وعظ کرے اور سننے والے وعظ کو چھوڑ کر دوسری طرف جدھر جس کا دل چاہے منہ کرکے بیٹھ جاوے یا کھڑا ہو جاوے تو کیسی ابتری اور بیہودگی ہوگی نہ سننے میں اثر ہوگا اور نہ واعظ کی توجہ پوری پوری ان کی طرف ہوگی اور نہ کوئی اس سے فائدہ اٹھائے گا بلکہ الٹا اثر ہوگا۔

یہی راز بیعت کی حقیقت کو آشکارہ کرتا ہے ظاہری بیعت باطنی بیعت پر اثر انداز ہوتی ہے آجکل جو فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں اور ایک امام کے تابع نہیں اور ایک دوسرے کو کافر و مرتد کہتے ہیں اور جس منصب کے وہ مستحق نہیں خود بننا چاہتے ہیں ہر شخص انانیت کا دم مارتا ہے اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کو چھوڑتا جاتا ہے جو مسمیریزم کی طرف اشارہ ہے تو وحدت کیونکر پیدا ہو سب کے سب متفرق ہوکر یک دم محروم ہوگئے اور کیونکر وصول الی اللہ کی

راہیں کھل سکتی ہیں۔ اور کس طرح وہ اولیاء الرحمٰن میں داخل ہو سکتے ۔ فرقوں کے مٹانے کے لئے اور متفرق لوگوں کو ایک جگہ اور ایک طریق پسندیدہ پر اکٹھا کرنے کے لئے خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق مجھے عین ضرورت پر بھیجا۔ مجھ سے منہ موڑ کر کیا پھل پائیں گے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ مسیح ناصری جو ان کی نظر میں زندہ ہے وہ ہی آئے مگر وہ فوت ہو گیا اس کی زندگی اور آنا ایک موہوم اور نرا خیال باطل ہے نہ کوئی اس طرح پہلے گیا اور نہ آیا اور نہ اتنی مدت زندہ رہا اب کس طرح خدا کی سنت کے خلاف یہ ان کی امید بر آسکتی ہے۔ اس مسیح سے انکار کر کے کیا لیا جو میرا انکار کر کے لیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو سانپ بن جاتا تھا وہ بھی ان کی توجہ اور قوت قلبی کا اثر تھا انہیں کے ہاتھ سے سانپ ہو جاتا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی وہ سوٹا رہا مگر کبھی سانپ نہ بنا اور ان سے پہلے بھی تھا اور کبھی وہ سانپ نہ ہوا سوٹا کا سوٹا ہی رہا اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قدسی قوت اور توجہ کا اثر تھا اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ موسیٰ علیہ السلام سانپ بنانے کے وقت دعا کرتے تھے یا اس پر کوئی آیت توریت کی پڑھ کر دم کرتے تھے مسیح علیہ السلام بھی اپنی چڑیوں میں اپنی توجہ سے کام لیتے تھے۔ ان میں خدا نے یہ قوت قدسی یہ تاثیر پیدا کر دی تھی۔ اس سے بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء ﷺ میں یہ قوت قدسی اور خاص توجہ رکھی تھی یہ الٰہی قوت تھی جو آپ کو عطا کی گئی تھی جس کا اثر یہ تھا کہ ہاتھوں کی انگلیوں سے اس قدر پانی فوارہ کے طور پر نکلا کہ لشکر سیراب ہو گیا اور چند روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے بہتوں کا پیٹ بھر گیا اور پھر بھی وہ روٹیاں جتنی تھیں بچ رہیں اور آپ کے لعاب دہن مبارک سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا اور ایک شخص کی لڑائی میں آنکھ نکل پڑی تھی آپ کے دست مبارک رکھنے سے وہ آنکھ اچھی خاصی ہو گئی اسی طرح سینکڑوں آپ کے اقتداری نشان ہیں اور ان سے

زیادہ یہ ہے کہ جب چند لوگوں نے آپ سے نشان طلب کیا رات کا وقت تھا آپ نے فرمایا وہ دیکھو آسمان پر نشان ظاہر ہوا اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اٹھائی دیکھا تو چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور آپ نے ایک مٹھی کنکریوں کی کفار پر پھینکی تو وہ سب اندھے اور بدحواس ہوگئے کون کہہ سکتا ہے کہ آپ نے ان نشانوں کے وقت دعا کی تھی یا کلام الٰہی پڑھ کر دَم کیا تھا یہ توجہ باطنی اور قوت الٰہی کا کرشمہ قدرت تھا جو ان میں پہلے ہی ودیعت رکھا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَارَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔

اس سے ہمیں انکار نہیں کہ تھوڑی بہت یہ قوت ہر ایک میں ہے مگر پھر سب میں برابر نہیں اور یہ جو لوگ مسمیریزم یعنی توجہ کرتے ہیں یہ کسبی ہے اور اس کو بھی انہوں نے صحیح طور پر استعمال نہیں کیا ایک کھیل تماشہ کے طور پر برتا جو سفلی حالت میں رہ گئے مگر خدا کے ماموروں مقبولوں کی یہ کشش یہ توجہ یہ جذب وہبی تھا ایک شخص کسب اور مشق کرکے برسوں میں حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے برگزیدوں میں وہبی طور سے عطا کرتا ہے جس کا کبھی مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ذرہ جگنو یعنی کرم شب تاب آفتاب کا کیا مقابلہ کرسکتا ہے۔

فرمایا بیعت میں بھی یہی راز مضمر ہے کہ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر جو شخص بیعت کرتا ہے تو اس بیعت کنندہ میں وہ قوت باطنی اور طاقت ایمان پیدا ہوجاتی ہے کہ جو برسوں کی عبادت میں وہ لذت اور قوت باطنی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ رومی صاحب فرماتے ہیں۔

یک زمانے صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بیریا

دیکھو ایک درخت ہوتا ہے اس کی جڑ میں پانی دیا جاتا ہے تو تمام پتوں اور شاخوں میں وہ پانی پہنچ جاتا ہے جتنی جتنی جس میں طاقت ہوتی ہے وہ اپنی طاقت کے موافق اس پانی کو اپنے اندر جذب کرکے حصہ رسد لے لیتا ہے اور جب اس درخت سے کوئی شاخ یا پتہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے علیحدہ ہوجاتا ہے تو وہ اس پانی

سے حصہ نہیں لے سکتا۔ یہی حال پیرو مرشد کا ہوتا ہے کہ جس قدر رحمت و فضل کا پانی مرشد کو ملتا ہے تو اسی قدر علیٰ حسب الاخلاص مریدوں کو اس رحمت سے حصہ ملتا ہے خواہ مرشد اور مرید میں کتنا ہی مقامی و سکونت کے لحاظ سے فاصلہ ہو مگر جب تک وہ عقیدت و ارادت میں مضبوط اور پختہ ہو اور چاہے مرشد کو معلوم بھی نہ ہو کہ مرید کہاں ہے اور کس جگہ ہے کیسا ہے مگر خدا خوب جانتا ہے تب بھی وہ اس فیض اور رحمت الٰہی سے محروم نہیں رہ سکتا ضرور ہی اپنا حصہ لے لیتا ہے اور جو اپنی بدبختی و بدنصیبی سے مرشد سے الگ ہو جائے تو وہ خشک شاخ کی طرح کاٹا جاتا اور محروم رہ جاتا ہے جو اس کو ملنا چاہیے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منشی فتح محمد صاحب ساکن کلیانہ جو میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب جمالی و نعمانی و چشتی سے بیعت ہیں سیالکوٹ کمسریٹ میں ملازم تھے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی سے ان کی بڑی ملاقات تھی میرے ملنے کے لئے قادیان میں آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت بھی کرنی تھی حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے شیرینی اور کچھ نقد بھی ساتھ لائے میرے مکان میں ٹھہرے جو تحفہ وہ میرے لئے لائے تھے وہ تو میں نے رکھ لیا اور جو حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے لائے تھے وہ میں لے کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا آپ اندر مکان میں جو مسجد مبارک کے پاس ہے تشریف رکھتے تھے۔ میں نے دروازہ کی زنجیر ہلائی فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ سراج الحق ہے۔ یہ سنتے ہی باہر تشریف لائے فرمایا کچھ کام ہے میں نے وہ تحفہ جو منشی صاحب لائے تھے پیش کیا فرمایا کہاں سے آیا میں نے تمام حال عرض کر دیا۔ آپ وہ تحفہ لے کر اندر گئے اور فرمایا کھڑے رہو میں کھڑا رہا اس تحفہ میں سے میرے واسطے بھی کچھ لائے میں نے عرض کیا کہ وہ میرے واسطے بھی لائے تھے وہ میں نے رکھ لیا یہ سب آپ کے لئے ہے حضور ہی رکھیں پھر ان کا حال دریافت کیا میں نے یہ سب سنا دیا پھر میں چلا آیا اور آپ اندر تشریف لے

گئے۔ اور منشی صاحب سے سب حال بیان کر دیا۔

منشی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں اتنا تو سمجھ گیا ہوں کہ حضرت صاحب باخدا اور خدا رسیدہ ہیں اور مسیح علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ بھی ایسا ٹیڑھا نہیں صاف اور سیدھا ہے سب انبیاء مرتے ہی آئے ہیں یہ بھی ان میں داخل ہیں ایک لمبی نرالی زندگی نرالی ہی بات ہے جس کا کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ایک دقت اور مشکل میں ڈالنے والی بات نبوت کی ہے جو مسیح کے نام کے ساتھ لگی ہوئی اور وابستہ ہے مسیح موعود سن کر فوراً طبیعت اور ذہن نبوت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں ادھر مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قرآن شریف میں آچکا ہے تو حضرت صاحب مسیح موعود یعنی نبی کیسے ہو سکتے ہیں اور اس امت میں نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت ان کی سمجھ کے موافق یہ کہا کہ یہ امت خیرالامم اور درمیانی امت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور اُمَّةً وَّسَطًا خدا نے فرمایا ہے اس امت مرحومہ میں نبی کا نہ ہونا تعجب ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں خود انہیں کی زندگی سے لے کر چودہ سو برس کے بعد تک یعنی حضرت مسیح سے پیچھے تک صدہا نبی رسول ہو چکے پھر یہ امت کیسے محروم رہے۔ قیامت کے روز موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح علیہم السلام رب العالمین کے حضور اپنی اپنی امت کے صلحاء ابدال اقطاب امام۔ انبیاء کو پیش کریں گے سرور کائنات سید الانبیاء ﷺ کن کو پیش کریں گے اولیا صلحاء ائمہ مجدد تو پہلے ہی کافر ٹھہرائے گئے اور کافر قرار پا چکے اور نبوت کا خانہ خالی تو مکفرین۔ مکذبین مترددین کو باری تعالیٰ کے حضور پیش کر کے کہیں گے یہ امت مرحومہ امت وسط اور خیرامم ہے ہرگز نہیں خیرامم اور مرحوم اور وسط الفاظ چاہتے ہیں کہ نبوت کے درجہ سے یہ امت خالی نہ رہے بلکہ سب سے بڑھ چڑھ کے رہے خاتم النبین کے معنے دراصل یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو نہ مانکر اور

آپ کی مہر تصدیق اپنی نبوت کے سرٹیفکیٹ پر نہ کرا کر نبی بنجائے یہ نہیں ہو سکتا ایک ہندو یا عیسائی یا موسائی یا زردشتی یا اور کوئی غیر مسلم نبی نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ آنحضرت ﷺ کے دربار سے سند حاصل نہ کرلے۔ اور آپ کو مان کر آپ کی تربیت سے آپ کے زیر اثر رہ کر آپ کی گود میں بیٹھ کر آپ میں فنا ہو کر آپ کا خادم یا مقبول و محبوب بن کر آپ کی چادر اوڑھ کر نبی بن سکتا ہے۔ دیکھو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سورہ فاتحہ کی آیت اور اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ نساء کی آیت ملا کر پڑھو تو اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے علاوہ اس کے تم تو صوفی مشرب ہو صوفی کہتے ہیں کہ اللہ میں فنا ہو کر اللہ ہی بن جاتا ہے تو فنافی الرسول ہو کے رسول ہی بنا۔ فنافی المرشد ہو کر مرشد ہی بنجاتا ہے تو بیچ کا درجہ گو اس میں کامل فنا بھی ہو تب بھی نبی نہیں ہو سکتا کیا یہ آیتیں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں یوں ہی اس امت کے آنسو پونچھنے کے واسطے ہیں اور حقیقت کچھ نہیں۔

منشی صاحب غور کرو ترقی کی طرف قدم اٹھاؤ تنزل کی طرف مت جھکو۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ممسک نہیں کمزور نہیں۔ کسی چیز کی اس کے یہاں کمی نہیں۔ وہ قادر ہے۔ سب چیز کا مالک ہے وہ خالق ہے سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا تَصِفُوْنَ اس کے سوا اور بھی باتیں ہوتی رہیں کچھ وہ اپنے شبہات پیش کرتے رہے میں جواب دیتا رہا۔

دوسرے روز میں حضرت اقدس کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے وسمہ اور مہندی دونو ملا کر لگایا ہوا تھا آپ نے منشی صاحب سے ملاقات کی اور بیٹھ گئے میں نے اسی اپنی تقریر کو دہرا کر عرض کیا کہ منشی صاحب کو نبوت کے بارہ میں کچھ شکوک ایسے ہیں کہ ان کو ماننے میں عذر انکار کے درجہ تک ہے اور میں نے اس طرح سے بیان کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے

جو صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا اور بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی یہ بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے اور نہایت ہتک ہے اور اس میں آپ کی کسرشان ہے جو یہ سمجھا جاوے کہ آپ کا تمام دفتر فیضان گاؤ خورد ہوگیا۔ اور آپ سب کچھ لپیٹ سپیٹ کر اور اپنی بغل میں دبا کر اپنی قبر میں لے گئے اور امت مرحومہ کے واسطے کچھ نہ چھوڑ گئے۔ معاذاللہ ایک مومن کیونکر گوارہ کرسکتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ ناکام گئے ایک گھنٹہ تک آپ تقریر فرماتے رہے مگر افسوس کہ منشی صاحب کچھ نہ سمجھے دو روز قیام کر کے واپس چلے گئے اور کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

جناب فضل شاہ صاحب جو پرانے مخلص احمدی ہیں فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت اقدس علیہ السلام دونوں مکان میں بیٹھے تھے اور کوئی نہیں تھا اس وقت آپ نے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں ایک زینہ پر چڑھتا ہوں مگر اس طرح سے کہ مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ میں گر نہ پڑوں اور چھال مار کر یعنی قلانچ لگا کر دوسرے قدمچہ پر قدم رکھتا ہوں۔ جب میں اوپر چڑھا تو میری ناک سے خون آیا۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں یہ خواب سن کر گھبرایا اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو آپ میری اس گھبراہٹ کو سمجھ گئے فرمایا شاہ صاحب تعبیر بہت اچھی ہے کہنے والا خون آیا کہے تو اچھا ہے اگر بہنایا جانا کہے تو برا ہوتا ہے اس میں نقصان ہے اس لئے آنا کہنا چاہئے اب معلوم ہوتا ہے کہ آمدن روپیہ کی ہوگی اور خدا تعالیٰ ہمارے ہاتھ کشادہ کردے گا شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ان دنوں آپ پر تنگی تھی اور آپ نے تحریک کی تھی اس پر یہ خواب دکھایا گیا۔

اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بڑی تنگ دستی کا زمانہ آیا شاہ صاحب تو اس زمانہ میں آئے کہ سلسلہ چمک اٹھا تھا اور بہت لوگ داخل بیعت ہوچکے تھے مگر میں نے اس زمانہ میں سے کچھ زمانہ دیکھا ہے ایک روز آپ سیر کو تشریف لے گئے جب لوٹے تو دس بارہ برس کا ایک ہندو کا لڑکا ملا اور اس نے کہا کہ دس روپیہ دو میرا باپ مانگتا ہے بہت دن ہوگئے اور یہ کہا کہ لیکر آنا سو میں

اب ساتھ چلتا ہوں مجھے دس روپیہ دو میں لے کر جاؤں گا بار بار کہا کہ میں لے کر جاؤں گا آپ نے فرمایا نہ اب اس وقت میرے پاس روپیہ نہیں اور نہ گھر پر ہیں خدا تعالیٰ بھیج دے گا ہم فوراً دیدیں گے بمشکل تمام اس لڑکے کو ٹالا۔

ایک دفعہ کسی نے ایک پارسل حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا جب پارسل کھولا تو اس میں ایک ٹوپی خوبصورت اور قیمتی تھی دو ہندو نوجوان بھی بیٹھے تھے ایک نے اس ٹوپی کی بہت تعریف کی اور ہاتھ میں لے کر بار بار دیکھتا رہا آخر حضرت اقدس علیہ السلام نے وہ ٹوپی اس کو ہی دیدی وہ لے کر خوش خوش چلا گیا۔ مجھ سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا صاحبزادہ صاحب یہ ٹوپی اس کو پسند آگئی تھی جبھی تو یہ بار بار تعریف کرتا رہا ہمارے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کو تکلیف پہنچے اس لئے ہم نے بشرح صدر ٹوپی دیدی خدا نے ہمارے پاس ٹوپی بھیجی اور بھیج دے گا اگر ہم اس کو یہ ٹوپی نہ دیتے تو اس کو رنج پہنچتا تالیف قلوب بھی تو ایک چیز ہے۔

بروز دو شنبہ بعد از نماز ظہر حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اِمْدُوْا اللَّیْلَۃَ اَزْھَی اللَّیَالِیْ یعنی اس رات کو عبادت تسبیح تہلیل تکبیر اور درود و استغفار غیرہ میں شاغل رہو کیونکہ یہ رات تمام راتوں سے افضل اور خوبصورت تر ہے سو اس الہام کے مطابق جو احباب موجود تھے بعض ان میں سے رات کو جاگے اور عبادت الٰہی کی یعنی وہ رات جو شام سے دو شنبہ کی شروع ہوئی یعنی شب سہ شنبہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۹۴ء و مطابق ۱۵ ساون ۱۹۵۱ بکرمی۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے لکھا گیا جو فرمایا تھا کہ کہیں یاداشت لکھ رکھو فقط خاکسار نے یہ رجسٹر میں حسب الارشاد لکھ لیا تھا جو کہ اب میں نے لکھ دیا۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے چلے ابھی تھوڑا دن چڑھا تھا سردی کا موسم تھا پندرہ سولہ احباب ساتھ تھے پھر پیچھے سے اور بہت

سے آملے حضرت خلیفہ ثانی دام فیضہ اور حضرت بشیر احمد صاحب بھی آگئے اور ایک دو لڑکے اور بھی ان کے ساتھ تھے چھوٹی عمر تھی ننگے پاؤں اور ننگے سر میاں بشیر احمد صاحب تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تبسم فرما کر فرمایا کہ میاں بشیر احمد جوتا ٹوپی کہاں ہے کہاں پھینک آئے میاں بشیر احمد صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور ہنس کر بچوں سے کھیلتے کھیلتے آگے بڑھ گئے اور کچھ فاصلہ پر دوڑ گئے یہ بات چیت یہاں ہوئی جہاں اب میاں نظام الدین صاحب احمدی کی پختہ کپڑے وغیرہ کی دوکان ہے آپ نے فرمایا بچوں کی بھی عجیب حالت ہوتی ہے جب جوتا نہ ہو تو روتے ہیں کہ جوتا لا کے دو اور جب جوتا منگا دیا جاتا ہے تو پھر اس کی پرواہ نہیں کرتے اور نہیں پہنتے یوں ہی سوکھ سوکھ کر خراب ہو جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے کچھ بچوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ کچھ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی عجیب بے فکری کی عمر ہوتی ہے اور اکثر اپنے آپ کو پابرہنہ رکھنا ہی پسند کرتے ہیں ابھی دو چار دن کا ذکر ہے کہ جوتا کا تقاضا تھا جب منگا کر دیا تو اس کی پروا نہیں میں نے عرض کیا کہ کسی نے کہا ہے کہ در طفلی پستی ودر جوانی مستی ودر پیری سستی پس خدارا کے پرستی یہ سن کر ہنسے تو پھر میں نے عرض کیا کہ حافظ حامد علی کو بھیج دیا جائے وہ جوتا ٹوپی لے آئیں گے فرمایا جانے دو خدا جانے کہاں ہونگے۔ خیر آپ چل پڑے دو ہی قدم چلے ہوں گے اسی ذکر میں فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پابرہنہ شخص خدا کو دیکھ لیتا ہے شاید اس میں بھید یہ ہے کہ بچوں کی معصومیت کی مشابہت سے یہ عمل خدا تعالیٰ کو پسند ہو پھر فرمایا کہ ایک بزرگ تھے انہوں نے جوتا پہننا چھوڑ دیا تھا یہ خیال کر کے کہ جب امیروں کے فرش پر لوگ جوتا نہیں پہنتے تو امیر الامراء خدا تعالیٰ کے فرش زمین پر کیوں جوتا پہنوں وہ بڑے کامل گزرے ہیں۔ فرمایا فقراء صوفیاء کے بھی عجیب حال گزرے ہیں وہ خدا میں محو ہوتے تھے اور خدا میں ہو کر وہ سب کام کرتے تھے ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ ان کے مرید نے توجہ الی اللہ کا

سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک بزرگ ہیں ان کے پاس جاؤ یہ بات وہاں حل ہوگی۔ اس نے عرض کیا کہ جناب راستہ میں ایک دریا ہے اس سے کس طرح پار ہوں گا انہوں نے کہا کہ دریا سے یہ کہنا کہ میرے مرشد نے کبھی کھانا نہیں کھایا یہ سچ ہے تو اے دریا مجھے راستہ دے دے وہ شخص چل پڑا لیکن خیال کیا کہ ہر روز میرے سامنے یہ کھاتے پیتے ہیں میں کیونکر دریا سے جھوٹ بات کہوں اسی خیال میں کئی منزلیں طے کرکے دریا کے اوپر پہنچا اور دریا کو یہ پیغام اپنے مرشد کا سنادیا دریا کا پانی کم ہوگیا اور وہ اس میں سے آسانی سے پار ہوگیا جب ان بزرگ کے پاس پہنچا تو ان سے یہ سب کیفیت توجہ الی اللہ کے سوال اور دریا اور مرشد کے جواب کی سنائی تو ان بزرگ نے چند روز کے بعد جواب دیا کہ اپنے مرشد سے ہمارا اسلام کہو اور پھر یہ کہو کہ ہم نے یہ سوال حل کردیا اس نے کہا کہ دریا سے میں کس طرح پار ہونگا میرے مرشد نے تو یہ کہا تھا ان بزرگ نے کہا کہ میری طرف سے دریا کو کہدینا کہ جس کے پاس سے میں آیا ہوں وہ کہتے ہیں کہ میں نے تمام عمر میں اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی۔ یہ سن کر وہ شخص اور بھی حیران ہوگیا اور دل ہی دل میں خیال کرتا ہوا چلا کہ ان کے ایک چھوڑ دو بیویاں ہیں اور لڑکے لڑکیاں ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی سے ہم بستر نہیں ہوئے۔ آخر دریا کے پاس آکر وہی انکا ارشاد دریا سے کہدیا دریا یہ سن کر پایاب ہوگیا اور یہ شخص آسانی سے پار ہوگیا اور سفر طے کرکے مرشد کے پاس آیا اور سب حال بیان کیا اور کہا کہ وہ سوال وصول الی اللہ اور توجہ باللہ کا تو الگ رہا مجھے آپ کی اور ان کی ان باتوں پر بڑا تعجب ہے ان باتوں میں کیا بھید ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم جو کام کرتے ہیں خدا تعالٰی کے حکم کے ماتحت اور اُبْتِغَاءَ لِوَجْهِهٖ کرتے ہیں ہمارا اپنا ارادہ کوئی نہیں ہوتا پس وہ شخص اپنے سوال کا جواب پاکر سمجھ گیا۔

میں نے اسی روز سے حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ بات سن کر جوتا پہننا

چھوڑ دیا اور ایک سال تک نہ پہنا یہ مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اب میں جوتا نہ پہنوں گا بعض احباب نے مجھ سے یہ سوال بھی کیا کہ جوتا کیوں نہیں پہنتے ننگے پاؤں کیوں رہتے ہو بعض نے کسی تکلیف کا سبب سمجھا بعض نے تنگدستی پر خیال کرکے مجھے اپنے پاس سے جوتا خرید کر دیا میں نے ان کو کچھ جواب نہ دیا اور نہ کسی سے جوتا لیا۔

جب ایک سال مجھے ننگے پاؤں رہتے رہتے گذر گیا تو ایک روز میں صبح کی نماز سے پہلے درود شریف پڑھ رہا تھا جو دو شخص خوبصورت جوان موٹے تازے لمبے قد کے سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور میرے دونوں بازو پکڑ کر کہا اٹھو چلو تمہیں فری میسن بنائیں گے میں یہ سن کران کے ساتھ ہولیا اور دل میں خیال کرتا تھا کہ فری میسن کا نام سنتے سنتے ایک مدت گزر گئی اور اس کی نسبت مختلف باتیں بھی سنی ہیں شنیدہ کے بود مانند دیدہ اب خود ہی دیکھ بھال لوں گا۔ وہ دونوں آدمی مجھے ایک عالی شان پختہ چونہ گچ خوبصورت مکان کی طرف لے گئے ایک بہت بڑا عظیم الشان دروازہ دکھائی دیا اور اس کے اندر ایک فراخ کشادہ صحن پختہ بنا ہوا ہے مگر انہوں نے ابھی تک میرے دونوں بازو نہیں چھوڑے اور میرے دل میں انبساط سرور اور ازحد خوشی تھی میں نے بہت سے مکان بادشاہوں راجوں اور نوابوں کے دیکھے مگر یہ خوبصورتی اور عمدگی کسی میں نہیں دیکھی روشنی کا یہ عالم تھا کہ سورج کی روشنی اسکے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی تھی پھر باایں ہمہ خوبی و نورانی ہونے کے آنکھوں میں خیرگی یا تاریکی یا چکاچوند نہ تھی بلکہ آنکھوں میں ٹھنڈک اور زیادتی روشنی چشم تھی اور اس فرش کے اوپر ایک اور سربفلک اس سے بھی زیادہ خوبصورت ایک عظیم الشان دروازہ مگر بند اس کے اوپر بالا خانہ کی صورت مکان اور اس کے تین یا پانچ دروازے درمیانی تھے اور ان دروازوں پر نورانی سرخ سرخ چلمنیں پڑی تھیں اور اندر بہت کثرت سے روشنی تھی ان دو شخصوں نے مجھے اس دروازہ کے سامنے چلمنوں والے

بالاخانہ کے نیچے کھڑا کردیا اس جھل مل جھل مل روشنی و نور کی شعاعوں میں معلوم ہوا کہ یہ دو شخص دو فرشتے اور اس مکان میں اللہ تعالیٰ جل شانہ و عم نوالہ ہے اور یہ سب اسی کی تجلّی ہے میں مؤدب دست بستہ کھڑا ہوگیا اور نیچے کی طرف نگاہ رکھی ہاں کبھی کبھی اس تجلّی الٰہی کی طرف کچھ یوں ہی سی نظر اٹھا کر دیکھ لیتا تھا۔

میں اور وہ دونو فرشتے وہاں کھڑے رہے اندر سے آواز آئی کہو اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہُ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہُ پھر فرمایا توحید کو میری قائم کرو۔ توحید مجھے محبوب ہے غرض اسی طرح ایک لمبے عرصہ تک یہ وعظ فرمایا ہر جملہ کے ساتھ توحید کا لفظ تھا میرے پیر نہیں تھکے اور نہ میں گھبرایا ایک لذت ایک سرور اور انشراح مجھے حاصل تھا اور میں ذوق و شوق اور طمانیت قلب اور روح سے یہ سب سنتا رہا پھر یہ نظارہ غائب ہوگیا۔ وہ تمام وعظ لفظ بلفظ مجھے یاد تھا میں نے اپنی یاد داشت اور حافظہ پر بھروسہ کرکے یہ خیال کیا کہ اب اذان تو ہوگئی ہے بعد نماز کے سب لکھ لوں گا مگر افسوس مجھے یاد نہ رہا۔ اگر میں اسی وقت لکھ لیتا تو لکھ ہی لیتا۔ خیر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی ہوا اور میرا حافظہ اور ذہن کام نہ آیا پھر میں تازہ وضو کرکے مسجد میں گیا ابھی دو سنت ہی پڑھی تھیں جو حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے آئے نماز پڑھ کے بیٹھ گئے آپ کی اکثر عادت تھی کہ بعد نماز فجر دن نکلنے تک بیٹھے رہتے اور دینی باتیں جن میں تعلیم و ہدایت اور معرفت و رشد کے متعلق ہوتی تھیں اور اپنے الہام اور رویاء بھی سناتے اور لوگوں کے خواب سنتے میں نے بھی یہ واقعہ آپ کو سنایا غور سے سنتے رہے اور فرمایا بہت ہی اچھا ہے خدا تعالیٰ مبارک کرے اور بیش از بیش انعام عطا فرمائے۔ فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ اسی وقت لکھ لیتے ہمیں بھی ایک دو دفعہ ایسا ہی ہوا کہ بعض باتیں ہمیں خدا کی طرف سے معلوم ہوئیں ہم نے اپنی یاد اور حافظہ پر بہت بھروسہ کرکے خیال کیا کہ دن کو لکھ لیں گے مگر وہ باتیں یاد سے اتر گئیں اب ہم

نے یہ التزام کیا ہوا ہے کہ دوات و قلم یا پنسل پاس رکھ کے سوتے ہیں اور جو کچھ امر معلوم ہوتا ہے اسی وقت لکھ لیا جاتا ہے اس واقعہ کے کئی روز بعد آپ نے خود محسوس کیا یا واللہ اعلم حافظ حامد علی صاحب نے آپ سے ذکر کیا ہو کہ صاجزادہ صاحب کے پاس جوتا نہیں ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک جوڑا جوتا کا نیا نکور سرخ زری کا شاید فضل النساء بی بی کے ہاتھ یا امام بی بی کے ہاتھ میرے پاس بھیجا اور فرمایا یہ پہن لو میرا اور تمہارا پیر ایک ہی ہے۔ میں نے پہن لیا کیونکہ میرا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا یہ سب کچھ برکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت بابرکت کا اثر تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

کسی شخص نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی سے کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے ہیں تو بہت سے احباب ساتھ ہوتے ہیں گرد و غبار اڑ کر حضرت صاحب پر پڑتا ہے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اور لوگ آگے پیچھے دائیں بائیں ہو لیتے ہیں اور حضرت کا سر اور چہرہ مبارک گرد آلود ہو جاتا ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام بعد نماز مغرب حسب معمول شہ نشین پر مسجد مبارک میں بیٹھے سب احباب مثل ستاروں کے پروانہ وار کوئی چھت پر اور کوئی شہ نشین پر بیٹھ گئے آپ چودھویں رات کے چاند کی طرح معلوم ہوتے تھے بسبیل گفتگو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب سیر کو تشریف لے جاتے ہیں آپ کو گرد و غبار کے اڑنے سے بہت تکلیف پہنچتی ہے اور آپ کا چہرہ اور کپڑے سب گرد آلود ہو جاتے ہیں آپ ان لوگوں کو منع فرماویں کہ ساتھ نہ چلا کریں صرف آپ ایک دو آدمی کو ہمراہ لے جایا کریں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک آیت ☆ قرآن شریف پڑھی جو مجھے اس وقت یاد نہیں رہی اور

☆ خدا کا شکر ہے کہ مولانا شیخ عبدالرحمان فاضل مصری نے وہ آیت مجھے بتادی اور وہ یہ ہے جو سورہ رعد میں ہے۔ لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔

فرمایا کہ اس آیت میں مراد فرشتوں سے آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں جو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے آپ کے پاک کلمات سننے کے شوق میں دوڑتے چلتے تھے اسی طرح سے میرے اصحاب فرشتے ہیں جنہوں نے مجھے صدق دل سے قبول کیا ہے اور میری باتوں کو بڑے شوق سے کان لگا کر میرے آگے پیچھے دائیں بائیں دوڑ دوڑ کر سنتے ہیں ہدایت پاتے ہیں۔ مجھے اس میں کوئی تکلیف نہیں بلکہ بہت بڑی خوشی ہے میں ان کو اس بات سے روک نہیں سکتا۔ یہ خدا کا فعل ہے خدا نے ہمیں بھی فرمایا ہے وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ لوگوں کی ملاقات سے ہرگز نہ تھک جانا۔

محمد اسمٰعیل سرساوی جو ہمارا ہم وطن اور ہم محلہ ہیں اور کچھ شاگرد بھی پہلے تو مجھ سے بڑی محبت تھی جب قادیان کا ذکر سنا تو مجھ سے متنفر ہو گئے چونکہ تخم سعادت دل میں تھا اس نفرت میں دعائیں کرتے رہے کہ الٰہی اگر پیر صاحب راہ راست اور حق پر ہیں تو مجھے انکے رنگ میں رنگین کر اور مجھے توفیق دے کہ میں بھی یہی راہ اختیار کروں اور جو الٰہی تیرے نزدیک راہ راست اور حق پر نہیں تو ان کو اس سے ہٹا دے اور ہدایت کر۔ در حقیقت یہی سچے دل سے دعا نکلی ہوئی کارگر ہوگئی اور خدا نے راہ راست دکھادی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق رفیق عطا کی۔ ایک روز ایسا ہوا کہ سورہ کافرون کی آیت لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کے انہوں نے وہ معنے کئے جو غیر احمدی کیا کرتے ہیں جو منافقت کا رنگ پایا جاتا ہے کہ تمہارا دین تمہیں نصیب رہے اور ہمارا دین ہمیں نصیب رہے تم اپنے دین پر قائم رہو ہم اپنے دین پر رہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ بد نصیبی اور ناسمجھی سے منسوخ بھی بتلاتے ہیں اور یہ ایسے معنے ہیں کہ جس سے اسلام اور قرآن اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے تمام مقاصد درہم برہم ہو جاتے ہیں اور ناسخ و منسوخ کے مسئلہ سے معاذ اللہ خدا کی بے علمی ثابت ہوتی ہے اور اس کی صفت علم پر بدنما دھبہ لگتا ہے۔ خیر میں نے وہ معنے کئے جو اللہ

تعالٰی کی شایان شان اور اسلامی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی منشا اور مقاصد کے مطابق تھے جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے سنے تھے۔ میں ان دونوں کو مختصر طور سے جہاں تک مجھے سمجھ اور میرے قلم میں طاقت ہے لکھتا ہوں تاکہ کسی اہل دل اور سعید و رشید روح کو فائدہ پہنچ جائے۔

پہلے میں مولانا ممدوح و مرحوم کے معنے لکھتا ہوں جو لف و نشر مرتب کے طور پر موزوں ہیں۔ فرمایا اس آیت کو منسوخ بتانا خدا کی شان اور اس کی علم صفت کے منافی ہے قرآن شریف میں کوئی آیت نہ منسوخ ہے اور نہ اس کی ناسخ ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلی نے کئی سو آیتوں میں سے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ مانا ہے ہم کہتے ہیں کہ جس دلیل سے وہ کئی سو آیتیں منسوخ نہیں مانی جاسکتیں اسی دلیل سے یہ پانچ بھی منسوخ نہیں ٹھہر سکتیں۔ من جملہ ان پانچ آیتوں کے ایک یہ بھی آیت ہے جو سورۂ بقرہ میں ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ اور اس آیت کی ناسخ اس آیت کو بتایا ہے جو اسی سورہ کے اس رکوع کے ساتھ ہی کے پہلے رکوع میں ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ان دونوں آیتوں کو ناسخ و منسوخ کی یہ وجہ بتائی ہے کہ چونکہ پہلی آیت میں ایک سال کی بیوہ کے واسطے عدت ٹھہرائی تھی اس دوسری آیت سے ایک سال کو منسوخ کر کے صرف چار مہینے دس دن کی میعاد عدت کی مقرر کی اگر ایک آیت کو دوسری آیت کی ناسخ نہ مانی جائے تو تناقض لازم آتا ہے اور تناقض اور اختلاف قرآن میں جائز نہیں۔ بات یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں کو ناسخ و منسوخ سے کوئی تعلق نہیں دوسری آیت میں چار مہینے دس دن عدت کے مقرر کئے ہیں اور پہلی آیت ایک سال کی رخصت دی گئی ہے کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ایک سال تک ٹھہرنا پڑے تو

کوئی حرج نہیں بلکہ رخصت اور اجازت ہے۔
اسی طرح لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے کرتوت اور اعمال کی سزا تم کو بھگتنی پڑے گی اور ہمارے اعمال کی ہم کو جزا ملے گی اور ہم فتح یاب اور کامیاب ہوں گے اور تم ناکام و نامراد ہو گے چنانچہ تمام قرآن شریف مومنوں کی فلاح و کامیابی اور کافروں اور مشرکوں کی ہزیمت اور ناکامی و نامرادی سے بھرا پڑا ہے۔ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰہِ اور سورۃ تَبَّتْ یَدَآ میں بھی یہی بیان کیا یہاں رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا میں ولی دین کی تشریح کی اور تبت یدا میں مخالفوں کی حالت کی پیشگوئی کی کہ ہر ایک شخص جو ابولہب کی خاصیت اور صفت رکھتا ہے وہ ابولہب ہے اور وہ مومنوں کے مقابل نیست و نابود اور خوار و ذلیل کیا جائے گا پھر اس کے بعد قل ہو اللہ احد یعنی سورۂ اخلاص رکھی اور فرمایا کہ آخری زمانہ میں وَلَدُ اللّٰہ کہنے والے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہی پکاریں گے یہ ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے جو اس آخری زمانہ میں پوری ہوگی اسی کے مطابق وہ حدیث ہے کہ آخری زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب ہوگا یعنی توحید الٰہی کا ڈوبا ہوا سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا۔
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قرآن شریف میں ناسخ و منسوخ ہرگز جائز نہیں لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کو جو لوگ منسوخ بتاتے ہیں وہ سمجھتے نہیں چونکہ اس سورۃ کا نام سورۃ التفریق بھی ہے کہ یہ مومنوں اور کافروں میں فرق بتانے والی اور امتیاز پیدا کرنے والی سورۃ ہے کہ اب ہم میں اور تم میں یہ کھلا اور بین امتیاز اور فرق ہے کہ جس خدا کے ہم پوجنے والے اور عابد ہیں تم اس کے نہیں اور جنکی تم عبادت کرتے ہو ہم انکی عبادت نہیں کرتے اور یہ ہمیشہ کے واسطے تفرقہ ہوگیا ہے۔ ہمارے اعمال توحید اور تفرید الٰہی سے ہمارا جسم اور روح بھرپور ہوگیا ہے اور تم میں شرک اور غیر خدا کی عبادت رچ گئی ہے پھر کیونکر ہمارا تمہارا ریل میل اور صفائی ہو سکتی ہے ہمارا خدا ہمارا معبود

وہ ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے قدرت اس میں خالقیت اس میں رحمانیت رحیمیت اس میں قدوسیت اس میں اپنے پیاروں اور برگزیدوں سے کلام کرنے کی صفت اس میں غرض ہمہ صفت موصوف ہے اور تمہارے معبود باطل اور کسی صفت سے بھی متصف نہیں ان سے تو انسان ہی بہتر اور اولیٰ تر ہے وہ اس سے بھی گئے گذرے ہیں لَكُمْ دِيْنُكُمْ تم اس نظارہ کو اس حقیقت کو چند روز میں دیکھ لوگے اور اپنے کئے کا نتیجہ بھگتو گے یہ بت وغیرہ تمہاری کوئی مدد کوئی نصرت نہیں کرسکتے فرمایا جس خدا کو آنحضرت ﷺ پیش کرتے تھے کفار مکہ اس خدا کو نہیں مانتے تھے اگرچہ وہ خدا کو مانتے تھے مگر بے کار کو اسی وجہ سے وہ شرک میں گرفتار ہوگئے انہیں کے مقابلہ اور بطلان پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور سورۃ الفیل نے بتادیا کہ آنحضرت ﷺ کا وجود باجود بیت اللہ ہے اور تم لوگ اصحاب فیل کی طرح ہو اور تمہارے معبود فیل اور اور اصحاب فیل سے بھی کمزور۔ خدا تعالیٰ نے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ سے واضح کردیا کہ تم اور وہ جن کی تم پرستش کرتے ہو ہیچ اور ناکارہ ہیں۔

رہی ناسخ و منسوخ ان لوگوں نے اپنی ناسمجھی سے بنالیا۔ قومی یا وقتی ناسخ و منسوخ تو جائز ہے۔ جیسے ایک بچہ ہے اس کے کپڑے جوانی میں منسوخ ہوجاتے ہیں۔ ایک پاجامہ جس کا رومال نہیں ہوتا اور آگے پیچھے کھلا پیشاب پاخانہ کے واسطے ہوتا ہے بڑے ہوکر اس کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے اور جوان آدمی ایسا پاجامہ نہیں پسند کرتا اور پہنتا۔ اسی طرح گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں منسوخ ہوجاتے ہیں اسی سے سمجھ لو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے جتنی تعلیمیں تھیں وہ وقتی اور زمانی تھیں۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کی تعلیم کل عالم اور قیامت تک کے لئے ہے اس صورت میں ناسخ و منسوخ کو کیا تعلق ہے۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ میں مومن و مشرک کا کھلا فرق بتایا ہے۔ اسی طرح اور بعینہٖ اسی طرح خدا نے ہمیں بھیجا

تاکہ سچے خدا کو پیش کیا جائے سو ہم جس خدا کو منواتے ہیں آجکل لوگ اس خدا کو نہیں ماننا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت ہندوؤں نے تو کروڑوں خدا بنالئے اور آریوں نے توحید کا بظاہر دم مار کر خدا انکما ثابت کرکے ذرہ ذرہ کو خدا بنالیا۔ اور مسلمانوں میں جو مقلد ہیں انہوں نے بھی بزرگوں کو خدا بنالیا اور جو اہل حدیث یا مؤحد کہلاتے ہیں انہوں نے بجائے تثلیث کے تربیع بنالی یعنی چار خدا ایک تو خدا دوسرا خدا دجال تیسرا خدا مسیح چوتھا خدا شیطان۔ اس تربیع میں مقلد غیر مقلد یکساں ہم عقیدہ ہیں۔ مولوی غوث علی صاحب پانی پتی اور ان کے مرید شیطان کو سلطان المؤحدین کہتے تھے اور کفر واسلام میں کوئی فرق ہی نہیں رکھتے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے انہوں نے جوگیوں سنیاسیوں سے تعلیم پائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نفرت سے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال سچ یہ ہے کہ ان کے دل مسخ ہوگئے اور ان کی روح مرگئی یہ اسلام کو سمجھتے ہی نہیں ان کو اسلام کی تعلیم کی کچھ خبر ہی نہیں۔

یہ باتیں سن کر اسمٰعیل کی آنکھیں کھل گئی اور یکدم اس میں تبدیلی ہوگئی میں جو سینہ پر ہاتھ باندھتا تھا ایک دن مجھ سے پوچھا کہ حضرت صاحب یعنی مسیح موعود علیہ السلام کہاں ہاتھ باندھتے تھے میں نے کہا سینہ پر پس اسی روز سے میاں اسمٰعیل نے بھی سینہ پر بلا خوف ہاتھ باندھنے شروع کئے دل چلا اور ذہین تو تھا ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں اور کلمات طیبات شوق سے سننا شروع کردیا اور تبلیغ بھی شروع کردی جو ملتا اسی کو تبلیغ کرنی اپنے اوپر لازم کرلی لوگ کچھ مخالفت کرتے اور کچھ ہنستے۔ پھر میرے ساتھ قادیان آپہنچا اور اکثر آپ کے پس پشت بیٹھ کر مونڈھے اور گردن اور بازو دبایا کرتا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک روز کہا کہ ایسا مت کیا کرو حضرت صاحب کو تکلیف پہنچتی ہے آپ شفقت ومہربانی سے منع نہیں کرتے ہوں گے مولوی صاحب موصوف نے ازخود منع نہیں کیا بلکہ یہ تحریک مولوی برہان الدین صاحب جہلمی مرحوم نے کی

تھی حضرت اقدس علیہ السلام جب بعد نماز مغرب حسب معمول مسجد مبارک کے اوپر کے حصہ کی شہ نشین پر رونق افروز ہوئے تو میاں اسمٰعیل اپنی عادت کے موافق آپ کے پیچھے بیٹھ کر مونڈھے بازو گردن دبانے شروع کئے اور عرض کیا کہ حضرت آپ کو میرے یہاں آپ کے پیچھے بیٹھنے اور دبانے سے تکلیف ہوتی ہے اگر تکلیف ہوتی ہے تو نہ بیٹھا کروں۔ فرمایا کیوں نہیں بیٹھا کرو ہمیں تکلیف نہیں ہوتی پھر عرض کیا کہ حضرت بعض دوستوں کو خیال ہے کہ حضور کو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ انکو خیال تکلیف کا ہوتا ہے ہمیں تکلیف نہیں ہوتی ہمیں تمہارے اخلاص اور عقیدت سے دبانے سے آرام پہنچتا ہے۔

عزیز مذکور کو یہ خیال ہوا کہ نماز میں حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس جماعت میں کھڑا ہوں اور بالالتزام ایسا ہی کیا کہ حضرت اقدس کے پاس ہی کھڑا ہوتا ایک دن بعد نماز دوران گفتگو میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض دوستوں کے حالات ہمیں کشف سے اللہ تعالیٰ معلوم کرا دیتا ہے اس روز سے میاں اسمٰعیل آپ سے علیحدہ کھڑے ہونے لگے کہ خدا جانے بشری کمزوری سے کیا کیا حالات اور خیالات پیدا ہو جائیں اور حضرت صاحب کو معلوم ہو جائے تو خواہ مخواہ شرمندگی ہو یہ اس عزیز کا نرا خیال تھا یہ لوگ بڑے پردہ پوش ہوتے ہیں اور ان کو تو اپنے آپ کی بھی خبر نہیں رہتی بلکہ کسی کیلئے خطرہ معلوم کرنے پر اس کے لئے دعائیں اور توجہ کرتے ہیں پاس کھڑے ہونے سے بیٹھنے سے بڑے ہی فوائد ہیں اور میں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ حضرت اقدس کی صحبت اور پاس بیٹھنے ساتھ چلنے پاس کھڑے ہونے سے بڑے فوائد پہنچے اور خطرات دفع ہوئے جنکو میں لکھوں گا اور کچھ اول حصہ اور کچھ اس میں لکھ چکا ہوں۔

اسی عزیز مذکور نے ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سے پوچھا کہ حضور امام کے پیچھے نماز میں الحمد کے بعد اگر کوئی سورۃ یا آیت پڑھ لیا کریں تو کچھ حرج تو نہیں فرمایا کوئی حرج نہیں۔

ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب صاجزادہ حضرت مخدومنا میر ناصر نواب صاحب اور عزیز مذکور میاں اسمٰعیل سرساوی دونوں مل کر اکثر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں جاتے آپ دیکھ کر فرماتے اسمٰعیلین پھر یہ دونوں آپ کے پائے مبارک دبانے بیٹھ جاتے۔

میاں جان محمد صاحب مرحوم اور گلاب نجار یہ پرانے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے ہم عمر یا غالباً کچھ بڑے تھے وہ بیان کیا کرتے تھے اب وہ فوت ہوگئے اور ایک ضعیف العمر ہندو جاٹ جو حضرت اقدس علیہ السلام سے بیس برس بڑا تھا اور قادیان سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا رہنے والا تھا جو وہ بھی مدت ہوئے فوت ہوگیا میں نے اس کو بہت ضعیف اور سفید ریش دیکھا ہے وہ اپنے گاؤں کا نمبردار بھی تھا یہ تینوں حضرت میرزا غلام مرتضٰی صاحب اور میرزا غلام قادر صاحب مرحومین کی خدمت میں بچپن سے بہت رہے ہیں تاوقتیکہ ان دونوں صاحبان نے وفات پائی سوائے ان کے اور لوگوں سے اور بڑھیا عورتوں سے میں نے یوں سنا ہے اور مجھے سننے اور آپکے حالات دریافت کرنے کا شوق بھی تھا۔ ان سب کا متفق اللفظ یہ بیان ہے کہ مرزا غلام احمدؑ اپنے بچپن کے زمانہ سے اب تک جو چالیس سے زیادہ ہوگئے نیک بخت اور صالح تھے اکثر گوشہ نشین رہتے تھے سوائے یادالٰہی اور کتب بینی کے آپ کو کسی سے کوئی کام نہ تھا کھانا بھیج دیا تو کھالیا کپڑا بنا کے دیدیا تو پہن لیا اور اپنے والدین کے دنیاوی معاملات وامور میں فرماں بردار اور انکے ادب اور احترام میں فردگزاشت نہیں کرتے تھے بچپن میں جو کبھی بچوں میں کھیلتے تو کوئی شرارت یا جھوٹ یا فریب نہ کرتے نہ مار پیٹ اور شور کرتے ہاں کئی بار ایسا ہوا کہ کسی لڑکے کی بھوک محسوس کرتے تو والدہ سے روٹی لاکر دے دیتے خود حضرت اقدس نے ایک بار اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا:... ایک لڑکا بھوک سے مضطرب تھا اور روٹی کا وقت بھی گذر چکا تھا۔ والدہ صاحبہ گھر نہیں تھیں۔ ہم نے چپکے سے سیر بھر کے قریب دانے (غلہ) نکال کر اس کو دے دیئے تا کہ وہ بھنا کر اپنا پیٹ بھرلے۔ پھر آپ یہ

بات بیان کر کے ہنستے رہے ایک دفعہ ذکر میں ذکر آیا تو فرمایا کہ آج تک ہم نے کسی کو تھپڑ تک نہ مارا ہے اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ جب مرزا غلام مرتضٰی صاحب سے کوئی رئیس یا حاکم ملنے کے لئے آتا تو وہ دریافت کرتا کہ مرزا صاحب آپ کے بڑے صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب سے تو ملاقات ہو جاتی ہے اور وہ ملتے جلتے رہتے ہیں لیکن سنتے ہیں کہ آپ کے اور بھی ایک صاحبزادہ ہے ان سے کبھی ملاقات ہوئی اور نہ دیکھے ان کو بلواؤ تو سہی دیکھ ہی لیں جناب میرزا صاحب فرماتے کہ ہاں میرا دوسرا لڑکا غلام قادر سے چھوٹا ہے تو سہی پردہ تو الگ ہی رہتا ہے وہ ایک دلہن ہے لڑکا نہیں لڑکی ہے شرم سے کسی سے ملاقات نہیں کرتا میں بلواتا ہوں اُن میں سے جنکا ذکر اوپر لکھ چکا ہوں جو حاضر ہوتا بلوانے کے لئے بھیجتے پس آپ نظر بر پشت پا دوختہ والد کے پاس ذرا فاصلہ سے آکر آنکھیں نیچی کر کے بیٹھ جاتے اور یہ عادت تھی کہ بایاں ہاتھ اکثر منہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور کچھ نہ بولتے اور نہ کسی کی طرف دیکھتے مرزا غلام مرتضٰی صاحب فرماتے کہ آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا۔

خاکسار ایک لمبے عرصہ تک حضرت اقدس علیہ السلام کی صحبت میں رہا اور خلوت و جلوت میں آپکے پاس رہنے کا بالالتزام اتفاق رہا یہی آپکی عادت شریف دیکھی کہ بایاں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر بیٹھتے کبھی آنکھ ملا کر کسی سے بات نہ کرتے اگر ہمارا منہ کسی اور طرف یا نیچے اوپر ہوتا تو آپ ہماری طرف دیکھتے اور جب ہم آپکی طرف دیکھتے تو فوراً آنکھ نیچی کر لیتے آپ میں ایسی شرم تھی جیسے کنواری لڑکیوں میں ہوتی ہے کسی کی بات کاٹ کر بات نہ کرتے تھے۔

وہ معمر ہندو جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ایک روز قادیان میں آیا ہم بہت سے آدمی گول کمرہ میں کھانا کھا رہے تھے محمد اسمٰعیل سرساوی کھانا کھلاتے تھے ہم سے اس نے کہا کہ مرزا جی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہاں ہیں ہم نے کہا وہ اندر ہیں اس نے کہا بلا دو۔ اسمٰعیل نے کہ ہم اب غیر وقت نہیں بلا سکتے آپ

کسی کام میں مشغول ہیں جب وہ اپنے وقت پر تشریف لائیں گے دیکھ لینا یا مل لینا جب اس نے معلوم کیا کہ یہ نہیں بلائیں گے تو خود ہی بیدھڑک آواز دی کہ مرزاجی کہاں ہو باہر آؤ۔ حضرت اقدس علیہ السلام برہنہ سر اسکی آواز سن کر باہر تشریف لائے اور اس کی صورت دیکھ کر تبسم فرمایا اور پوچھا سردار صاحب اچھے ہو راضی ہو خوش ہو بہت روز میں ملے اس نے کہا ہاں میں خوش ہوں بڑھاپے نے ستار کھا ہے چلنا پھرنا دشوار ہے اور پھر کھیت کیار کا کام ہے اس سے فرصت نہیں ملتی ہے مرزاجی تمہیں وہ باتیں پہلی بھی یاد ہیں کہ تمہارے والد تم کو کہا کرتے تھے کہ میرا بیٹا غلام احمد مسیتڑ ہے (مسجد کا ملا اور ہندوستان میں بہت نماز پڑھنے والے کو مسجد کا مینڈھا حقارت سے کہا کرتے ہیں) نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے چل تجھے کسی گاؤں کی مسجد میں مقرر کرادوں دس من دانے (اناج) تو خور ونوش کے لئے کمالیا کرنا۔ دیکھو میں تمہیں بلاکر آپ کے والد کے حکم سے لایا کرتا تھا اور آپ کو افسوس کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اور سب کام چھوڑ چھاڑ کر چلے آتے آج وہ زندہ ہوتے یہ موج یہ لہر بہر دیکھتے کہ یہ وہی ہے جس پر ہم افسوس کیا کرتے تھے کیسا بادشاہ بنا بیٹھا ہے اور سینکڑوں آدمی دور دور سے آتے ہیں اور تمہارے در کے غلام اور سلامی یہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں ہر طرح کے سامان ہیں جو لوگوں کی نظروں میں حقیر تھا آج وہ معزز اور عظیم الشان ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہمیں سب باتیں یاد ہیں یہ سب کچھ خدا کا فعل ہے ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور اس کی باتوں کو سن کر ہنستے رہے اور فرمایا ٹھہرو تمہارے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ اندر مکان میں تشریف لے گئے اور میں اس کو اپنے قیام کی جگہ لے گیا اور آرام سے بٹھا کر کہا کہ یہ باتیں تو تمہاری میں نے سن لیں کچھ اور باتیں حضرت اقدس علیہ السلام کی سناؤ تم پرانے آدمی ہو۔

اس نے کہا میں کیا کیا باتیں مرزاجی کی سناؤں ایک دفتر لکھنے کو چاہئے میں ان

کی پیدائش کے زمانہ سے پہلے کا ہوں اور میں نے ان کو گود میں کھلایا ہے۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا شرارت فساد جھوٹ گالی کبھی اس میں نہیں ہم اور ہمارے ہم عمر اس کو ست اور سادہ لوح اور بے عقل سمجھا کرتے تھے کہ یہ کس طرح گھر بسائے گا سوائے الگ مکان میں رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں تھا نہ کسی کو مارا نہ آپ مار کھائی۔ نہ کسی کو برا کہا نہ آپ کو کہلوایا ایک عجیب پاک زندگی تھی مگر ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی۔ نہ کہیں آنا نہ جانا نہ کسی سے سوائے معمولی بات کے بات کرنا اگر ہم نے کبھی کوئی بات کہی کہ میاں دنیا میں کیا ہو رہا ہے تم بھی ایسے رہو اور کچھ نہیں تو کھیل تماشہ کے طور پر ہی باہر آیا کرو تو کچھ نہ کہتے ہنس کے چپ ہو رہتے تم عقل پکڑو کھاؤ کماؤ کچھ تو کیا کرو یہ سن کر خاموش ہو رہتے آپ کے والد مجھے کہتے نمبردار جا غلام احمد کو بلا لاؤ اسے کچھ سمجھادیں گے میں جاتا بلا لاتا والد کا حکم سن کر اسی وقت آجاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے اور نیچی نگاہ رکھتے۔ آپ کے والد فرماتے بیٹا غلام احمد ہمیں تمہارا بڑا فکر اور اندیشہ رہتا ہے تم کیا کرکے کھاؤ اس طرح سے زندگی کب تک گزارو گے تم روزگار کرو کب تک دلہن بنے رہو گے خورد نوش کا فکر چاہئے دیکھو دنیا کماتی کھاتی پیتی ہے کام کاج کرتی ہے۔ تمہارا بیاہ ہو گا بیوی آوے بالک بچے ہوں گے وہ کھانے پینے پہننے کے لئے طلب کریں گے ان کا تعہد تمہارے ذمہ ہو گا۔ اس حالت میں تو تمہارا بیاہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کچھ ہوش کرو اس غفلت اور اس سادگی کو چھوڑ دو۔ میں کب تک بیٹھا رہوں گا بڑے بڑے انگریزوں افسروں حاکموں سے میری ملاقات ہے وہ ہمارا لحاظ کرتے ہیں میں تم کو چٹھی لکھ دیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ یا کہو تو میں خود جاکر سفارش کروں تو مرزا غلام احمد کچھ جواب نہ دیتے وہ بار بار اسی طرح کہتے آخر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ ابا بھلا بتلاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب

العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پرواہ ہے ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹا جاؤ اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔ جب یہ چلے جاتے تو ہم سے کہتے کہ یہ میرا بیٹا مُلّاں ہی رہے گا۔ میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس بیس من دانے ہی کما لیتا مگر میں کیا کروں یہ تو ملاگری کے بھی کام کا نہیں ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں چالاک آدمیوں کا ہے۔ پھر آب دیدہ ہو کر کہتے کہ جو حال پاکیزہ غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ، یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے یہ بات کہہ کے وہ بڈھا ہندو بھی چشم پر آب ہو کر کہنے لگا کہ اب مرزا غلام مرتضیٰ زندہ ہوتا اور اس کا یہ عروج اور ترقی کا دیکھتا کہ دنیا کے عقلمند اور مولوی ملا اس کے در کے محتاج ہیں اور خدا نے وہ مرتبہ اس کو دیا اور اپنا وہ جلوہ قدرت دکھایا کہ سب کی عقل اور علم اس کے آگے ہیچ ہیں۔ خاکسار کہتا ہے کہ میں نے اپنی طرف سے نہ گھٹایا نہ بڑھایا صرف اس کی زبان پنجابی کا ترجمہ کیا ہے۔ مفہوم بعینہٖ وہی ہے جو اس نے بیان کیا۔

بعض آدمیوں کی زبانی میں نے یہ بھی سنا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور چلی آتی ہے کہ کوئی عالی شان انسان ہمارے خاندان میں پیدا ہو گا شاید وہ یہی ہو یعنی مرزا غلام احمد (علیہ السلام)۔

میں دارالامان سے بٹالہ کسی کام کو گیا اور حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت طلب کی فرمایا جاؤ اور بیس روپیہ دئے کہ اس کا سودا لیتے آنا۔ میں نے تمام سودا خریدا شاید دو روپیہ بچ گئے واپس قادیان کو آتے ہوئے یکہ میں ایک ہندو بھی سوار ہو لیا وہ بھی قادیان کو آتا تھا لیکن اس کو کسی دوسرے گاؤں آگے جانا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جانتے ہو

اس نے کہا میں خوب جانتا ہوں اور تم سے زیادہ واقف ہوں میں نے کہا کہ کوئی ایسی بات آپ کو معلوم ہو کہ جس سے اچھا برا جو کچھ بھی حال ہو معلوم ہو جائے اس نے کہا کہ میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے (علیہ السلام) میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں اب بھی وہی ہیں۔ سچا۔ امانت دار۔ نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے اور پرمیشور اپنے جلوے آپ دکھا رہا ہے اگر ایسے ہی لوگوں میں پرمیشور اوتار نہ لے تو پھر کس میں اپنا روپ دھار کر اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔ یہ الفاظ اسی کی زبان کے ہیں میں نے نوٹ کر لئے تھے۔ میں جب قادیان آیا اور آپ کو وہ سودا دے کر جو آپ نے منگایا تھا دو روپیہ بھی دیدئے فرمایا یہ کیسے میں نے عرض کیا کہ سودا میں سے بچ گئے ہنس کر فرمایا تم نے صاحبزادہ صاحب کیوں نہ خرچ کر لئے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس خرچ تھا۔ پھر میں نے حساب دینا چاہا فرمایا حساب دوستاں وردل ہم دوستوں سے حساب نہیں لیا کرتے اور نہ یہ ہمارا کام ہے۔ میں نے پھر اس ہندو کا واقعہ سنایا فرمایا۔ ہاں ہم خوب اس سے واقف ہیں۔

جب خاکسار پہلے پہل حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مجدد ہونے کا دعویٰ تھا میں آپ کو مجدد لکھتا اور غوث وقطب بھی جب آپ کی زبان مبارک سے محدث کا لفظ سنا تو مجدد اور محدث لکھنے لگا اور جب مسیح موعود کا دعویٰ آپ نے کیا تو وہ دونوں لفظ چھوڑ کر مسیح موعود اور نبی اللہ یا رسول اللہ لکھنے لگا خواہ میں جے پور دہلی ہانسی حصار الور۔ شملہ۔ لدھیانہ وغیرہ میں ہوا یا قادیان میں یا کہیں اور یا اپنے وطن میں غرض کہیں ہوتا۔ اندر کا القاب ہمیشہ میرا یہ ہوتا تھا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اور یا اس طرح اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور لفافہ پر اس طرح لکھتا بشرف

ملاحظہ حضرت اقدس مسیح موعود نبی اللہ اوریا اس طرح خدمت مبارک حضرت اقدس مسیح موعود رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان شریف پنجاب۔ میں نے کبھی آپ کا نام عریضہ میں یا لفافہ پر کبھی نہیں لکھا یہ میں خلاف ادب سمجھتا تھا۔ بعض ہمارے مریدوں اور رشتہ داروں نے اعتراض بھی کیا کہ نبی اللہ رسول اللہ نہیں لکھنا چاہئے بلکہ بعض نے یہ بھی کہا کہ مجدد مت لکھو چونکہ تم دو لاکھ آدمیوں کے پیشوا اور مرشد ہو مرزا صاحب کو یہ سند ہاتھ آجائے گی میں نے یہی جواب دیا کہ تم بیوقوف ہو جب خدا تعالیٰ نے یہ منصب آپ کو عطا کیا ہے تو ہم کیا چیز ہیں اور ہمارا لکھنا کیا حقیقت رکھتا ہے یہ تمہارا خیال خام اور ناقص ہے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کو محبت کے پیرایہ میں یہ خمسہ لکھا۔

یوں تو جو چاہو مجھے کہہ لو نہیں کچھ اس کا غم — پوچھتے کیا ہو مرا مذہب حریفانِ حرم
میں نہ کافر ہوں نہ مشرک ہوں محمدؐ کی قسم — رند مشرب کیشم واحدؐ پرستی میکنم
زاہداں معذور داریدم کہ انیم مشرب است

اس کے لکھنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک مولوی صوفی مشرب نے مجھے لکھا تھا کہ تمہارا مشرب کیا ہے لوگ تمہیں کافر اور مشرک کہتے ہیں میں نے اس کے جواب میں یہی خمسہ لکھا تھا پھر میں نے حضرت کی خدمت میں یہی خمسہ لکھا میں اس زمانہ میں اپنے وطن سرسادہ تھا۔

میں نے ڈیڑھ ہزار کے قریب چھوٹے بڑے خط لکھے سب میں یہی القاب لکھا کرتا تھا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ ڈیڑھ ہزار خطوں کا لکھا جانا شاید کسی کو جھوٹ معلوم ہو سو جاننا چاہئے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ جب سیر کا وقت ہو ہمیں یاد دلا دیا کرو تو ایک رقعہ روزانہ تو یہ ہو گیا ااھ سے کہ جب خسوف وکسوف رمضان کے مہینہ میں ہوا اور ایک سال قبل وفات تک۔

میں ۹ھ میں قادیان بالکل ہی آگیا اور اس سے پہلے میں جہاں رہا آٹھویں دسویں دن عریضہ لکھتا رہا اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کتابوں کا میں مہتمم تھا روزانہ دو دو تین تین عریضے لکھتا رہا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے خطوں کا جواب بھی میں لکھتا رہا کبھی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آتے وہ جواب دیتے ورنہ میں ہی ڈاک کا منتظم اور جواب دینے پر مامور رہا دن میں کئی کئی رقعے لکھنے پڑتے تھے سب میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا یا نبی اللہ لکھا کرتا تھا اور جو مہمان آتا اس کی اطلاع بھی بذریعہ رقعہ دی جاتی اور آپ کبھی باہر تشریف لے آتے اور کبھی مہمان کو اندر بلا لیتے غرض جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے۔

ایک شخص بمبئی سے میمن سیٹھ آیا اور پانچ سو روپیہ نقد لایا اور آتے ہی مجھ سے کہا کہ میں حضرت کی زیارت کی غرض سے آیا ہوں اور ابھی واپس جاؤں گا زیادہ مجھے فرصت نہیں ابھی اطلاع کردو کہ آپ باہر تشریف لاویں اور میں زیارت کرلوں۔ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رقعہ لکھا اور سارا حال اس شخص کا لکھ دیا آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب ان کو کہہ دو کہ ہمیں اس وقت دینی کام ہے ہم اس وقت نہیں مل سکتے ظہر کی نماز کے وقت انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ اس سیٹھ نے کہا کہ مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں ظہر تک ٹھہروں میں نے پھر لکھا کہ وہ یوں کہتا ہے پھر آپ نے جواب نہ دیا اور وہ چلا گیا ظہر کے وقت جب حضرت اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں رونق افروز ہوئے بعد نماز ایک شخص نے ذکر کیا کہ ایک میمن سیٹھ بمبئی سے حضور کی زیارت کے لئے آیا تھا اور پانچ سو روپیہ نذرانہ لایا تھا۔ فرمایا ہمیں اس کے روپیہ کی کیا غرض جب اس کو فرصت نہیں تو ہمیں کب فرصت ہے جب اس کو خدا کی غرض نہیں تو ہمیں دنیا کی کیا غرض ہے۔

میرا مطلب اس جگہ رقعوں کی تعداد کی طرف ناظرین کو توجہ دلانے کا ہے اور نیز یہ مقصد ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی بھی اشارۃً یا کنایۃً یا

کھول کر یہ نہیں فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب نبی اور رسول ہمیں مت لکھا کرو۔

شیخ یوسف علی تشامی مرحوم و مغفور نے ایک دفعہ آپ کے قدموں کو مسجد مبارک میں بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ منع ہے ایسا نہیں چاہیئے تو اس ایک فعل کو آپ نے ناجائز سمجھ کر منع فرمایا اور میں بار بار برسوں یا نبی اللہ یا رسول اللہ آپ کو لکھتا رہا کبھی بھی منع نہ فرمایا۔

ایک شخص ضعیف العمر جواب وہ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہے اپنی موت سے چند روز پہلے گول کمرہ کے سامنے کچھ دن کے لئے اپنے وطن مالیر کوٹلہ جانے کی اجازت طلب کر رہا تھا شیخ غلام احمد صاحب واعظ مولوی محمد علی صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم میاں غلام حسین صاحب رہتاسی حال قادیان اور خاکسار اور اور احباب بھی تھے۔ آپ نے فرمایا اب تم ضعیف ہو گئے اور بیمار بھی ہو مت جاؤ زندگی کا اعتبار نہیں اس نے کہا تو خدا کا رسول ہے تو سچا رسول ہے تو بے شک خدا کا رسول ہے میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور صدق دل سے تجھے خدا کا رسول مانا ہے میں تیری نافرمانی اور حکم عدولی کو کفر سمجھتا ہوں بار بار یہ کہتا تھا اور دایاں ہاتھ اٹھا کے اور انگلی سے آپ کی طرف اشارہ کر کے بڑے جوش سے کہتا تھا اور آپ اس کی باتوں کو سن کر بار بار ہنستے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ بس اب آرام کرو اور یہیں رہو جانے کا نام مت لو۔ اس کی آنکھوں سے پانی جاری تھا یہ کہتا ہوا مہمان خانہ کو لوٹا کہ اللہ کے رسول کا فرمانا بچشم منظور ہے۔

ایک صوفی سجادہ نشین نے مجھے خط لکھا کہ مجھے کشف میں بڑا تجربہ ہے اگر مرزا صاحب کو یہ طاقت ہے کہ وہ اہل قبور سے باتیں کرا سکیں تو وہ جس قبر کو میں کہوں اس سے باتیں کر کے اس کا حال دریافت کریں اور بتادیں ورنہ میں بتلادوں گا میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا اور وہ خط دکھایا آپ اس خط کو ہاتھ میں لے کر بہت ہنسے اور فرمایا جو حیی و قیوم خدا سے روز باتیں کرتا ہے اس کو مردوں سے باتیں کرنے کی کیا غرض ہے یا یہ فرمایا کہ کیا مطلب

ہے مردوں سے مردے باتیں کریں اور زندوں سے زندے ہم زندہ ہیں ہمارا مذہب اسلام زندہ ہے ہمارا خدا حیی وقیوم زندہ خدا ہے۔

ایک بڑے مشہور و معروف سجادہ نشین صوفی نے مجھے لکھا کہ قادیان میں تم نے جاکر کیا لیا۔ کبھی آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی خواب میں کی ہے یا مرزا صاحب نے کبھی زیارت کرائی ہے مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ ایک رات میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کرادیتا ہوں آؤ میرے پاس آؤ میں نے یہ خط حضرت اقدس علیہ السلام کو دیا۔ اور یہ عرض کیا کہ میں نے اس کا یہ جواب لکھا ہے کہ تم تو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کرانے کے مدعی ہو۔ ہم پانچ وقت تو بلاناغہ رسول اللہؐ کی زیارت بچشم سر کرتے ہیں جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور خواب میں تو شک کی بہت گنجائش ہے چونکہ ہمیں آپ کی پانچ وقت نمازمیں اور اس کے دوسرے وقتوں میں زیارت ہوتی ہے یہ جواب ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور سچ ہے بے شک صاحبزادہ صاحب لکھدو اور قطعی طور پر لکھدو۔ ہمارا وجود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے اور خدا نے خود ہمیں رسول فرمایا ہے اور یہ بھی لکھ دو کہ خواب میں تو شیطان کا بھی دخل ہوتا ہے پھر فرمایا یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صورت مبارک پر شیطان نہیں بن سکتا مگر یہ ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے آپ کو دیکھا اور جنہوں نے نہیں دیکھا شیطان ان کو دھوکا دے سکتا ہے اور یہ بھی لکھو کہ تمام قرآن شریف پڑھ کر دیکھ لو یہ ذکر کہیں نہیں پاؤ گے کہ کسی نبی ورسول کی خواب میں زیارت کرنی چاہئے اور نہ یہ ضروری ہے ہاں قرآن شریف ایمان اور تقویٰ اور عبادت سے بھرا پڑا ہے کہ ایمان لاؤ تقویٰ اختیار کرو اوامر کے پابند رہو اور مناہی سے رکے اور بچتے رہو کوئی آیت قرآن شریف میں ایسی نہیں جس میں فرمایا گیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کی یا پیغمبروں کی خواب میں زیارت کرو۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ ببرکت متابعت آنحضرت ﷺ آپؐ کی یا کسی اور رسول کی زیارت کراوے اصل

غرض تو اوامر ونواہی کی پابندی اور متابعت سے ہے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوا کہ انہوں نے اصل مقصد کو بھلا دیا انہوں نے اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھا۔ میں نے یہ سب باتیں لکھ کر ایک خط میں بھیج دیں۔

ایک واقعہ اور سناتا ہوں جو صادق کاذب کے پرکھنے کا ہر ایک کو معیار مل جاتا ہے ایک شخص سراج الدین نام ساکن دہلی مدرس گورنمنٹ سکول شہرانبالہ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابلہ میں وزیر و ندیم امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ اب امام مہدی آنے والے ہیں اور میں ان کا وزیر و ندیم ہوں جیسا کہ خواجہ حسن نظامی نے بھی لکھا تھا کہ امام مہدی ۱۳۳۰ھ میں ظاہر ہو جائیں گے جب ۱۳۳۰ھ گزر لئے اور لوگوں نے پوچھا کہ اب بتاؤ تو خواجہ صاحب نے کہا کہ ۱۳۳۵ھ میں ہوں گے جب ۱۳۳۵ھ بھی چلے گئے تو ۱۳۴۰ھ کا وعدہ کیا اب ۱۳۴۰ھ میں بھی آٹھ مہینے رہ گئے ہیں دیکھنا چاہئے ان کے مزعوم مہدی کب آتے ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت بہر جا کہ شد ہیچ عزت نیافت

جو شخص صادق کو چھوڑتا ہے وہ ضرور جھوٹے کے پیچھے دوڑتا ہے میں یہاں سراج الدین کا اشتہار درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اس واقعہ پر پوری روشنی پڑے۔ اور وہ اشتہار خود اسی کا چھپوایا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ میں نے احتیاط سے رکھا ہوا تھا وہ یہ ہے۔

نقل بمطابق اصل

اشتہار الہامات سراجیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے گروہ میرزا ہوشیار ہو   خواب غفلت سے زرا بیداز ہو
ملہم غیبی ندیم مہدی   شمس عرفان سراج دہلوی
ان کی خدمت میں چلو توبہ کرو   ورنہ خسراں میں ہیں تم پڑو
سرصدی کا تیس[1] تک سب نے لکھا   اس سے بڑھنے کا نہیں ہرگز زرا
تیس میں باقی رہے اب سات سال   ہو ظہور مہدیہ دیں باکمال
تیس سے پہلے جو ہووے مدعی   جان لو اس کو وہ ہے گا غوی

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ تقرب الٰہی میں اپنی آپ نظیر ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ محض لفاظی ہے۔ اگر وہ حقائق اور معرفت میں کچھ دسترس رکھتے ہیں تو ہمارے مقابلہ میں آدیں۔ اور ہم نقارہ کی چوٹ سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ طبل تہی ہیں ہرگز ہمارے مقابلہ کو نہیں آدیں گے۔ اگر وہ ہمارے مقابلہ میں آکر اسرار معرفت میں ہم سے سبقت لے جائیں تو ہم ان کو ایک ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب ملہم ہونے کے مدعی ہیں اس لئے ان کے مقابلہ میں ہم اپنے الہام شائع کرتے ہیں جو شب و روز ہم پر مثل باران کثیر القا ہوتے ہیں۔ ہم نے آج تک بمصداق الکرامتہ ادلیٰ ان تخفی اپنے الہامات

۱۔ سیوطی وغیرہ نے ۳۰ تک لکھا ہے۔

کو ظاہر نہیں کیا لیکن ہم بحکم ضرورت اور مصلحت ان کا شائع کرنا اب ضروری سمجھا۔ اور اخفا کیونکر ہو سکتا ہے کہ عشق و مشک را نتواں نہفتن انامعک اینما تکون- انا امشی معک اینما تمشی - انک من المتقین- انک من الواصلین- انت قمر الاولیاء - انت فخر الاولیاء- انت سراج منیر- جعلناک سراج وہاجا- انک من اولاد افخم- انک من ولد فاروق اعظم- انک تعلوا ولا تعلیٰ- انک تغلب ولا تغلب- اناوہبنالک ازواجا- صالحات ونساء قانتات ابکاراو ثیبات- انابشرناک بغلام اسمہ لطیف- انامطرناعلیک انوارا اکلون سرشف- ربیناک نتبرتہ الجمالی والجلالی- انک من الذین لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ نزلنا علیک انوارا ولایتہ عیسٰی وموسٰی وآدم- تمطر علیک فیضان الشمس من الرحمن عند تلاوۃ القرآن۔ اِنَّا انا نطلعک من حسن خاتمتہ بعض الناس- یبرق علیک انوار کقرص الشمس عند ذکر اللہ الصمد- کشفنالک عالم الارواح مناما والملکوت کشفا - سنجعلک سراج الہند والفنجاب ومرجع کل شیخ وشاب فی بن مہدی الموعود الذی ہو رئیس الاقطاب- ووہبنا لک من الصحتہ والعافیہ حظا عظیما وفی ہذالک فوزا عظیما-اعطیناک جذب الاحسانیہ عند الصلوۃ علی نبی الرحمہ انا عون لک فی کل حین وآن انا عصمناک من شر مسیح الدجال- انا ارسلنا المہدی الموعود فی منامک وشرفناک بلقائہ ادخلنا روحک فی مرتبتہ نبینا محمد المصطفی الذی ہو شمس الضحیٰ و بدر الدجیٰ و نور الہدٰی خیر التقیٰ- انک من علماء غیر مرائیں ومن الفقراء الصابرین-

الشاکرین- یفوح عنک ریح المسک بعد الوضوء- قدخاب من المہدیتہ وخسرخسرانا مبینا ستلبغ ذکرک واسمک فی اقطار الارض- انا اخلصناک سرک وفوادک من شرک الخفی والجلی نجیناک من المہدیین الکاذبین الذین لا دنیا لہم ولا دین- وتنزل علیک انوار القمریتہ عندالصلوٰۃ علی نبی الرحمۃ - انا عصمناک من الفقرالمکب- انا ارسلنا روح رسولنا فی منامک مرارا- انک سیلاقی مہدی العربی الفاطمی- وتزورہ- انک تنادم وتصاحب مہدی الموعود العربی جعلناک من اصحاب المہدی الموعود- تکون فی زمنہ فی عیشتہ راضیتہ - یمطر علی قبرک انوار ولایتہ محمدیہ الانوار یمطر علیک وانت نائم سیکون ولدک - فی جیش المہدی الموعود انا جعلناک جوادا رحیما- انا خلقناک علی خلق وجود عظیم- انا وضعنافی قلبک نارالعشق حریقا- اعطیناک جذبۃ من جذبات الرحمانیہ- یاایہاالمرزائیون انکم قوم خصمون- انکم فی الحق یرتابون- انکم الی الباطل مائلون- قدزاغت قلوبکم فلمازاغوازاغ قلوبکم اللہ اناجعلناک نائب المہدی الموعود العربی جعلناک من معاونہ واحبائہ - یاایہاالمرزائیون انکم تزعمون ان مسیح ابن مریم قدمات کشمیر- ہیہات ہیہات انہ لحی علی السموات عند ربہ القدیر فتوبوا الی اللہ من ہذا والا عذاب السعیر- ونصلیکم نارا وہو بئس المصیر- قد یبلغ ذکرک- واسمک فی اقطار الارض- یبلغ اسمک فی اقطار الارض وتشیع ذکرک فی اقصاءہا- یاایہاالمرزائیون انکم قوم عادون انکم قوم

خصمون- انکم من الحق راغبون والی الباطل مائلون- انکم فی الحق ترتابون- ومن صراط المستقیم لناکبون- یاایہاالمرزائیون انکم تزعمون ان مسیح ابن مریم مات فی الکشمیر ببیات بیبات انہ حی علی السمٰوات عند ربہ القدیر- فتوبوا الی اللہ والا نذیقکم عذاب السعیر- ونصلیکم نارا انہا بئس المصیر- یخرج المہدی الموعود من مدینہ ویظہر فی مکہ ویقوم ویعدل فی دمشق- ویظہر نائبہ عباسی من خراسان ہکذا مروی فی احادیث حبیب الرحمن فلا تنکر ولا تول بہا ولا تکن من حزب الشیطان وکن من حزب الرحمن الا ان حزب اللہ ھم الغالبون وحزب الشیطان ھم الخاسرون-

المشترہ خاکسار سراج الدین ندیم مہدی وبشیر مہدی موعود مدرس گورنمنٹ سکول انبالہ شہر- دست بھوشن پریس انبالہ شہر-

اس اشتہار کے خاص مشتہر کے قلم کی یہ عبارت لکھی ہوئی تھی (حافظ مرزا صاحب سے کہے کہ مباحثہ یا مقابلہ کرلے)

میں نے یہ اشتہار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا فرمایا صبر کرو خدا تعالیٰ آپ صادق وکاذب میں فیصلہ کردے گا جب برسات ہوتی ہے بے انتہا کیڑے مکوڑے حشرات الارض پیدا ہوجاتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں درخت ثمردار اور پھولوں کے مقابلہ میں گھاس پھونس اگتا ہے مگر باغبان اس کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں کئی مدعی نبوۃ اٹھے اس کی عربی سے تو مسلیمہ کذاب ہی اچھا تھا- عیب راہنر باید-

سراج الدین کے دعوے اور الہامات پر کچھ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں- اس اشتہار کے بعد وہ ملازمت سے گیا اور ایسا گمنام ہوا کہ اس کا کہیں پتہ نہ لگا- خدا نے ایسا مخذول کیا کہ اس کا کہیں نشان نہیں چھ سات برس سے اوپر

ہوئے میں نے دہلی میں سنا تھا کہ آیا ہوا ہے میں ملنے کو گیا یہ تھا نہیں لوگوں نے کہا کہ شاہ صاحب وہ تو پاگل اور لغو آدمی ہے آپ نے اس کے ملنے کا کیوں ارادہ کیا اور کیوں یہاں آنے کی تکلیف کی۔ خیر میرا مقصد ملنے سے اور تھا۔ پھر میں نے کئی بار تلاش کیا کچھ اتا پتہ نہ چلا۔

ایک دفعہ میں نے قادیان سے کئی سال ہوئے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول انبالہ کے نام خط لکھا کہ شاید وہاں سے کچھ نشان ملے سو ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے لکھا کہ ایک دفعہ وہ یہاں آئے تھے پھر معلوم نہیں وہ کہاں ہیں سنا تھا کہ وہ دہلی میں کسی مسجد کی ملاگری وجاروب کشی کرتے ہیں۔ یہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہندو تھے جنہوں نے یہ مجھے لکھا یہ ہوتا ہے ایسوں کا انجام اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

ایک دفعہ بہت سے احباب دور دور سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک اچھا خاصہ مجمع ہوگیا منجملہ ان کے منشی ظفر احمد صاحب و محمد خاں صاحب و منشی محمد اوڑا صاحب مرحومین مولوی سید محمد احسن صاحب اور خلیفہ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہما خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مولوی عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ شیخ غلام احمد صاحب۔ اور لاہور ولودھیانہ کے احباب وغیرہ ہم تھے اس بات پر ذکر چلا کہ بعض اولیاء کرام کو مکاشفہ میں بہت کچھ حالات منکشف ہوجاتے ہیں اور اکثر لوگوں کی نیتوں کا حال بھی معلوم ہوجاتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں یہ سچ ہے ہمیں بھی ایک بار حج کے روز کشف میں حج کا نظارہ دکھایا گیا یہاں تک کہ سب کی باتیں اور لبیک اور تسبیح و تہلیل ہم سنتے تھے اگر ہم چاہتے تو لوگوں کی باتیں لکھ لیتے۔

ایک دفعہ ہمیں یہ الہام ہوا کہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ اور مجھے دکھایا گیا کہ اس وعدہ کی آخری آیت تک جس قدر حروف ہیں ان میں اکمل اور اخلص موافقین کے نام بھی مخفی ہیں اور جو اشد

انکار و عناد و مخالفت میں اپنی قوم میں سے ہیں ان کے نام بھی اس میں پوشیدہ ہیں۔ (یہ سب الفاظ بعینہا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام کے ہیں میرا اس میں ایک بھی حرف نہیں) پھر فرمایا اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ادنیٰ الارض پر قرآن شریف میں ہاتھ رکھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قادیان کا نام ہے (یہ الفاظ بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے ہیں) پھر فرمایا آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان موجود اور حاضر لوگوں میں کچھ ہم سے پیٹھ دیئے بیٹھے ہیں اور ہم سے رو گرداں ہیں اور کراہت کے ساتھ ہم سے دوسری طرف پھیر رکھا ہوا ہے یہ باتیں حضرت اقدس علیہ السلام کی سن کر میں اور دوسرے اکثر احباب ڈر کر خوف زدہ ہو گئے اور استغفار پڑھنے لگے۔ خیر حضرت اقدس علیہ السلام جب اندر مکان میں تشریف لے گئے اور اندر سے کنڈی لگالی سید فضل شاہ صاحب بہت ہی گھبرائے اور چہرہ فق ہو گیا اور جلدی سے آپ کے دروازہ کی کنڈی ہلائی حضرت اقدس علیہ السلام واپس تشریف لائے مسکرا کر فرمایا شاہ صاحب کیا ہے کیا کام ہے شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میں حضور کو حلف تو دے نہیں سکتا کہ ادب کی جگہ ہے اور نہ میں اوروں کا حال دریافت کرتا ہوں صرف میں اپنا حال پوچھتا ہوں کہ رو گرداں لوگوں میں میں ہوں یا نہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام شاہ صاحب کی بات سن کر بہت ہنسے اور اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اور ہلا کر فرمایا شاہ صاحب تم ان میں نہیں۔ شاہ صاحب تم رو گرداں لوگوں میں نہیں ہو اور پھر ہنستے ہنستے یہ فرما کر دروازہ بند کر لیا۔ تب فضل شاہ صاحب کی جان میں جان آئی اور تسلی ہوئی اور گھبراہٹ دور ہوئی۔ شاہ صاحب نے خدا کا شکر کیا۔

صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب ☆ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور حضرت اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں بیٹھے تھے میں آپ کے سامنے تھا اور ہم دونوں چپ چاپ بیٹھے تھے آپ کی اس وقت عجیب حالت تھی ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا بہت دیر تک آپ کی یہ کیفیت رہی پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا

☆ مصنف قاعدہ یسرنا القرآن

اور فرمایا

اب ہمیں اس وقت یہ الہام ہوا۔

حق

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی۔ قادیان